بقصد خلائق عالم و طفیل سرور بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم

نسخہ لاجواب کتاب مستطاب المسمی

السکینۃ باخبار المدینۃ

مولفہ فاضل علام حضرت مولانا الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب بہادر دام فضلہ ترجمان عدالت مدراس اسمال کازکورٹ بہ اہتمام خاکسار بندۂ کثیف محمد شریف ابن جناب الحاج محمد عبد اللہ صاحب مدظلہ تاجر کتب بہ استشادسہ فارم اولین

در مطبع فردوسی مدراس بحلیۂ طبع گردید

۱۹۰۹ AD

فہرست مضامین السکینہ باخبار المدینہ

یا اللہ

التماس

خداوند عالم کے فضل و عنایت سے جب کتاب السکینہ باخبار المدینہ مکمل ہو چکی تو خیال ہوا کہ اس مبارک کتاب کو کسی مقدس ذات کے نام نامی سے معنون کرون ملہم غیبی کیطرف سے دل مین القا ہوا کہ چونکہ یہ کتاب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مینو بہر کے حال پر شامل ہے لہذا ایسی مقدس ذات کے نام سے معنون ہونا چاہیے جو ظاہر مین فقیر اور در استغنا، دل سے امیرون کا امیر ہو نسباً بھی خلاصہ خاندان رسالت ہو اور اخلاق حمیدہ سے بھی بہترین نمونہ دودمان نبوت ۔ اور یہ ساری صفتین بدرجۂ اتم و اکمل میرے مرشد زادہ مین نظر آئین ۔ لہذا بکمال ادب مین اس کتاب کو بامید قبولیت حضرت مولانا مولوی سید شاہ عبد اللطیف صاحب قادری دامت برکاتہ خلف الصدق حضرت فردوس منزل قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین شیخی و سلیقی الی اللہ رکن الملۃ والدین مولوی حاجی سید شاہ محمد صاحب قادری قدس سرہٗ خلف الصدق حضرت قطب ویلور کے مبارک نام سے معنون کرتا ہون اور میری مراد اسوقت پوری ہوگی کہ حضرت ممدوح میرے اس کام کو نظر استحسان سے دیکھین اور عزت قبول سے سرافراز فرمائین ۔

الملتمس محمد صبغۃ اللہ المہاجر کان اللہ لہ ولاسلافہ

(مرقوم ۱۴ رمضان شریف ۱۳۲۷ ہجری روز پنجشنبہ)

(مطبع رزاقیہ مدراس)

بفضل خالق الکون و طفیل حبیبہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
بیا تا در مدینہ نور احمد ﷺ
بہ بینی از در و دیوار لامع
جمال مصطفےٰ بر پردہ بینی
چو خورشیدیکہ از ابر ست طالع
کتاب مستطاب المسمیٰ بہ
السکینۃ
باخبار
المدینۃ
سنہ ۱۳۲۷ ہجری نبوی
تالیف لطیف مولانا الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب بہادر ادام اللہ بقاہ
فرزند رشید حضرت المرحوم الحاج علی موسیٰ رضا صاحب المخاطب نعت جنگ بہادر
۱۹۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
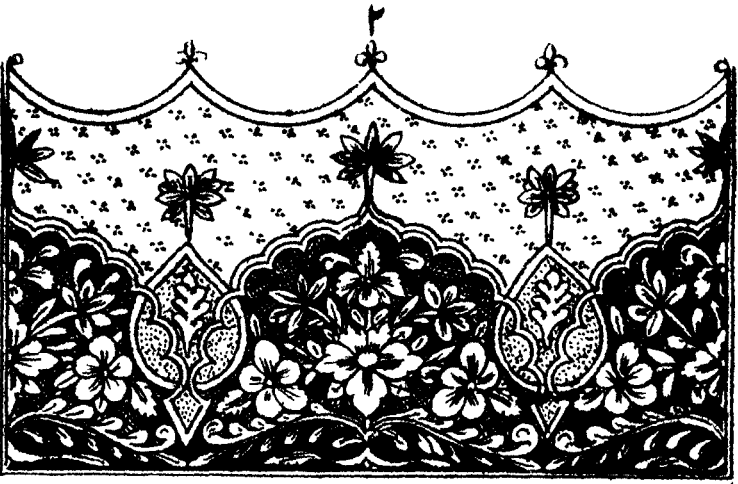
انواع شکر وسپاس اور اقسام حمد وستایش کے لائق وہ قادر قدیر ہے جسنے انسان سے ضعیف البنیان اور مجبول الخطا والنسیان کو اول خلعت شرافت بین المخلوقات سے سرفراز فرمایا پھر تاج کرامتِ خلافت سے معزز وممتاز۔ یہ سارا اعزاز واکرام اسی وجہ سے ہوا کہ اوسکے بنی نوع کی سرپرستی اوس مبارک ذات سے ہونیوالی تھی جو عین مقصود تکوین جن وآدم اور علت غائی خلق ہجدہ ہزار عالم تھی و کون

ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب ... ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

حضرت سیدنا وسید الاولین والآخرین مولانا ومولی الانبیأ والمرسلین حبیبنا وحبیب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین ؎

الٰہی کس کا یہ میری زبان پہ نام آیا   کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لئے

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد واٰلہ وصحبہ کما ینبغی الصلوٰۃ والسلام والبرکۃ علیہ۔ یہہ تو بنی نوع انسان کے لئے عموم سرفرازی تھی اور پھر ہم مسلمانون پر بالتخصیص یہہ نوازش ہوی کہ اس مقتدای مقتدایان اور پیشوای پیشوایان کا نام لیوا بنایا اور امت مرحومہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا جلت رحمتہ وعمت نعمتہ۔ اس انعام پر مزید فضل وکرم یہہ کہ اس خلائق وناہل عار خاندان الخ ننگ خاندان بندہ عاجز وقاصر محمد صبغۃ اللہ المہاجر کان اللہ لہ فی الباطن والظاہر ابن الحضرت المرحوم الحاج علی موسیٰ رضا المہاجر المخاطب بہ حشام خان بہادر رفعت جنگ پیشکار بخشی ریاست کرناٹک کو صرف اپنی رحمت کاملہ اور افضال شاملہ سے اپنے حبیبؐ پاک کے در دولت تک پہنچایا اور سلک امیدواران شفاعت حضور رحمت گنجور مین منسلک فرمایا۔

صرف رحمت تھی خدا کی کہ مدینہؐ پہنچا   ورنہ یہہ پاؤن یہہ بل اور نہ یہہ صورت میری
مدینےؐ پہنچے جو ہم بھی خدا کی قدرت ہی   ہم اپنے منھ کو اور اس آستان کو دیکھتے ہین

جب اللہ پاک جلشانہ کو یہہ منظور ہوا کہ مدینہؐ منورہ سارے شہرون پر فاضل اور تمامی بلاد ومدائن سے بزرگ اور فائق ہے اسکو نہ صرف اپنے حبیبؐ مقبول سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت اور سکونت ہی کے لئے انتخاب کیا بلکہ بعد وصال اس گنج سعادت یعنی جسد اقدس کو بھی اسی بقعہ مبارک مین مکنون اور

مخزون فرمایا پس مدینہ مومنون کا دل ہے اور اوسمین مسلمانون کی جان. پھر وہ کون دل ہوگا جسکو اس مبارک بستی کا حال سننے کا شوق نہو اور اوسکے متبرک مقامات دیکھنے کے لئے خود آنکھین نکل چلنے کے دھن مین آپ سے باہر نہوی جاتی ہون. ایک شاعر کا قول ہے۔

ای فلک لے چل مدینے کو خدا کے واسطے   دل تڑپتا ہی حبیب کبریا کے واسطے

اور اس عاجز کا یہہ یقین ہے کہ ہر مومن کا دل اسی شعر کا مصداق ہو گا. ہر چند کہ زمانے کے موانعات اور دنیا کے لواحقات سے اوسکو عمر بھر وہان جانے کا اتفاق ہوا نہو۔ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پورا ہوتا ہے اور محبت کا خاصہ ہی کہ جب تک محبوب کو آنکھون سے نہ دیکھ لین ایک آن چین آنا محال ہی. پس ہم سے محروم لوگ جو مشیت الٰہی اور تقدیر ایزدی سے تیرہ سو سال کے بعد عرصہ وجود مین آئے اور دیدار محبوب سے ناکام رہے کیا اس امر کے جویا نہونگے کہ اس مبارک شہر کو جا کر چپا چپا زمین سے تبرک حاصل کرین اور اس خیال سے اپنے مایوس دل کو تسکین دین کہ یہان ہمارا حبیب نماز پڑہتا تھا اور یہان خطبہ. یہان آرام فرماتا تھا اور یہان دوستون سے ملاقات. یہان دوستون کا حلقہ ہوتا تھا جن مین وہ چاند کے طرح چمکتا تھا یہہ مسجد میرے سرکار کی. یہہ منبر میرے آقا کا. یہہ محراب میرے مولا کی یہہ حضور کا مصلی ہی. یہہ سرکار کا تکیہ ہی. اس بازار کو حضور سے رونق ہوا کرتی تھی ان گلیون سے حضور کا گذر ہوتا تھا۔

سبب تالیف کتاب

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کے نعلین کے صدقے جب اس ناچیز معترا ز شعور و تمیز پر نوازش کی اور اپنی رحمت عمیمہ سے اوسکو در دولت حبیب تک پہنچایا تو فرط شوق سے ہمہ تن آنکھہ بنکر مآثر نبوی کی تلاش کرنے لگا زائرین اور ساکنین بقعۂ مبارک سے تشفی بخش نشان ملے نہین دلکو بڑا رنج ہوا پھر بھی تلاش و تحقیق مین کمر ہمت و سعی بندہی رہی آخر بفحوای من طلب وجد فوجد خدا کی عنایت سے شیخ سمہودی مدنی کی کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ اور سید جعفر برزنجی مدنی کی کتاب نزہۃ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین ہاتھ آئین جن مین اکثر مآثر کا پتا ملتا تھا عاجز انھین دونون کتابون سے آثر مبارک کا پتا لگاتا تھا اور شائقون کو بتاتا تھا اپنے ہمسفرون سے ایک عزیز دوست حاجی خطیب قادر بادشہ صاحب تخلص بادشہ نے فرمائش کی کہ ان کتابون سے جو کچھہ اس عاجز کو پتا ملا ہو اوسکو اردو زبان کا حلیہ پنھاکر شاہد مقصود کی صورت مین اپنے ملک کے شائق اور متلاشی مسلمانون کے روبرو جلوہ آرا کرون اگرچہ یہہ ناچیز اپنی کم بضاعتی سے آپ کو اس کام کے لائق سمجھتا نتھا اور اس کام کی عہدہ برائی اپنے مافوق البضاعۃ جانتا تھا تاہم اس خیال سے کہ اس کام مین اپنے آقا اپنے مولا اپنے سردار اور اپنے سالار کا تذکرہ ہوتا رہیگا اپنی قلیل البضاعتی سے چشم پوشی کرکے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ سنہ ہجری کو جو مدینۂ طیبہ مین عید المولود کہلاتا ہے بعد نماز عصر مسجد نبوی مین اس کتاب کی تحریر کی ابتدا کی۔

استمع ماذا یقول العندلیب حیث یروی من احادیث الحبیب

ع از ہر چہ میرود سخن دوست خوشتر است، پہلے صرف مسجد نبوی اور اوس کے متعلقات کا حال لکہا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ کا خلاصہ اور اصل وہی مبارک مسجد ہے۔ اور اوسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے مآثر نبوی کا حال جستہ جستہ لکہا جائیگا کہ یہ رسالہ مدینہ منورہ کے کل متبرک مقامات کے حال پر حتی المقدور شامل رہے اسی لئے اس رسالہ کا نام **السکینۃ باخبار المدینۃ** رکھا گیا۔ اس رسالہ مین ایک نقشہ سطح زمین مسجد کا منسلک کردیا گیا ہے جسمین سارے مآثر متعلق مسجد نبوی صاف نظر آتے ہین اور مسجد کے متفرق حصون کی بنا بقید تاریخ۔ مدت بنا۔ وصاحب بنا اس سے مبین ہوتی ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

آغاز کتاب

اسامی مبارک مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً

مدینہ منورہ کے بہت سے نام نامی ہین جن سے یہان بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور وجہ تسمیہ بہی انشاء اللہ بتلادیا جائیگا۔

اس مبارک شہر کا نام جاہلیت مین **یثرب** تہا اس وجہ سے کہ اوس وقت مدینے کا بازار ایک کنارہ مین لگایا جاتا تہا جسکو یثرب کہتے تہے۔ اور یہہ بہی کہتے ہین کہ جاہلیت مین یہان تپ شائع تہی جس سے اکثر آدمی ہلاک ہوجاتے تہے اسلئے اس مقام کو یثرب کہتے تہے لیکن جب حضور نبوی کی تشریف آوری سے

مالامال برکات وطیبات ہوا تو اس مبارک شہر کا نام طابہ ہوا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہی بس جو کوئی سبقت لسانی سے اوسکو یثرب کہے ضرور ہے کہ استغفار کرے اور بدل مین اوسکو طابہ او طیبہ کے نام سے یاد کرکے تکرار کرے ارض اللہ اوسکا نام ہے اللہ جلشانہٗ قرآن شریف مین فرماتا ہے اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا۔ ترجمہ۔ کیا ارض اللہ (اللہ کی زمین) وسیع نتھی کہ تم اوسکے طرف ہجرت کرتے۔ مفسرون نے کہا ہے کہ ارض اللہ سے مقصود مدینہ دارالہجرۃ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الایمان بھی اوسکا نام ہے وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ۔ ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنھون نے الدار والایمان مین سکونت اختیار کی یہہ آیت انصار کے حال مین اتری اور انصار مدینہ مین رہتے تھے پس الدار و الایمان سے مراد مدینہ ہے البلد جیسے ارشاد ہے لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ترجمہ۔ البتہ قسم کرتا ہون مین اس شہر (مدینہ) کی درحالیکہ آپ اس شہر مین قیام پذیر ہین ف اس آیت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت مترشح ہوتی ہے کہ خداوند عالم جلت حکمتہ فرماتا ہے اے میرے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی مٹی تیرے قدم کی برکت سے اس لائق ہوی کہ خداوند زمین و آسمان اوسکی قسم کھاتا ہے بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے فرمایا کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْۢ بَیْتِکَ

ترجمہ۔ جیسے تیرے پروردگار نے تجھکو تیرے گھر سے نکالا۔ یہہ قصہ غزوہ تبوک کا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ کے لئے مدینہ سے نکلے تھے تو گھر سے مقصود مدینہ ہوا۔ **الحبیبۃ** محبوب شہر کیونکہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام اوسکو دوست رکھتے تھے **الحرم** اوسکی عموم بزرگی اور حرمت کی وجہ سے عموماً حرم بھی کہتے ہین جیسے حدیث شریف مین آیا ہے المدینۃ حرم یعنے مدینہ حرم ہے اور بلحاظ خصوصیت اس کا نام **حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** بھی ہے کیونکہ حدیث شریف مین آنحضرت نے اوسکو حرم بنانے کی نسبت اپنی ذات شریف سے کی جس طرح کہ ابراہیم خلیل اللہ نے مکہ کو حرم بنایا تھا **حسنۃ** بھی اوسکا نام ہے جیسے فرمایا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ترجمہ۔ البتہ ہم اون کی (یعنے مہاجرون کی) سکونت کے لئے دنیا مین حسنہ دینگے چونکہ مہاجرون کی سکونت مدینہ مین ہوی اسلئے حسنہ سے مراد مدینہ ہی **الخیرہ** بھی اوسکا نام ہے کیونکہ اوسمین بہت سی نیکیان حاصل ہوتی ہین **الدار** یعنی شایستہ گھر جیسے آیہ گذشتہ مین گذرا **دار الابرار** اور **دار الاخیار** یعنے نیک لوگون کا گھر ان ناموں کے لئے توجیہ کی ضرورت نہین **دار الایمان** یعنی ایمان کا گھر جیسے حدیث شریف مین ہی المدینۃ قبۃ الاسلام ودار الایمان۔ ترجمہ۔ مدینہ اسلام کا قبہ اور ایمان کا گھر ہے **سیدۃ البلدان** شہرون کا سردار شہر۔ ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو یاطیبہ یاسیدۃ البلدان کے نام سے یاد کیا ہے الشافیہ کیونکہ حدیث مین ہی تراہبا شفاء من کل داء ترجمہ مدینہ کی مٹی ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ اور یہہ بھی مروی ہی کہ غبار المدینۃ شفاء من الجذام ترجمہ مدینہ کا غبار جذام کے لئے شفا ہی طابہ۔ طیبہ۔ طیبہ۔ طائب اور مطیبہ یعنے پاکیزہ شہر اس وجہ سے کہ اوسکی ہوا نفیس۔ پانی نفیس منظر نفیس۔ باشندے نفیس الطبیعۃ۔ اور سارا شہر پاک اور پاکیزہ شرک اور معاصی کے خبائث سے پاک ہی۔ مدینہ طیبہ کی مٹی مین بھی وہ خوشبو ہی کہ عطریات سے کوئی شی اوسکی مقابل نہین۔ اوسکا حال اوسی سے پوچھا چاہیئے جسکو ذوق صادق اور شوق راسخ حاصل ہوا ابو عبد اللہ عطار کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانفزا بو سے مدینہ کی ہوا ایسی خوشبو ہوی ہی کہ کوئی صندل مشک اور کافور اوسکا مماثل نہین۔ ابوبکر شبلی کہتے ہین کہ فی الواقع مدینہ کی ہوا کی خوشبو کے مقابل کوئی عطر و مشک و عنبر نہین۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

دران زمین کہ نسیمے وزد ز طرہ دوست ۔ چہ جای دم زدن نافہاے تاتاریست

اور ایک شخص یون داد انصاف دیتا ہی۔

ز نسیم جانفزایت تن مردہ زندہ گردد ۔ زکدام باغی ای گل کہ چنین خوش ست بویت

یہان کا پانی اسقدر خوشگوار ہے جسکا بیان صرف ذائقہ صحیح ارباب ذوق وشوق پر موقوف رکھا جائے محرر سطور غفر اللہ لہ کے ذائقہ مین شاید کہ کوثر و سلسبیل بھی اوس سے

فائق نہو سکے۔

چولب بکوزہ نہی کوزۂ نبات شود　　زکوزہ قطرہ چکد چشمۂ حیات شود

العاصمہ محفوظ شہر کیونکہ یہان کے باشندے دجال اور طاعون سے محفوظ
ہین **الغراء** یعنی روشن شہر بسبب اوسکی نورانیت کے۔ اسی سبب سے اوس کو
مدینہ منورہ کہتے ہین **قبۃ الاسلام** اوسکا بیان آگے گذر چکا **المؤمنۃ**
یعنی اپنے باشندون کو عموما ساری بلیات سے اور خصوصا طاعون اور دجال سے
امن دینے والی بستی **المبارکہ** اوسکے معنے ظاہر ہین اور حدیث شریف مین ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی مدینہ کے پیمانون مین اور صاع
مین اور مد مین برکت دے۔ **المحبۃ۔ المحببۃ۔ المحبوبۃ** اس وجہ سے
کہ حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کو دوست رکھتے تھے اور ہر
ایمان والے کے دل مین اوسکی محبت پائی جاتی ہے **المختارہ** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
اوس کو اپنے حبیب پاک احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت اور اقامت
کے لئے چن لیا **المدینۃ** قرآن شریف مین یہہ نام متعدد آیتون مین بطریق
علم اس شہر کے لئے آیا ہی کیونکہ خاص اوسکے حبیب کی اقامتگاہ ہے۔ یا اسلئے کہ مشتق
ہے دَانَ یَدِیْنُ سے بمعنی مطیع یا جزا دیا گیا کیونکہ اوسکے ساکنین یا زائرین اطاعت دین
مین پورے جزا دئے جاتے ہین **مدینۃ الرسول** یہہ خصوصیت کے
ساتھ ہی **المرحومۃ۔ المرزوقہ** اس وجہ سے کہ وہان کے رہنے والون پر

خدا کی خاص رحمت ہی اور اللہ تعالی اونھین اپنے خزانہ غیبی سے رزق دیتا ہی المسلمہ
شہر معمور بسلامتی یا یہہ کہ ساری دنیا اوسکی تابع او منقاد ہو گی المکینہ یعنے تمکنت والا
شہر المناجیہ یعنی نجات دینے والا شہر الموفیہ یعنی پورا حصہ (ثواب) دینے
والا شہر المسکینہ اوسکے باشندون کے خشوع و خضوع کے سبب سے المحروسہ
یعنی نگہبان کیا ہوا شہر اسلئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مدینہ کی گلیون کے سرے
پر فرشتے بیٹھے پاسبانی کیا کرتے ہین۔ مدینہ کے اور بہت سے نام ہین لیکن یہان
صرف چالیس نامون کے تذکرہ پر اکتفا کیا گیا تاکہ بیان مین طوالت پیدا نہو

فضائل مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

مدینہ منورہ کے اسامی مبارک کے ذکر سے فارغ ہو کر دل چاہتا ہے کہ اوس کے
فضائل کسی قدر بیان کرون لیکن۔

بیان فضل مدینہ کا شوق ہی ایسا کہ بیٹھون صبح سے لکھنے تو شام ہو جائے

خوف ہی کہ کہین اصل مقصود کتاب حسیتہ التوامین نرہجائے اسلئے بفحوای ما
لایدرک کلہ لایترک کلہ صرف چند سطور کی تحریر پر اکتفا کرتا ہون۔
علما کو اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام شہرون پر مکہ اور مدینہ کو فضیلت ہی اور یہہ دونون
مبارک شہر ساری دنیا کے شہرون سے افضل ہین لیکن ان دونون مین کون افضل
ہے اسمین اختلاف ہی۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم۔ امام شافعی اور امام احمد مکہ کی فضیلت
کے قائل ہین۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

امام مالک اور اکثر علمای مدینہ مدینہ کی فضیلت کے قائل ہین امام احمد کی ایک روایت سے بھی مدینہ افضل ثابت ہوتا ہے اور جماعت کثیر شافعیہ کی بھی اوسی کی قائل ہے مدینہ کی فضیلت وجوہ ذیل سے ہی (۱) مدینہ حرم امن ہی۔ اوسکا نام قبۃ الاسلام۔ دار الایمان۔ اور دار ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی (۲) حضور کا مرقد مبارک مدینہ مین ہے۔ (۳) جسنے مدینہ مین چالیس نمازین پڑہین جن سے حسب روایت طبرانی کوئی نماز قضا نہو تو اوسکو عذاب دوزخ اور مطلق عذاب اور نفاق سے آزادی ملتی ہی یعنی اوس پر مطلق عذاب حرام ہوجاتا ہے (۴) مدینہ مین رمضان کے روزے دوسرے شہرون کے ہزار رمضان کے مساوی ہین (۵) مسجد نبوی مین ایک نماز بہ استثنا مسجد الحرام کے دوسرے مساجد کے ہزار نمازون کے برابر ہے (۶) مدینہ کی مسجد کی ایک جمعہ دوسرے مساجد کے ہزار جمعہ سے بہتر ہے سوای مسجد الحرام کے اور یہہ زیادتی ثواب نوافل اور فرائض ہر دو کو شامل ہے بلکہ ہر عمل نیک مدینہ مین دوسرے مقامون کے اعمال نیک سے ہزار گونہ فائق ہے اور یہہ فوقیت سارے مدینہ کو حاصل ہے پھر مسجد نبوی کے لئے تو کیا کہئے اوسکی فضیلت بحد وبحصر ہی (۷) جو اپنے گھر سے وضو کرکے مسجد شریف مین نماز پڑہنے کی نیت سے نکلا اور نماز پڑہی اوسکو ایک حج کا ثواب ملتا ہے (۸) اور جو اپنے گھر سے وضو کرکے مسجد قبا مین نماز پڑہنے کی نیت سے نکلا اور مسجد قبا مین دو رکعتین پڑہین اوسکو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہی (۹) جو شخص بہ نیت نماز یا بہ نیت ذکر اللہ یا بہ نیت تعلیم وتعلم مسجد شریف مین حاضر

ہوتا ہے وہ مجاہد فی سبیل اللہ کا حکم رکھتا ہے (۱۰) اس شہر مین وہ مسجد ہے جس کے لئے کجاوے باندھکر سفر کرنا مستحب ہی (۱۱) اس مسجد مین روضۂ مطہرہ واقع ہی جسکے حق مین روضۃ من ریاض الجنۃ آیا ہے (۱۲) اس مسجد مین منبر نبوی ہے جسکے متعلق روایت ہے کہ میرا منبر حوض کوثر پر ہے اور میرا منبر جنت کی کیاریون سے ایک کیاری پر ہے (۱۳) مدینہ کی مٹی ساری بیماریون کے لئے دوا ہے اور اوسکا گرد وغبار جذام کی دوا ہی۔ (۱۴) مدینہ کا کوئی کوچہ ایسا نہین جسمین حضور کا گزر نہوا ہو (۱۵) مدینہ مین حسب روایت امام مالک کے اقل درجہ ہر ایک ساعت مین حضرت جبرئیل علیہ السلام خداوندعالم جلشانہ کے حضور سے تشریف لاتے تھے (۱۶) مدینہ اللہ تعالی اور اوسکے حبیب پاک کے پاس تمام شہرون سے زیادہ تر محبوب شہر ہے۔ کیونکہ حضور کی دعا تھی کہ یا اللہ تو نے مجھکو میرے محبوب شہر یعنے مکہ معظمہ سے نکالا ہی تو اب ایسے شہر کو پہنچا جو تیرے پاس محبوب تر ہے اور اس دعا کی اجابت کے اثر مین آپ مدینہ طیبہ پہنچے تو مدینہ خدا کا محبوب ترین شہر ٹہرا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محبوب ترین شہر ہے کیونکہ آپنے وہین اقامت اختیار کی اور فتح مکہ کے بعد بھی اوسی کو پسند فرمایا پھر مدینہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محبوب ترین بلاد ہوا (۱۷) حضرت ختمیت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر کے لئے برکت کی دعا کی ہے بعض روایتون سے مضاعف برکت مکہ اور بعض روایتون سے شش ضاعف برکت مکہ (۱۸) مکہ مین

حج سال مین ایک مرتبہ بمشقت حاصل ہوتا ہے اور مدینہ مین آسانی سے ہر روز متعدد اوقات
اور ایسا ہی عمرہ کا بدل بھی مدینہ مین مسجد قبا کی زیارت سے دیا گیا۔ (۱۹) جو شخص مدینہ
مین مرتا ہے اوسکو نہ حساب ہی اور نہ عذاب (۲۰) اکثر فرائض مدینہ مین مقرر اور
متعین ہوے (۲۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام قیامت تک
مدینہ کے ساکن ہوے (۲۲) ایمان سمٹ کر مدینہ مین جمع ہو جاتا ہے جیسے سانپ اپنی
بل مین آجاتا ہے (۲۳) مدینہ طاعون اور دجال سے محفوظ ہے (۲۴) مدینہ مین کوئی خبیث
رہ نہین سکتا۔ (۲۵) مدینہ مین کسی شیطان کی پرستش ہوی نہین اور نہو گی شیطان
کو اوس سے بالکل مایوسی ہو چکی (۲۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا روی زمین پر کوئی زمین میرے نزدیک محبوب تر نہین مگر وہ جسمین میری قبر ہوگی
اسکو آپ نے مکرر تین مرتبہ فرمایا اور آپکی قبر شریف مدینہ مین ہے۔

ہمایون کشورے کان عرصہ را شاہی چنین باشد مبارک منزلے کان خانہ را ماہی چنین باشد

کہتے ہین کہ امام مالک کسی وقت مدینہ مین سوار چلتے نتھے سبب پوچھا گیا تو کہا جس
زمین پر حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلتے تھے اوسپر سوار چلنا
مجھسے نہو سکیگا (۲۷) سارے فضائل سے بڑھکر یہہ ہے کہ حضور کا جسد مبارک اس
مقدس زمین مین مکنون اور مخزون ہے جسکی وجہ سے یہہ مبارک بقعہ جسکو حضرت
حبیب رب العالمین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کے مبارک اعضا مس کرتے
ہین کعبہ بلکہ عرش و کرسی سے افضل ہے۔ ایک شخص نے کہا مدینہ کی مٹی ردیہ یعنی

خراب ہے امام مالک نے اوسکو تیس درے مارنے کا فتویٰ دیا اور فرمایا جس مٹی مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے ہین اوسکو تو غیر پاکیزہ کہتا ہے (۲۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مدینہ کی سختیون اور مصیبتون کو جھیلا (اور سکونت اختیار کی) مین قیامت کے دن اس کے لئے (گناہون کی آمرزش کے واسطے) شفیع اور نیکیون کے متعلق) گواہ رہونگا اور فرمایا جسکی موت مدینہ مین ہوی قیامت مین اوسکا شفیع مین ہون. اگرچہ حضرت شفیع المذنبین علیہ الصلواۃ والسلام من رب العالمین کی شفاعت سارے مسلمانون کے لئے عام ہے لیکن مدینہ والون کے لئے علاوہ شفاعت عامہ شفاعت خاصہ بھی ہے (۲۹) قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ والونکی شفاعت فرمائینگے۔ (۳۰) سب سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ والے محشور ہونگے۔ (۳۱) جنت البقیع کے مدفون مردون سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب جنت مین داخل ہونگے اور اون کے چہرے چودہوین رات کے چاند کے طرح چمکتے ہونگے (۳۲) قبرستان بقیع پر فرشتے موکل ہین جب قبرستان مردون سے معمور ہوجاتا ہے تو اوسکے چارون سمت پکڑ کر جنت مین پھینک دیتے ہین (۳۳) مدینہ مین تراویح کی چھتیس رکعتین پڑہی جاتی ہین اوسکی وجہ یہہ ہے کہ مکہ مین ہو ترویحہ تراویح کے مابین ایک طواف کیا جاتا ہے اور دو رکعت سنت الطواف پڑہی جاتی ہین اور اوسکے مقابل مدینہ مین طواف کے بدل دو رکعتین اور سنت الطواف

کے بدل دو رکعتیں پڑہی جاتی ہین۔ پس تراویح کی بیس رکعتون کے پانچ تسبیح کے
مابین چار بار دو دو دوگانے پڑہے جاتے ہین۔ تو علاوہ تراویح کی بیس رکعتون کے طواف
وسنت طواف کی سولہ رکعتین ہوتی ہین اور یہہ کیفیت قرن اول سے جاری اور اب تک
بھی باقی ہے (۲۴) حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وصیت ہے کہ
مدینہ میری ہجرت کی جای اور میرے حشر کی جائی ہے میری امت پر ضرور ہے کہ میرے
ہمسایہ والون (یعنی مدینہ والون) کی حفاظت کرین جبتک کہ گناہان کبیرہ سے بچے
رہین۔ جسنے اونکی حفاظت کی قیامت مین مین اونکا شفیع ہون اور جسنے اونکی حفاظت
نکی قیامت مین اوسکو جہنمیون کا شربت پلایا جائیگا۔ جو مدینہ والون سے مکر کرتا ہی
نمک کیطرح گھلتا رہیگا۔ اور فرمایا الٰہی جسنے مدینہ والون پر ظلم کیا اور اونھین ڈرایا تو اس
کو ڈرا اور اوس پر خدا کی۔ فرشتون کی۔ اور سارے لوگون کی لعنت ہو۔ ایک روایت
مین ہے جسنے مدینہ والون کو ایذا دی خدا اوسکو ایذا دیگا اور اوسپر خدا کی۔ فرشتون کی
اور سارے لوگون کی لعنت ہوگی۔ اور اوسکی نہ کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل
جسنے مدینہ والون کو ستانیکا ارادہ کیا خدا اوسکو جہنم مین ایسا گھلائیگا جیسا نمک کو پانی یا
سیس کو آگ۔ جو لوگ مکہ معظمہ کو مدینہ طیبہ سے افضل جانتے ہین اون کے ادلّہ
ہین (۱) مسجد نبوی مین ایک نماز ہزار نماز کے مساوی ہے اور مسجد الحرام مین ایک نماز
لاکھہ نماز کے مساوی اور اسی قبیل سے سارے اعمال نیک کا ثواب تعداد مین بہ نسبت
مدینہ کے مکہ مین زیادہ ہی (۲) مکہ محل ادائی مناسک حج وعمرہ ہی (۳) مکہ کی تعریف

مین وارد ہے مکۃ خیر بلاد اللہ یعنی مکہ خدا کے شہرون سے بہتر شہر ہے اور احب ارض اللہ یعنی روی زمین پر خدا کے پاس محبوب تر ہے۔ مدینہ کو افضل جاننے والے اوسکا جواب یون دیتے ہین (۱) کثرت تعداد ثواب مستوجب فضیلت کی نہین ہوتی ممکن ہے کہ بلحاظ کیفیت وحالت کوئی قلیل عدد کسی کثیر عدد سے افضل ہو جائے اگرچہ مدینہ طیبہ کی مسجد مین ایک نماز ہزار نماز کے مساوی ہے اور مسجد الحرام کی نماز لاکھہ نمازون کے مساوی لیکن ممکن ہے کہ وہ ہزار نمازین بلحاظ قبولیت ودرجات لاکھہ نمازون سے فائق رہین چنانچہ عرفات کو جانے والے کے لئے نماز ظہر وعصر مسجد نمرہ مین اور نماز ظہر یوم النحر مسجد خیف مین مسجد الحرام سے افضل ہے حالانکہ بیت الحرام میدان عرفات اور منیٰ سے کہین فائق ہے اور یہہ بھی معلوم ہے کہ خانہ کعبہ مسجد الحرام سے افضل ہے حالانکہ نماز اندرون خانہ کعبہ نماز مسجد الحرام سے افضل نہین بلکہ داخل خانہ کعبہ فرض نماز کے صحیح اور جائز ہونے مین علمار کو اختلاف ہے پس اسی طرح اگر مکہ مین ثواب کی کثرت ہے تو یہہ لازم نہین کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے (۲) مکہ مین حج وعمرہ میسر ہوتے ہین تو مدینہ مین بھی زیادہ تر آسانی سے حج وعمرہ حاصل ہوتے ہین مسجد نبوی کی نماز سے حج اور مسجد قبا کی نماز سے عمرہ جیسے فضائل مدینہ نشان (۷) اور (۸) مین گذرا (۳) مکہ کی شان مین خیر بلاد اللہ اور احبّ ارض اللہ وارد ہے مدینہ کے حق مین اس سے زیادہ حدیثین آئی ہین اللّٰھم حبّب الینا المدینۃ کحبّنا المکۃ او اشدّ ترجمہ۔ یا اللہ مدینہ سے ہمکو ایسی محبت دے

جیسی مکہ سے ہی بلکہ بڑھکر المدینۃ خیر من مکۃ ترجمہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بہتر ہے۔ اللھم انک ان اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک ترجمہ۔ یا اللہ جب تونے مجھ کو میری محبوب تر جاے سے نکالا ہے تو ایسی جاے میری سکونت کے لئے دے جو تیرے پاس محبوب تر ہو جب اس دعا کی اجابت کے اثر مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین مقیم ہوے تو یقینا معلوم ہوا کہ مدینہ احب البلاد الی اللہ و رسولہ ہے۔ اور اگر مکہ افضل ہوتا تو حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ اقامت مکہ کو اختیار کرتے اور خدا کا بھی حکم ہوتا کہ آپ مکہ کو رونق بخش رہین اذا الحبیب لا یختار لحبیبہ الاما ھو احب واکرم عندہ ترجمہ دوست اپنے دوست کے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو خود اسکو محبوب ہی۔

غرضکہ خواہ مکہ ہو یا مدینہ دونون کو جو فضیلت حاصل ہی وہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کی نسبت سے ہے۔ مکہ آپ کی پیدایش اور بعثت کی جائی ہے اور مدینہ آپکا مقام اور مقبرہ تا قیام قیامت ہے اور وہی آپ کے حشر کی جائی ہے کہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی سطوت وجلال کا مشاہدہ ہوتا ہے اور مدینہ مین حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی برکت اور کمال کا جلوہ نظر آتا ہے غرضکہ ہرجا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کا ظہور و شہود ہے۔

نظم

در ہیچ ذرہ نیست کہ انوار محمدی	از ظلمت وجود اضافی نہ طالع است
دریای فیض جود الٰہی وجود اوست	انہار کائنات بوی جملہ راجع است
نسر سپہر طائر انفاس فیض اوست	این نکتہ پیش اہل نظر امر واقع است
فردا لوای حمد بدست محمد است	متبوع اوست وجملہ جہانش تابع است

نظم

بیا تا در مدینہ نور احمد	بہ بینی از در و دیوار لامع
جمال مصطفےٰ بے پردہ بینی	چو خورشیدی کہ بی ابر ست طالع
بیا ای کور چشم تیرہ باطن،	ببین ہر گوشہ صد برہان ساطع
بروق شبہ سوز آن جا لوائح	بدور دین فروزان جا سواطع
نجوم اہتدا آن جا فروزان	شموس اصطفا آن جا طوالع
چو از ناری کجا تو نور بینی	بود ہر کس باصل خویش راجع
چرا با خویش دشمن گشتہ تو	چہ خود را میزنی بر سیف قاطع
ولیکن کے توانی دید این نور	چو نور فطرتت گردید ضائع
نصیحت کردمت دیگر تو دانی	فان الدین عند اللہ دافع

القصہ بعد مباحث کثیرہ علما کا اجماع اس امر پر ہوا ہے کہ ساری دنیا کے شہروں سے باستثنار شہر مدینہ کے مکہ معظمہ افضل ہے اور شہر مدینہ طیبہ باستثناء مسجد الحرام سارے شہر مکہ سے افضل ہے اور کعبہ باستثناء مرقد نوربار رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ساری زمین مدینہ سے افضل ہی اور مرقد نور بار حضور کعبہ بلکہ عرش اعلی اور کرسی اقدس سے بھی افضل ہے۔ یہہ ملخص مباحث علما کا ہی جسکو تفصیل منظور ہو وہ کتب فن کو ملاحظہ کرے۔

وصول مؤلف بمدینہ منورہ

۸ صفر ۱۳۲۵ ہجری روز شنبہ وہ مبارک روز تھا کہ محرر سطور کو اس مبارک شہر کی دیدار میسر ہوی۔

حبذا روز سعادت مرحبا یوم الوصال　　باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال

صبحکو ہمارا قافلہ منزل قریش سے نکلا ظہر کے وقت دور سے کچھہ مینار نظر آنے لگے دیدۂ مشتاق محو نظارہ ہوا مضطربانہ مین نے اپنے جمال سے پوچھا یہہ مینار کیا ہین کہا یہہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ ہے سنتے ہی ایک بیخودی طاری ہوی۔

پتا ملا پس مدت جو کوئے جانان کا　　سمند شوق کو یک اور تازیانہ ہوا

عالم استعجاب مین پوچھنے لگا۔

یہہ حبیب خدا کی بستی ہے۔ رحمت حق جہان برستی ہی

رات دن شغل حق پرستی ہے ہمکو منظور ہی جدہر جانا؟

جسکے جواب مین صدای نغم گوش نواز ہوی غور سے دیکھا تو جان عشاق اور نور دیدہای مشتاق قبۃ الخضرا نظر آنے لگا اور دل مضطر یون زمزمہ سنج ہونے لگا۔

جسکی تھی دل کو آرزو وہ قبۃ الخضرا ہے یہہ　　کرتے تھے جسکی جستجو وہ قبۃ الخضرا ہے یہہ

عجب نہ تھا کہ فرط مسرت سے شادی مرگ ہو جاتا مگر سرکار کو کچھ اور منظور تہا بیقراری اور بیخودی سے کسی قدر سکون ہوا تو مین نے جمال سے کہا یا علی (نام جمال) مشکلشائی کا وقت ہے مجھ کو اونٹ سے اوتار کہ اب سواری مشکل ہے اوسنے کہا صاحب مدینہ یہان سے بہت دور ہے قریب مغرب پہنچو گے رستہ صعب اور دشوار گزار ہے چل نسکو گے۔ یہہ مدینہ کا اعجاز ہے جو اسقدر دور سے نظر آتا ہے اور وہ بھی ایسا کہ گویا اب کوئی دم مین پہنچے جاتے ہین۔

غرضکہ عصر کے وقت تک بہزار محنت دل کو تھاما پھر صبر نہو سکا حریم کو شغدف مین چھوڑ کر مین اور عزیزی برخوردار میان حافظ ابوالخیر سید محمد علی رضوی مدعمرہٗ ہر دو اونٹ سے اوتر گئے اور کمر باندہے چلنے لگے۔ کبھی درود شریف ورد زبان تھا اور کبھی عالم محویت مین دل مشتاق اس غزل سے زمزمہ سنج ہوتا تھا۔

غزل

آتے ہین تیرے در تیرے خدام دور سے　　ہو جائے یک نگاہ عنایت حضور سے

دل کو جمال سرور عالم سے لاگ ہے　　آنکھین کبھی ملائین پری سے نہ حور سے

ہمکو مدینہ چاہیئے رضوان سے جا کہو　　فارغ دل اپنا ہے ترے حور و قصور سے

پہنچا دے یا خدا اب مجھے روضے کے روبرو　　بے صبر ہون مین اپنے دل ناصبور سے

اختر خدا کریم محمدؐ بھی ہین رحیم　　فارغ دل اپنا کیون نہ ہو روز نشور سے

راستے مین تین جگہ چڑہاؤ اوتار ہے۔ اور ان تینون مقامون مین پتھر کی سڑہیان بنائی گئی ہین جب اونٹ ایک ایک سڑہی چڑہتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ فرط شوق سے گردن اوٹھا اوٹھا کر مبارک منظر کا تماشا کرتا ہے اور جب اوترتا تھا تو صاف نظر آتا تھا کہ سر تسلیم خم کئے سجدہ کے لئے جھک جھک جاتا ہے یہان بالکل امیر مینائی مرحوم کے شعر کا جلوہ نظر آنے لگا۔

اللہ اللہ مدینہ جو قریب آتا ہے خود بخود سر پئے تسلیم جھکا جاتا ہے

جب ہم بالکل قریب شہر پہنچے تو وہ مبارک منظر جو ہمکو نظر آنے لگا اوسکا لطف وہی جانے جسکو یہہ دولت نصیب ہوئی ہو اللہ اللہ وہ عصر کا سہانا وقت پیلی پیلی دہوپ شہر کے بلند بلند مکان غیرت قصور جنان اور اُن مین پانچون مینار حواس خمسہ کے خریدار اور وسط مین ایمانیون کی جان اور روحانیون کا دل یعنی قبۃ الخضرا ء نشان بخش عرش معلی دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے درود شریف نکلتا تھا۔ ہم اپنے احباب کی تشویق کے لئے یہان اوس کی شبیہ لکھتے ہین ملاحظہ ہو۔

المدینۃ المنورہ
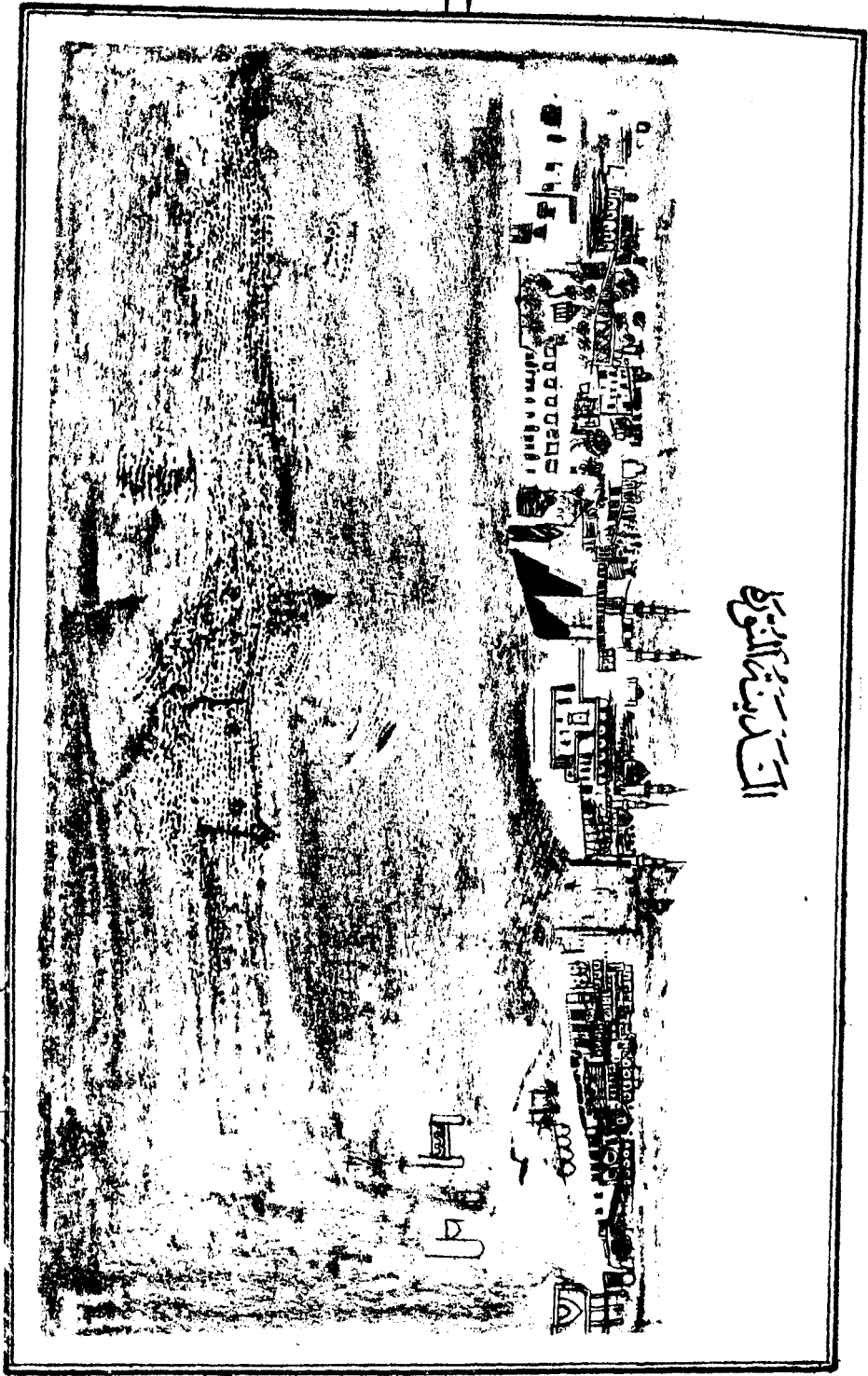
ہم قریب غروب آفتاب داخلِ باب عنبریہ ہوئے اور باب عنبریہ فصیل خارجی مدینہ کا دروازہ ہے جسکی شبیہ یہہ ہے۔
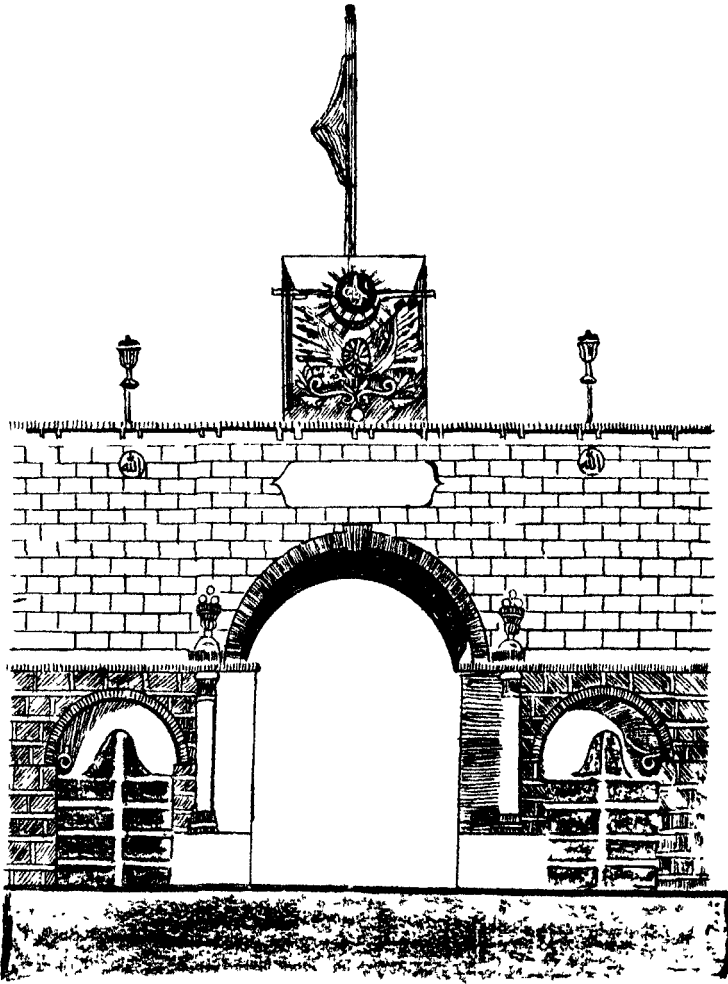
مدینۂ منورہ اس وقت دو فصیل رکھتا ہے۔ ایک فصیل داخلی جسکے اندر کی آبادی مدینۂ قدیم یعنی پرانا مدینہ کہلاتی ہے۔ دوسری فصیل خارجی جسکے اندر کی آبادی مدینہ جدید یعنی نیا مدینہ کہلاتی ہے۔ باب عنبریہ مدینہ جدید کا دروازہ ہے پھر تھوڑی دیر مین مدینہ قدیم کے دروازہ کے روبرو مناخہ نامی میدان مین ہمارے شغادف اتار دئے گئے مغرب کا وقت اخیر ہوتا چلا تھا ہم نے یہین نماز ادا کی اور پیدل اپنا اپنا سامان مزدورون پر لادے ہوے مدینۂ قدیم مین اپنے مقررہ منازل کو پہنچے اور دل نے مالک کا شکریہ ادا کیا کہ؎

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری　　طی ہوی آجکی منزل مین مسافت میری

منزل کو پہنچکر سامان اتارنے مین عشا کا وقت ہوگیا اور زیارت کا موقع نرہا کیونکہ عشا کے بعد فی الفور حرم نبوی کے دروازے بند ہوجاتے ہین پھر دولت زیارت دوسرے روز نصیب ہوی۔ صفر المظفر کی نوین تاریخ روز یکشنبہ وقت عصر ہمارے لئے یوم العید بلکہ شب معراج سے افزون تھا کہ دین و دنیا کے بادشاہ عالیجاہ کے دربار دُربار مین ہم گنہگاران امت اور طلبگاران شفاعت کی رسائی ہوی باب السلام مین قدم رکھنا تھا کہ دنیا و مافیہا فراموش ہوگئے نقیبان عالم علوی تعینۂ مسجد نبوی کی دورباش اور نظر بر قدم کی گونج سے کان پھٹے جاتے تھے اور ہیبت مقام سے بدن پر رونگٹے اوٹھ کھڑے ہوتے تھے مزور یعنی معلم مسجاد م نے پہلے موقف ادب پر سلام پڑھا یا پھر آگے بڑھا یدے جنت کو لیگیا اور حصول سعادت باریابی کے شکر مین دو رکعتین پڑھی گئین جب نماز سے فراغت ہوی تو کیا نظر آتا ہے کہ ایک سلطان عظیم الشان کا دربار ہے ہر ایک عہدہ دار اپنے اپنے منصب

کے موافق جامی گیر ہے اور ہر شئی قرینے سے رکھی ہوی ہیبت مقام سے حاضرین عالم علوی و عالم سفلی پر صم بکم کی حالت طاری ہے ہر ایک کی زبان سلطان نوازکی توصیف مین عذب البیان ہے عرض مدعا کی کسیکو جرأت نہین بمصداق ع

صورت فقیر کی ہی وہان سوال ہے ٭ صرف حاضری دربار ہی عرض مدعا کا بہترین طریقہ سمجھا جاتا ہی۔ محرر سطور بھی حلقۂ غلامان حضور مین مقام عرض تسلیم تک جس کو باب التوبہ کہتے ہین سر سے قدم کئے ہوے پہنچا۔ عرض تسلیم کے بعد آستان بوسی کی۔ جالیون کو سینہ سے لگا کر باطن کو بفضلہ غل و غش سے پاک کیا اسوقت جو راحت دل کہ اس ناچیز کو حاصل ہوی اوسکی دریافت مجرد وجدان صحیح پر موقوف ہی۔ کچھ عرض مدعا کرنا چاہا عظمت وصولت بارگاہ قفل دہان ہوی اب یہہ صورت ہوی کہ دونون ہاتھ سینہ پر بندہے ہوے ہین نظر زمین پر لگی ہی۔ نقش دیوار کی طرح کھڑا ہون امتثال فرمان مین زبان پر درود ابراہیمی جاری ہے اور عندلیب دل مشتاق دیوانہ وار عالم محویت و مستی مین زمزمہ سنج اس غزل کا ہے۔

غزل

جس کی تھی دل کو آرزو وہ رہنما یہہ ہی تو ہین
کرتے تھے جسکی جستجو وہ مقتدا یہہ ہی تو ہین

شرمندہ جس سے چاند ہو خجلت ہو جس سے مہر کو
کردین منور عرش کو وہ خوش لقا یہہ ہی تو ہین

پڑہتے ہین جسپر ہم درود محبوب خلاق ودود
جس سے ہے عالم کا نمود شان خدا یہہ ہی تو ہین

نور مجسم جسکی ذات مصری سے میٹھی جسکی بات
خلق خدا جسکی صفات و خوش ادا یہہ ہی تو ہین

عرش برین کی سیر کرحسن ازل کی لی خبر | مقصود مازاغ البصر اور ماطغیٰ یہہ ہی تو ہین
تاج کرامت جسکو تھی خلعت کی خلعت جسکو تھی | ہر اک فضیلت جسکو تھی وہ پیشوا یہہ ہی تو ہین
مقصود خلق انس و جان مشہود در سر و عیان | رونق دہ کون و مکان نور خدا یہہ ہی تو ہین
محبوب رب یہہ ہی تو ہین رحمت لقب یہہ ہی تو ہین | شاہ عرب یہہ ہی تو ہین سلطان ما یہہ ہی تو ہین
رحمت کے جسکی منتظر حور و ملک جن و بشر | وہ سرور عالی گہر نام خدا یہہ ہی تو ہین
ظل احد نور صمد فرمان دہ ہر نیک و بد | جسکی نبوت مستند وہ ذوالعلا یہہ ہی تو ہین
امت کے جو غمخوار ہین اور بیکسون کے یار ہین | محبوب ہین مختار ہین بعد از خدا یہہ ہی تو ہین
مولا ہی ماوی ہی ملجا ہی منجا ہی | ہر ایک کے آقا ہی ظل خدا یہہ ہی تو ہین
مرکز جان مقصود تن فخر زمان شاہ زمن | محبوب رب ذوالمنن خیر الوریٰ یہہ ہی تو ہین
حضرت محمد مصطفےٰ خیر الوریٰ نجم الہدیٰ | شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ اصل علیٰ یہہ ہی تو ہین

اختر نہ ہے طالع ترے کسکے کہڑا ہی سامنے
سالار جن و انس کے شاہ ہدیٰ یہہ ہی تو ہین

مدینۃ المنورہ کی فصیل اور اسکی اطراف کی دیوارین اور دروازے

مجدالدین نے روض المعطار مین لکہا ہے کہ ۲۶۳ ہجری مین اسحاق بن محمد الجعدی نے مدینہ کے اطراف دیوار بنائی۔ مرور زمانہ پر جب وہ ضائع ہوی تو ۳۶۰ کے سرے پر خلافت الطائع للہ بن المطیع للہ کے زمانہ مین عضدالدولہ نے اوسکی تجدید کی۔ یہہ دیوار جبل سلع کے روبرو تھی۔ اس دیوار کے چار دروازے تھے ایک مشرق مین جس سے

لوگ بقیع غرقد کو جاتے تھے۔ دوسرا مغرب مین جس سے وادی عقیق اور قبا کو جاتے تھے مصلی عید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس دروازے کے اندر تھا۔ تیسرا دروازہ مابین شمال اور مغرب کے تھا۔ اور چوتھا دروازہ وہ تھا جس سے شہداء احد کی زیارت کو جاتے تھے۔ یہہ مدینہ کی قدیم دیوار تھی۔

پھر قسیم الدولہ نے ایک مضبوط دیوار مٹی اور اینٹ سے بنائی۔ سنہ ۵۴۰ ہجری مین جمال الدین محمد بن ابی المنصور اصفہانی نے مسجد شریف کے اطراف ایک مضبوط دیوار بنائی پھر ملک نور الدین محمود شہید بن زنگی جب خواب دیکھکر مدینہ آیا تو ایک دیوار بنائی۔ ابن فرحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان نور الدین نے اگلی دیوار (یعنی دیوار جمال الدین) کی تکمیل کی اور کہا کہ دیوار داخل مدینہ جمال الدین اصفہانی کی بنائی ہوی ہے۔

ان دیوارون کی ہمیشہ تجدید اور ترمیم ہوتی رہی اور بادشاہون کا ہمیشہ اسطرف اہتمام رہا۔ پھر سنہ ۷۵۵ ہجری مین ناصر بن قلاون کے بیٹے صالح کے زمانہ مین ان دیوارون کی ترمیم ہوی۔ پھر اشرف قایتبائی کے ایام مین بہت سے مقامون مین اوسکی ترمیم ہوی

سنہ ۷۵۱ ہجری مین سعد بن ثابت بن جماز نے دیوار مدینہ کے اطراف ایک خندق کھدائی جسکی تکمیل امیر فضل بن قاسم بن جماز کی ولایت مین ہوی لیکن اس وقت اُس خندق کا کوئی نشان نہین۔

دیوار داخل مدینہ کی ترمیم سلطان سلیمان خان بن سلطان سلیم خان کے عہد مین ۹۳۹ہجری
مین سال کی مدت مین ہوی اس دیوار کا طول تین ہزار بہتر گز ہے اور برجون کو اور
دروازون کو شامل کرلین تو چار ہزار گز ہوتا ہے اوسکی ترمیم کا خرچ ایک لاکہہ دینار
بتایا جاتا ہے۔ اس دیوار کے پانچ دروازے ہین ایک جس سے بقیع کو جاتے ہین
اوسکو باب البقیع اور باب الجمعہ بہی کہتے ہین۔ دوسرا باب المجیدی
شام کے سمت ہے اور اس سے قریب شامی اور غربی جہت مین جبل سلع کے
مقابل ایک دروازہ ہے اسکو بابُ الشّامی کہتے ہین مغرب مین قلعہ کے
شرقی اور جنوبی دروازے کے سبتے پر ایک دروازہ ہی اوسکو باب الصغایر
کہتے ہین اور اوسکے قریب مغرب مین باب المصری ہے اس دروازے
پر آیہ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَنْ لَّا تَعْلُوْا
عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ لکہا ہے یہہ دروازہ حجر اسود سے بنایا ہوا ہے اور
اسوقت بہت شکستہ حالی مین ہے۔

دیوار مذکور سے باہر مغرب اور جنوب کے جانب جو مکانات واقع ہین اُن
سب کو لیتے ہوے بقیع شریف سے قلعہ تک دیوار مذکور کے اطراف اور ایک
دیوار ہے جسکے اندر بڑی وسعت ہے اوسکے بہی پانچ دروازے ہین دو دروازے
بقیع کے طرف ہین جنمین سے ایک کا نام باب العوالی ہے اس دروازے سے
لوگ عوالی مدینہ کو جاتے ہین قبلہ کی جہت مین ان دو دروازون کے متصل

ایک دروازہ ہے جسکا نام باب السد اور باب قبا اور مغرب مین ایک دروازہ ہے اوسکا نام باب العنابریہ حرہ غربیہ اور وادی عقیق کو اسی دروازے سے جاتے ہین قافلے جو مدینہ طیبہ کو آتے اور جاتے ہین دیوار خارجی مین باب العنبریہ اور دیوار داخلی مین باب المصری سے آیا گیا کرتے ہین۔ شمال مین اس دیوار کے اخیر قلعہ کے پاس ایک دروازہ ہے باب الکومہ جو جبل سلع کے مقابل ہے۔ یہہ دیوار مٹی اور اینٹ کی ہے اسمین بہت سے برج ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دیوار حد دیوار اسحاق بن محمد الجعدی یا حد دیوار عضد الدولہ پر بنائی گئی ہے۔ لیکن اوسکی تجدید اور ترمیم کب ہوی اور کس نے کی معلوم نہوا۔ مگر مدینہ مین یون مشہور ہے کہ بعد استیلاء سعود الوہابی مدینہ والون نے اس دیوار کو بنایا اب یہہ دیوار بھی خستہ حال ہے۔

دیوار داخل مدینہ اور اوسکے غربی مکانون کے درمیان ایک بہت بڑا وسیع میدان قوافل حجاز کے اترنے کے لئے وقف کیا گیا ہے اوسکو بعض سلاطین عثمانیہ نے وقف کیا ہے اوسکو مناخہ کہتے ہین اس وقت پر دو دیوارون کے مابین جو آبادی ہے وہ بذاتِ خود ایک آباد شہر ہے جس مین جمعہ ہوتی ہے اور مدینہ اوس تمام آبادی کا نام ہے جو ہر دو دیوارون سے گھیری ہوی ہے اور اوسکا ہر ایک رہنے والا مدنی کا حکم رکھتا ہے یعنے مدینہ قدیم اور مدینہ جدید ہر دو کا رہنے والا مدنی ہے۔

منظر مدینة الرسولؐ من میدان مناخه
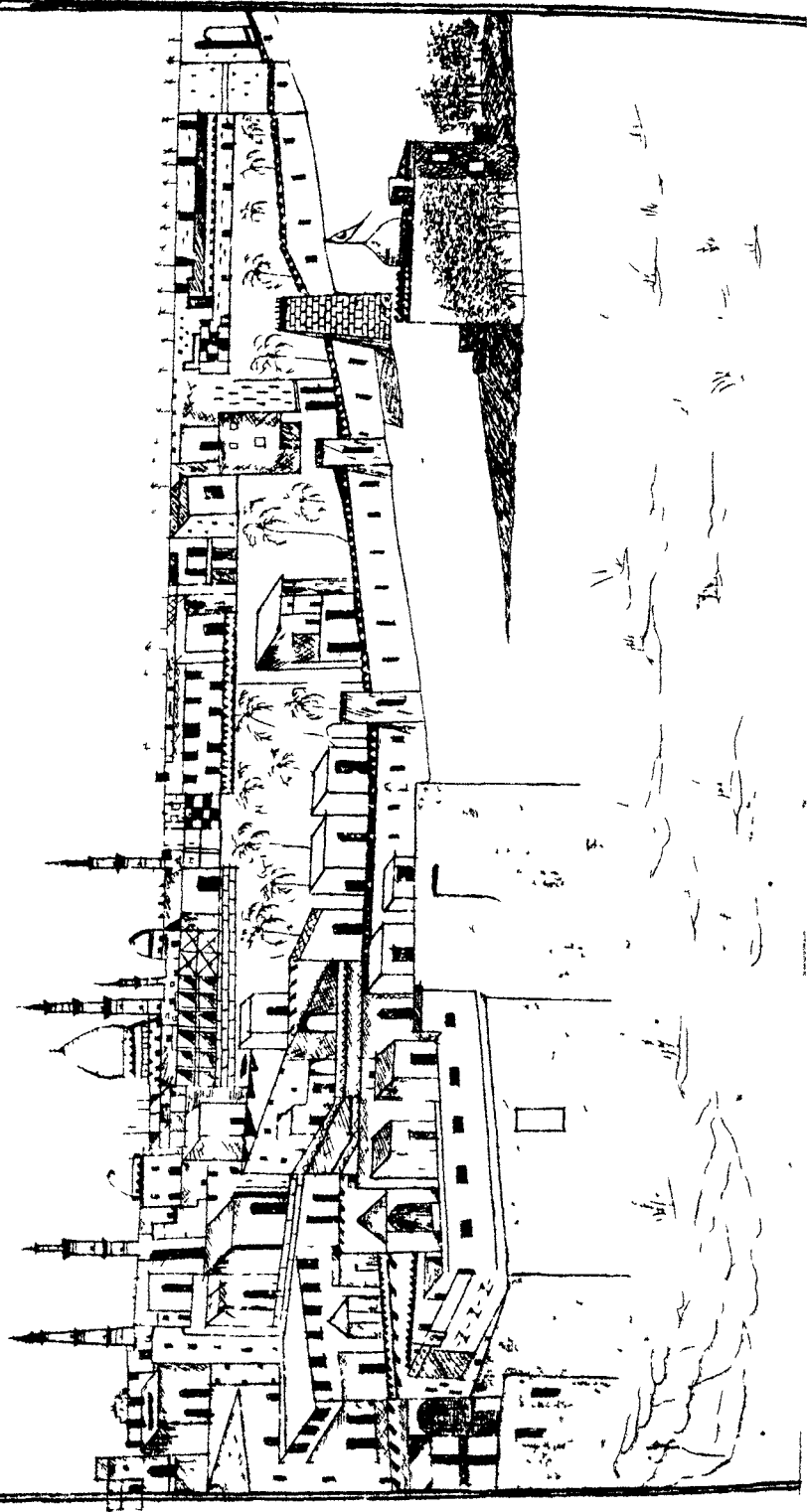
منظر مدینہ از مناخہ بشمول جنت البقیع
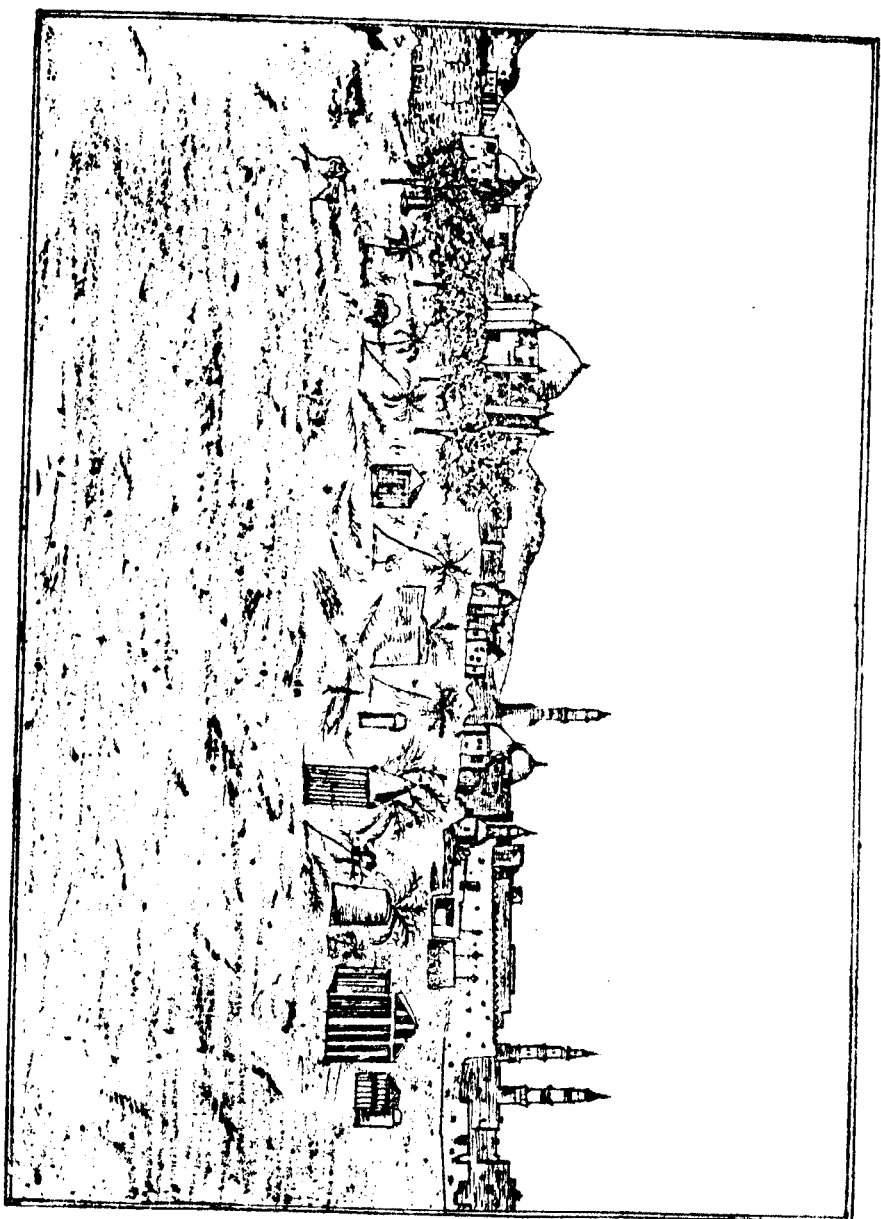
مدینہ طیبہ کے باشندونکا حال

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جسوقت بعد صدمہ طوفان نوح علیہ السلام کی کشتی جودی نامی پہاڑ پر لگی تو کشتی والے جنکی تعداد ستی تھی اطراف بابل مین اترے اور کثرت توالد وتناسل سے لوگ زیادہ ہوگئے آپس مین تفرقہ اور اختلاف واقع ہوا پھر خدا کی زمین وسیع تھی لوگ اطراف مین پھیل گئے اونمین ایک جماعت نے جو اولاد سام بن نوح سے تھی الہام الٰہی سے عربی زبان وضع کی اور سرزمین حجاز مین مدینہ مین رہنے لگے۔ چونکہ یہہ لوگ عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے انکو عمالقہ نام ہوا۔ انہی لوگون نے مدینہ مین سب سے پہلے نخلستان کی زراعت کی۔ ان لوگون کی عمرین بہت بڑی قریب چارسوبرس کی ہوتی تھین اونکی اولاد بکثرت ہوی سارا حجاز سواحل بحرین وعمان بلکہ ملک شام ومصر ان کے تصرف مین آگیا متکبران شام اور فرعونان مصر انہی کے اولاد مین۔ عمالقہ کے بعد یہہ مبارک سرزمین یہودیون کا مسکن ہوی۔ کہتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حج بیت اللہ کے لئے حجاز کو آئے آپکے ساتھہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا گروہ تھا واپسی کے وقت جب انمین برکت قرین مدینہ پر اونکا نزول ہوا تو وسکی آب وہوا کی لطافت سے اور نیز اسوجہ سے کہ اونھون نے اپنی کتابون مین اس سرزمین کو موطن حضرت نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت سے موصوف پایا تھا اوسکی سکونت اختیار کی اور قبائل عرب سے بھی بعض لوگون نے

اون کے ساتھہ موافقت کی۔ تاریخ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بخت نصر نے
شام کو ویران اور بیت المقدس کو خراب کیا تو یہود اُس کے ظلم سے بیزار اور تنگ ہوکر
اپنے اوطان سے نکلے اور سرزمین حجاز کو پہنچے پھر مدینہ کی سکونت اختیار کی۔ اُنکی
عادت تھی کہ جب وہ معمر ہوجاتے تھے اور خود کو قریب ہلاک پاتے تھے تو اولاد کو وصیت
کرتے تھے کہ اگر اون کو قدمبوسی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف
حاصل ہو تو اونکے تابعدارون مین منسلک ہون اور سرمو خلاف ورزی نکرین اون کا
شوق دریافت زمان سعادت توامان کے لئے اسقدر تھا کہ مخالفون کے ساتھہ جب اونکو
کوئی جھگڑا ہوتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ انشاء اللہ کل جب نبی آخر الزمان علیہ الصلوۃ
والسلام کا ظہور ہوگا ہم تمسے بدلہ خوب لینگے۔ مشیت ایزدی اونکے مخالف تھی اور یہہ سعادت
قبائل عرب سے انصار کے قسمت مین تھی جو اونکے مقابل تھے جب آفتاب رسالت
بطحا کے پہاڑیون پر روشن ہوا اول انصار کی آنکھین کھلین۔ اونھون نے اقتباس انوار
رحمت الٰہی کیا حضور کے ساتھہ طرح موافقت ومتابعت ڈالی۔ یہود کی قسمت اولٹی تھی
انصار کی موافقت سے اونکا عناد اور بڑھ گیا برخلاف وصیت آبا واجداد حضور کے
ساتھہ یہودیون نے سرکشی کی اور کیا پایا۔ ابن ابی شیبہ جابر رضی اللہ سے جو روایت کرتے
ہین۔ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج بیت اللہ سے رجوع کرتے وقت جب حضرت
موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کوہ احد پر پہنچے حضرت ہارون کی قضا آگئی حضرت موسےٰ
نے ایک قبر کھودی اور بھائی سے کہا ای بھائی اب لقائی رب العالمین کے لئے

تیار ہو جاؤ حضرت ہارون زندہ قبر مین داخل ہوے وہین اون کی روح قبض ہوی
موسیٰ علیہ السّلام نے قبر کو بھر دیا اور شام کو روانہ ہوے۔ اب یہود عوالی مدینہ مین
جو مسجدِ قبا کے اطراف ہی رہنے لگے۔

اولاد سام سے عمرو بن عامر نامی ایک رئیس نے دیار حجاز کو اپنی سکونت
کے لئے اختیار کیا اوسکا بڑا بیٹا ثعلبہ بن عمرو جسکے نسل سے اوس وخزرج مین
خاص یثرب مین رہنے لگا۔

عوالی مین یہود کے قبائل سے قریظہ اور نضیر مدینہ مین قبائل انصار سے
اوس وخزرج رہتے تھے کچھ دن آپسمین موافقت تھی پھر مخالفت ہوگئی اور
عداوت اس قدر بڑھگئی کہ یہود کے ظلم وتعدی سے تنگ آکر انصار نے
ابوجبیلہ رئیس شام کے پاس جو اصلاً قبائل انصار سے تھا فریاد کی ابوجبیلہ
نے ایک فوج جرار روانہ کرکے یہودیون سے انصار کا انتقام لیا پھر یہہ عداوت
سوا سو برس سے زیادہ رہی یہان تک کہ زمانہ سعادت نشانہ حضور کرامت گنجور مین
شرف اسلام سے مشرف ہوکر منطوق آیہ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ
قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا (ترجمہ یاد کرو کہ جب تم آپسمین ایک دوسرے
کے دشمن تھے پھر اللہ نے تالیف قلوب کی اور اسکی نعمت سے تم آپس مین
بھائیان ہوگئے) سارا جھگڑا مٹگیا جس نے نمانا خراب اور ناراج ہوا اور جس نے
مرشد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی اون مین پیوندِ اخوت

اور بھی مستحکم ہوگیا۔

بعض مورخین لکھتے ہین کہ تُبَّعَ نامی بادشہ سارے بلاد کو فتح کرتا ہوا مدینۂ طیّبہ کو پہنچا اور اپنے بیٹے کو اس جا سردار بناکر گیا مدینہ والون نے اوس سے دغا کرکے آخر مار ڈالا تبع کو یہہ خبر پہنچی تو انتقام کے لئے ایک لشکر عظیم لیکر آیا اور مدینہ کو تاراج کرنا چاہا علمای یہود سب جمع ہوے اور تبع سے کہا یہہ شہر نبی آخر الزمان کا دارالہجرت ہے اوسکو کوئی شخص خراب کر نہین سکتا خدا اوسکا ہمیشہ حافظ و ناصر ہی یہہ سُنکر تبع اپنے خیال خام سے باز آیا اور ایک مکان آرزوی سکونتِ حضور مین تیار کیا اور اون مدینہ والون کے سپرد کیا کہ اگر شرف سعادت قدم بوسی حاصل ہو تو حضور کے خادمون کے نذر کرنا اور اس کے ساتہہ ایک خط لکھدیا جسمین یہہ بیتین مرقوم تھین۔ ؎

شهدت علی احمد انه رسول الله باری النسم
فلو مد عمری الی عمره لکنت وزیرا له وابن عم

یعنے مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت احمد اللہ کے رسول ہین اگر میری عمر اسقدر دراز ہوتی کہ مین اون کے زمانہ تک زندہ رہتا تو مین اون کے ساتہہ برادرانہ سلوک سے رہتا اور اون کے کامون مین وزیر و مشیر ہوتا۔ اس خط کو ایک بڑے عالم کے حوالہ کیا۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنکے مکان مین حضور نے مدینہ کو تشریف لاکر نزول اجلال فرمایا اوس عالم کے اولاد سے تھے اور اُس خط کو ابوایوب انصاری نے

حضور کو پہنچایا۔

اس وقت مدینہ طیبہ مین جو لوگ ہین وہ سارے عالم کے اصل و خلاصہ ہین بارگاہ ایزدی مین جسکو شرف قبول حاصل ہوتا ہے وہ شخص مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بناتا ہے چمار بھنگی سے لیکر روسا و امرا تک سب فرشتہ خصلت ہین اور صاف معلوم ہوتے ہین کہ یہہ لوگ جنت کے رہنے والے ہین علما اور مشائخین اور قرا تو ماشاء اللہ نور علی نور۔ ساری دنیا کا مادہ ملکیت اس شہر جنت بہر مین نظر آتا ہے یہان کا برے سے برا آدمی دوسرے شہرون کے اچھون سے اچھا ہے یہہ لوگ انسان ہین اور انھین کو انسان کہنا چاہیئے۔

ہجرت رسول اللہ بسوئ مدینہ و استقبال اہل مدینہ

جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر بقصد مدینہ منورہ شہر سے نکلے آپ کے ہمراہ آپ کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور یہہ خبر مدینہ والون کو پہنچی تو ہر روز استقبال کے لئے شہر سے نکلکر مقام حرہ مین انتظار کیا کرتے تھے۔ ایک روز جبکہ مدنی مسلمان بعد انتظار واپس ہو چکے تھے تو ایک یہودی نے اپنے کسی کام کو جاتے ہوے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا تو بے اختیار چلا اوٹھا کہ ای عرب والو تم اپنے جس محترم اور معزز صاحب کے انتظار مین تھے دیکھو تو وہ آ گئے ہین

اینک آن سرو خرامان میرسد   اینک آن گلبرگ خندان میرسد

شاد باش ای خستۂ ہجران بلا — کز پیِ درد تو درمان میرسد
شوق کن ای بلبلِ گلزارِ عشق — کان گلِ نوازگلستان میرسد
در دلِ افسردہ روحی میدمد — مردہ تن را مژدۂ جان میرسد
تازہ باش ای تشنۂ وادیٔ غم — کز برایت آبِ حیوان میرسد
دور شو ای ظلمتِ شامِ فراق — کافتابِ وصل تابان میرسد

یہہ سنتے ہی سارے مسلمان مسلح حضور اقدس مین حاضر ہوے آپ اون کو اپنے دہنے بازو لئے ہوے روانہ ہوے یہان تک کہ مقام قبا مین قبیلۂ بنی عمرو بن عوف سے کلثوم بن الہدم کے پاس ٹہرے اور قبا عوالی مدینہ مین محسوب ہی اور آپکی تشریف آوری مقام قبا مین دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینہ مین ہوی۔ آپکی اقامت قبا مین تقریبا دس روز تھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگون کی امانتین پہنچانے کے لئے مکہ مین تین روز رہے پھر مقام قبا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے۔

بنائی مسجدِ قبا

قبا مین کلثوم بن ہدم کی ملک سے زمین کا ایک قطعہ تھا جس مین کھجورین سکھائی جاتی تھین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے قطعۂ زمین مذکور کو لیا اور وہان مسجد تیار کرنے کے لئے اہل قبا سے فرمایا کہ مقام حرہ سے پتھر جمع کرین جب بہت سے پتھر جمع ہو گئے تو آپ نے قبلہ کے جانب ایک خط

منظر مسجد قبا
از خارج
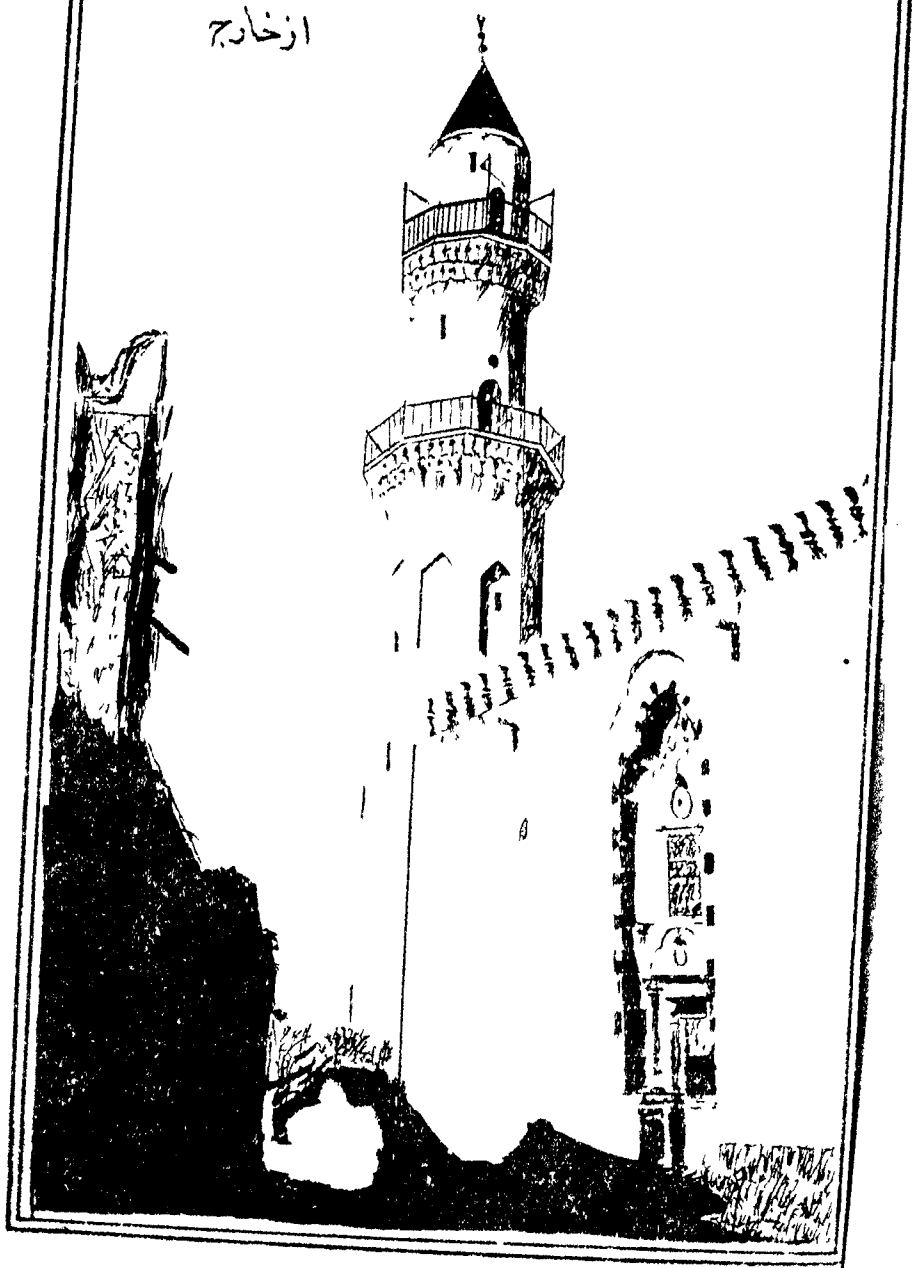
اس محراب کے محاذی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے تو کعبہ
حضور کو نظر آتا تھا

کھینچا اور ایک پتھر رکھا. آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
آپ کے پتھر کے بازو ایک پتھر رکھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اوسکے
بازو ایک پتھر رکھا پھر حضور کے ارشاد پر اصحاب حضور کے اور شیخین کے رکھے ہوی
پتھرون کے مقابل پتھر رکھنے لگے یہان تک کہ مسجد پوری ہوی۔ یہہ پہلی مسجد تھی
جسمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ مین اصحاب کی جماعت
کے ساتھہ نماز پڑہی اور بقول صحیح اسی مسجد کی تعریف مین آیہ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ
عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ الخ نازل ہوی

اس مسجد مین بھی چارون طرف عمارت ہی اور درمیان مین صحن مسجد۔ اور
وسط صحن مین ایک قبہ ہے جسکو مبرک الناقہ کہتے ہین یعنی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پہلے اسہی مقام مین بیٹھی تھی۔ عمارت مسجد سے
جانب کعبہ کے وسط مین محراب ہے اور اوسکے بازو مین منبر شریف رکھا ہے یہہ
منبر سنگ مرمر کا بنایا ہوا ہے جسکو سلطان اشرف قاتیبائی والی مصر نے مسجد نبوی
کے لئے تیار کیا تھا اور صدہا سال مسجد نبوی مین رہا آخر ۹۹۸ ہجری مین سلطان مراد خان
مرحوم کے حکم سے مسجد نبوی کے لئے ایک نہایت عمدہ اور خوشنما جدید منبر بنایا
گیا اور سلطان اشرف قاتیبائی کا منبر مسجد قبا مین رکھا گیا مسجد قبا کے مصلے کے
بائین جانب کے کونے مین ایک محراب ہے جسکا نام طاقۃ الکشف ہی۔

لہ البتہ وہ مسجد جسکی بنا پہلے دن سے پرہیزگاری پر ہوی ۱۲ منہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس محراب مین کھڑے ہوتے تھے
تو آپ کو کعبہ نظر آتا تھا اسلئے اوسکو طاقۃ الکشف کہتے ہین۔

وصول حضرت رسول اللہ علیہ وسلم بمدینہ طیبہ

پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النجار سے اپنے ماموون کو
اپنی تشریف آوری کی خبر دی وہ پانسو آدمی سے زیادہ تھے تلوارین لئے ہوے
پہنچے اور کہلا بھیجے ہم سب آپ کے تابعدار ہین۔ آپ اور آپکے اصحاب ہماری منازل
مین امن چین سے رہین۔ یہ خبر پاکر عمرو بن عوف کے قبیلے والے جمع ہوے اور
کہا یا رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیك کیا آپ ہم سے
ناخوش ہو کر تشریف لیجاتے ہین۔ یا اس سے کوئی اچھا مقام مطلوب ہی۔ آپ
نے فرمایا مجھکو مدینہ جانے کا حکم ہوا ہے۔ پھر آپ قصوی نامی اونٹنی پر جسکو حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے چار سو درہم کو خرید فرمایا تھا سوار ہو کر چلے اور لوگ آپکے
دہنے بائین اور پیچھے چل رہے تھے۔ کوئی پیدل تھا اور کوئی سوار۔ پھر آپنے بطن وادی
مین بنی سالم کے پاس نماز جمعہ ادا کی اور مدینہ پہنچے تو مدینہ والون کو بیحد خوشی ہوی
عورتین تمام فرط مسرت سے مدحیہ اشعار پڑہتی نکلین۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا ... مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا ... مَا دَعَی لِلّٰہِ دَاعِ
اَشْرَقَ الْبَدْرُ فِیْنَا ... وَاخْتَفَتْ مِنْہُ الْبُدُوْرُ

مِثْلَ حُسْنِكَ مَا رَأَيْنَا قَطُّ يَا وَجْهَ السُّرُوْرِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ
نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ترجمہ۔ ثنیۃ الوداع سے (عوال کے قریب کے پہاڑونکے سلسلہ کا نام ہے) ایک چاند ہم پر طلوع کیا ہے۔ اللہ کے داعی یعنے رسول ص جب تک اوس کے بندون کو اوسکے طرف بلاتے رہینگے ہم پر اوسکی اس نعمت عظمی کا شکر واجب ہے۔ ہم پر ایسے چودھوین رات کے چاند کا طلوع ہوا ہے جسکے مقابلہ مین سارے چاند چھپ گئے۔ آپ کے حسن کے مانند ہم نے کسی حسین کو دیکھا نہین۔ آپ کا رخ مبارک سرور مجسم کا روشن چہرہ ہے یعنے جو کوئی آپ کو دیکھتا ہے بیحد مسرور ہوتا ہے چہرہ کیا ہے واقع مین چاند کا ٹکڑا ہے بلکہ غیرت شمس و قمر۔ ای ہمارے پیغمبر آپ نے ہمارے لئے وہ احکام لائے ہین جسکو قبول کرنا ہم پر واجب ہے۔ ہم بنی نجار کی کمسن لڑکیان ہین اور آپ کی ہمسایگی پر ای محمد صلی اللہ علیک وسلم فخر اور ناز کرتی ہین۔ اگرچہ اس ناقص ترجمے سے عربی اشعار کا حق ادا ہوا نہین تاہم اوسکے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کیسے جوشیلے دل اور شوقیہ زبان سے یہہ اشعار نکلے ہین اور اون کے قائل کسدرجہ شراب محبت کے مست اور دریای تعشق کے غرق تھے اونکو سوای چہرۂ محبوب کے کچھ نظر آتا نتھا محبت کی لے اور نشہ مین جھومتے ہوے غزلخوانی کر رہے تھے ہر ایک

کو آرزو تھی کہ حضور کے مبارک قدم سے اپنا گھر رشک ارم اور غیرت گلزار فردوس ہو۔ اہل مدینہ اسی دلی آرزو اور قلبی تمنا مین مضطربانہ اپنے گھرون سے باہر نکل جوق جوق حضور کے روبرو آتے تھے اور کمال عاجزی سے اپنے اپنے مقامون کو بتلا کر اترنے کے لئے التجا اور استدعا کرتے تھے۔ کوئی زبان حال سے ترنم ریز اس شعر کا تھا۔

گر بر سر و چشم من نشینی ۔۔۔ نازت بکشم کہ نازنینی

اور کوئی یون زمزمہ سنج ہوتا تھا۔

گاہ در دل سازو گہ در دین جا ۔۔۔ ہر دو جای تست یا بدر الدجی

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے ناقہ کو چھوڑ دو وہ جہان بیٹھیگا مین وہین اترونگا کیونکہ وہ ماموربہ ہے اور اوسکو اترنے کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ پھر وہ ناقہ اس مقام پر بیٹھا جہان اسوقت مسجد نبوی ہے اور ایک روایت سے جہان حجرۂ شریف واقع ہے۔ پھر وہ اونٹنی اوٹھی اور ذرا سا مشرق طرف ہٹ کر ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر بیٹھی صحابی موصوف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اونٹنی سے اوتار کر حضور کے ملاحظہ اقدس مین گزرانکر اپنے مکان کو لیگئے اور حضور نے فرمایا المرء مع رحلہ یعنے ہر شخص اپنے سامان کے ساتھ ہے پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان مین اترے ذلک

فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۵

مبارک منزلے کان خانہ را ماہی چنین باشد ہمایون کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد

یہہ مکان مسجد کے شرقی جانب واقع ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان سات مہینے قیام فرمایا۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان مین جسکا پتا نقشۂ منسلکہ سطح زمین مسجد سے ملتا ہے قبلہ کے جانب دیوار مین ایک محراب ہے اسی مقام مین ناقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا تھا۔ اب زایرین اس مقام کی زیارت کرتے ہین اور دو رکعت نفل ادا کرتے ہین۔

تعمیر اوّلِ مسجدِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جس مقام مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ پہلے بیٹھا تھا وہان آپ نے مسجد بنانی چاہی۔ وہ مقام دو یتیم انصاری لڑکون کی ملک سے تھا۔ جو اسعد بن زرارہ کے آغوش مین پلتے تھے یہان بھی کھجورین سکھائی جاتی تھین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو خرید کرنا چاہا تو یتیم لڑکون نے اسکو ہبہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا آپ نے نہ مانا اور آخر دس دینار کو خرید کیا۔ اوسمین صرف ایک دیوار تھی اور کوئی سقف نتھی۔ اوس زمانہ مین قبلہ بیت المقدس کے جانب تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے سعد بن زرارہ وہان جماعت سے نماز پڑہا کرتے تھے اوس مقام مین مشرکون کے قبور اور غرقد اور کھجور کے درخت تھے آپ نے قبورِ مشرکین کو کہدوا یا اور

درخت کٹوا کر قبلہ کے سمت بارہ لگائی مکہ سے تشریف لاکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین جو ابتدائی مسجد بنائی اوسکی وسعت ستر ہاتھ لمبی اور ساٹھہ ہاتھہ چوڑی تھی۔ پھر بعد فتح خیبر جب مسجد کی توسیع کی گئی تو اوسکا طول وعرض برابر سو سو ہاتھہ تھا۔

مسجد کا پایا پتھر سے تین ہاتھہ عریض بنایا گیا تھا اوسکی تعمیر اینٹ سے ہوی تھی۔ بنا مسجد مین خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس نفیس سے کام کرتے تھے قبلہ کی دیوار بیت المقدس کے سمت اینٹ سے بنائی اور جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو یہہ دیوار مقام اہل صفہ کی حد ٹہری۔ صفہ مسجد کے اخیر ایک سایہ دار مقام تھا جسمین مساکین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جسکو کوئی گھر دار نتھا۔ اس مسجد کے تین دروازے تھے ایک قبلہ کے جانب۔ دوسرا باب عاتکہ جسکے محاذی اسوقت باب الرحمان یا باب الرحمۃ ہے۔ تیسرا باب آل عثمان جسکے محاذی اسوقت باب جبرئیل ہے جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو آپ نے جانب قبلہ کا دروازہ بند کیا اور اوسکے محاذی ایک دروازہ کھولا مسجد کے ستون لکڑی کے بنائے اور سقف کھجور کے پتون کی تھی اور باقی کو صحن مسجد بناکر چھوڑا۔

بنای مسجد کے ساتھہ ہی ساتھہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین سے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

لئے مکان بنوائے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مکان وہی ہے جہان اس وقت حجرۂ شریف واقع ہے۔ باقی ازواج مطہرات کے مکانات یکے بعد دیگرے اوقات مختلفہ مین بنائے گئے۔ اور پھر جب امہات المومنین کا انتقال ہو چکا تو ولید بن عبد الملک کی خلافت مین عمر بن عبد العزیز متولی بناء مسجد نے امہات المومنین کے مکانون کو مسجد مین داخل کیا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر جو ابتدا مین کی اوسکے حدود حسب ذیل تھے۔ یعنے قبلہ کے جانب مصلی شریف کے عقب کی دیوار۔ شام کے طرف باب جبرئیل کے دہنے بازو کے مقابل۔ مشرق مین منبر سے چوتھے ستون کے قریب جسکو اسطوانہ توبہ کہتے ہین حجرہ شریف سے دو ہاتھہ کے فاصلہ پر۔ اور مغرب کے سمت بھی منبر سے چوتھا ستون۔

ف۱ یہہ بیان صاحب نزہتہ الناظرین کا ہے لیکن مسجد کے طرز حدود مسجد النبیؐ علی بناء الاولی کے دیکھنے سے جو اسوقت نظر آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی حد غربی ستون رابعہ عن مصلی النبی ہے جیسا کہ نقشہ منسلکہ سے ظاہر ہوتا ہے اور شیخ سمہودی خلاصۃ الوفا مین مطری سے نقل کرتے ہین کہ مسجد نبوی کی حد غربی وہ ستون ہے جو منبر کے بعد جانب غرب واقع ہے یہہ قول موافق نقشہ حالیہ کے ہے اور اسی صورت مین محراب نبوی وسط مسجد مین واقع ہوتی ہے اور طول مسجد بھی قریب ستر ہاتھہ کے ہوتا ہی جیسے سابق مین گذرا منبر کا کسیقدر کنارہ ہونا حرج نہین کرتا برخلاف اسکے اگر حد غربی منبر سے چوتھا ستون ٹھہرائی جاے تو مصلای نبوی وسط مسجد مین نہین رہتا اور طول مین المشرق والمغرب بہت زیادہ قریب نوے ہاتھہ کے ہو جاتا ہی پس راقم سطور کی نظر مین وہی قول راجح ہے جسپر مطری کو اعتماد ہی ۱۲ منہ

تعمیر ثانی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خیبر سے مظفر و منصور تشریف
لائے تو مصلیون کی کثرت کی وجہ سے آپ نے مسجد کی توسیع کی۔ قبلہ کی حد تو وہی قدیم حد
قائم رہی۔ شرق مین شباک (جالی) حجرۂ شریف تک توسیع کی۔ مغرب مین منبر
سے پانچوین ستون تک وسیع فرمایا۔ شام کے سمت باب النسا تک توسیع کی تو اب
مسجد کی پیمایش طول مین ایک سو ہاتھ اور عرض مین ایک سو ہاتھ ہوی۔ تعمیر مسجد مین
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ اینٹ اوٹھا کر لیجاتے تھے۔
کبھی فرماتے تھے اللھم ان الاجر اجر الآخرۃ فارحم الانصار و
المھاجرۃ ترجمہ۔ یا اللہ البتہ اجر یہی تو آخرت کا اجر ہے پس انصار اور مہاجرون
پر رحم کر۔ اور کبھی فرماتے تھے اللھم لاخیر الاخیر الاخرۃ فانصر الانصار
والمھاجرۃ ترجمہ۔ یا اللہ خوبی ہے تو آخرت کی خوبی ہے۔ پھر انصار اور مہاجرون
کی مدد کر۔ تمام اصحابؓ اس کام مین مصروف تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ بنا مسجد مین اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینٹ
اٹھاتے تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونکے ساتھ ہوتے تھے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا کہ اینٹون پر اینٹین اسقدر جمائے لیجاتے تھے کہ مبارک پیٹ
سے سینہ تک ہوتی تھین۔ مین نے خیال کیا کہ اسقدر بوجھ اوٹھانا حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھاری ہے عرض کی یارسول اللہ صلواۃ اللہ وسلامہ علیك آپ میرے حوالہ فرمائین حضور نے فرمایا ای ابوہریرہ اینٹین بہت ہین تم دوسری اینٹین اوٹھالاؤ کیونکہ لاعیش الاعیش الاخرۃ ترجمہ۔ آرام ہے تو آخرت کا آرام ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اصحابؓ ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمارؓ بن یاسر دو دو اینٹین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اون سے مٹی جھٹکنے لگے اور فرمایا شاہ باش عمار باغی گروہ اوسکو قتل کریگا وہ اونھین جنت کو بلاتا ہوگا اور وہ اوسکو دوزخ کو بلاتے ہونگے۔ صدقے حضورؐ کی ہمدردی کے کیسی غمخواری ہے۔ آیۂ کریمۂ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ (ترجمہ جس چیز سے تمکو تکلیف ہو وہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت شاق اور ناگوار ہے) آپکی غمخواری کا ایک کرشمہ ہے۔ اس بنا رثانیہ مین مسجد کی توسیع کے لئے زمین کی ضرورت ہوی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب زمین سے جو ایک انصاریؓ تھے پوچھا کہ اس قطعہ زمین کو بمعاوضہ ایک عمارت جنت کے دیدے۔ وہ راضی نہوے پھر حضرت عثمانؓ ذوالنورین تشریف لائے اور اوس زمین کو اوسکے مالک سے دس ہزار درہم کو خرید کیا۔ پھر حضور نبویؐ مین حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ اوس زمین کو جس قیمت سے آپ اوس انصاریؓ سے خرید فرمانا چہتے تھے مجہ سے بھی اوسی قیمت پر خرید لیجے۔ پھر آپ نے اوسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بمعاوضہ

قصہ جنت خرید فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مسجد کی توسیع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین حضرت عباس رضی اللہ کے گھر کو مسجد مین داخل کیا۔ اور مغرب کے طرف دوستون جنکا اندازہ بیس ہاتھ ہے بڑہائے اور جانب قبلہ ایک کمان جسکا عرض دس ہاتھ تھا بڑہائی۔ شام کے سمت مسجد کو تیس ہاتھ وسیع کیا اور شرق کی طرف علی حالہ چھوڑ دیا۔ اب مسجد کا طول ایک سو چالیس ہاتھ اور عرض ایک سو بیس ہاتھ ہوا مسجد کے چھے دروازے بنائے گئے دو قبلہ کے دہنے جانب اور دو بائین سمت اور دو پیٹھ سے **باب النبی** مین جسکو اب **باب جبرئیل** کہتے ہین کوئی تغیر ہوا نہین **باب عاتکہ** (حال باب الرحمۃ) قدیم دروازے کے محاذی بنایا گیا۔ مروان کے گھر کے نزدیک **باب السلام** بنایا اور باب جبرئیل کے بازو ایک دروازہ کھولا جسکو اسوقت **باب النسا** کہتے ہین۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد مین جو توسیع کی وہ ۱۷ھ ہجری مین ہوی۔ یہہ بنا بھی اینٹ کی تھی اور ستون لکڑی کے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بنا مین مسجد کی توسیع جو جانب مغرب ہوی اوسمین عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا کامل مکان اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نصف مکان داخل مسجد ہوا۔ اور شرق مین امہات المومنین رض کے مکانات ہونے سے

براہ ادب آپ نے اونکو اونکے حال پر چھوڑ دیا۔

مسجد کے کنارۂ شرقی پر شام کے سمت ایک صفہ بنایا جسکو بطحا کہتے تھے جہان لوگ بیٹھکر بات چیت کیا کرتے اور شعار پڑہا کرتے تھے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا مکان جو مسجد مین داخل کیا گیا اوسکا تفصیلی حال یون کہا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مسجد مسلمانون پر تنگ ہوگئی ہے مین اوسکو وسیع کرنا چاہتا ہون۔ ایک طرف امہات المومنین کے مکان ہین اونکو توڑنے کی میری طاقت اور مجال نہین لیکن دوسرے طرف آپکا مکان ہے آپ اوسکو دیدین کہ مسجد مین توسیع کیجائے اور اوس کے معاوضہ مین آپ جو قیمت طلب کرتے ہین مین اوسکے ادا کرنے کو حاضر ہون اور منظور ہو تو اوسکے عوض مدینہ مین آپ جہان چاہین مکان خرید کر دیتا ہون۔ یا چاہئیے تو اپنا مکان مسلمانون پر صدقہ کیجئے یعنے مفت دیجئے غرضکہ ان تین باتون سے کسی ایک امر کو مان لینا آپ پر لازم ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو یہہ مکان علیحدہ کرکے دیا ہی مین اوسکو ہرگز نہ دونگا۔ آخر اس جھگڑے مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوے اونھون نے کہا مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ حقسبحانہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو حکم کیا کہ خدا کا گھر بنائے جہان اوسکا ذکر ہوتا رہے۔ داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی اوسکے ایک کونے

کی تکمیل کے لئے بنی اسرائیل سے ایک مرد کے گھر کی ضرورت ہوی داؤد علیہ السلام
نے اوسکو خرید کرنا چاہا صاحب مکان راضی نہین ہوا۔ داؤد علیہ السلام بہرحال اوس مکان
کو لے لینے پر آمادہ ہوے۔ وحی آئی ای داؤد مین نے تجھکو اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے
کہا تھا اور تو لوگون کے گھر غصب کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ تیری سزا یہی ہے کہ یہہ کام
تجہ سے پورا نہو۔ پھر اونکی دعا اور درخواست پر کہ یہہ کام اونکی اولاد سے پورا ہو سلیمان
علیہ السلام نے اوسکی تکمیل کی۔ اس حدیث کے سنتے ہی عمر رضی اللہ عنہ
عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا تقاضا کرنے سے باز آئے۔ اور عباس رضی اللہ عنہ
نے اوسیوقت مکان کو مسلمانون پر ایثار کیا۔

جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کا نصف مکان ایک لاکھ درہم کو خرید کیا اور
دوسرا نصف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بنا مین داخل مسجد ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مسجد کی توسیع

پھر حضرت عثمان رضی اللہ نے سنہ ۲۹ ہجری مین اپنے ایام خلافت مین مسجد کی توسیع
کی۔ اوسکا آغاز غرۂ ربیع الاول سنہ ۲۹ ہجری مین ہوا اور انصرام غرۂ محرم سنہ ۳۰ ہجری مین
اس مدت مین آپ بذات خود مصروف کار رہتے تھے مسجد سے کبھی باہر نجاتے تھے
دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو مصروف نماز رہتے تھے۔ آپ نے قبلہ کے
جانب ایک کمان اور مغرب کے سمت ایک کمان بڑہائی اسوقت قبلہ کی جو دیوار
ہے وہ حد بنای عثمانی ہے۔ مغرب کے جانب منبر سے آٹھوین ستون تک۔

اور شام کے طرف دس ہاتھ کی توسیع کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساری مسجد کو شمول بناء عمر رضی اللہ عنہ بالکل منہدم کیا اور از سر نو مسجد کی تعمیر کی۔ مسجد کی دیوارین پتھر کی بنائین۔ ستون بھی پتھر کے بنائے جنکے جوف یعنے خلو مین لوہے کے ستون سیس سے جما دئے گئے تھے۔ سقف ساج کی لکڑی کی بنائی۔ آپ نے بھی عمر رضی اللہ عنہ کی طرح مسجد کے چھے دروازے رکھے۔ دو مغرب کے جانب۔ دو مشرق کے سمت۔ اور دو شام کے طرف۔ یہہ شامی دروازے اور اون کے سوای اطراف مسجد مین جو زائد دروازے تھے تجدید دیوار کے وقت بند کر دئے گئے۔ اوسکے بعد ہمیشہ مسجد کے چار دروازے ہی رہے۔ یہان تک کہ سلطان عبد المجید خان مرحوم کے زمانہ مین مسجد کی بنا از سر نو ہوی تو شام کے طرف ایک دروازہ کھولا گیا جو اسوقت **باب المجیدی** کہلاتا ہے اور سلطان نے اوسکا نام **باب التوسل** رکھا۔

چونکہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بنا مین اصل مسجد نبوی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھون بنی تھی منہدم ہوی لہذا اونکی بناء سے لوگ خوش نتھے۔ کہتے ہین کہ جسوقت بناء عثمانی کا کام چل رہا تھا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ خدا کرے یہہ کام پورا نہو۔ لوگون نے پوچھا آپ کیون ایسا کہتے ہین تو کہا کہ اوسکی تکمیل پر فتنہ نازل ہونے والا ہے۔ اور وہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہے لوگون نے کہا کہ آخر عمر رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوے تھے تو

کہاکہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے ہزار درجہ بڑھکر ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد عدن سے روم تک خونریزی ہوگی۔ اور فی الواقع ختم خلافت بنی امیہ تک جتنی خونریزی ہوی اوسکا سلسلہ اسی ایک قتل عثمان ذوالنورین سے شروع ہوا۔

ولید بن عبدالملک کے عہد مین مسجد کی توسیع

پھر ولید بن عبدالملک کے زمانہ مین مسجد کی توسیع ہوی جسکا آغاز ۸۹ھ ہجری مین ہوا۔ اور اختتام ۹۱ھ ہجری مین۔ اوسنے مغرب مین دو کمانین بڑہائین اور شرق مین مسجد کو موجودہ دیوار شرقی تک بمقدار مین ستون کے وسیع کیا اور امہات المومنین کے حجرات کو منہدم کرکے داخل مسجد کیا۔

جسوقت حجرات شریف منہدم کردئیے گئے لوگون مین ایک مصیبت واقع ہوی اور سارا مدینہ رونے لگا۔ سعید بن المسیب کہتے ہین کاشکے یہہ حجرے اپنے حال پر چھوڑ دئے جاتے کہ لوگ دیکھتے کہ حضرت سرورانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا مین کیسی زندگی بسر کی۔

ولید نے شرقی حصہ دیوار قبلہ کو حد قبلہ بناء عثمانی کے ساتھہ ملادیا۔ شام کے جانب صحن مسجد مین مربع قبور شریف سے دس ستون کے صفوف بنائے اور اوسکے بعد اور چار ستون بنائے تو گویا مربع قبور شریف سے چودہ ستون کے چار صفین بنائین اوسنے بھی اپنی بنا مین عثمان رضی اللہ عنہ کے طرح پتھر اور لوہے

سے کام لیا۔ دیوارون پر نقش ونگار کئے۔ سقف ساج کی بناکر اوسپر طلاکاری کی۔

توسیع مسجد کے زمانہ مین ولید کے طرف سے عمر بن عبدالعزیز عامل مدینہ تھے اونہین کی نظارت مین توسیع مسجد کا کام ہوا۔

کہتے ہین کہ جب ولید بن عبدالملک حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ پہنچا ایک روز منبر پر خطبہ پڑہ رہا تھا کہ اوسکی نظر چہرۂ ماہ پارۂ حضرت حسن بن امام حسن رضی اللہ عنہما پر پڑی اوسوقت آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین تشریف رکھتے تھے۔ اور آئینہ دست مبارک مین لئے اپنے جمال جہان آرا کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ ولید نے خطبہ سے فارغ ہوکر عمر بن عبدالعزیز کو طلب کیا اور زجر و توبیخ کی کہ کیون اہل بیت نبوی کو ابھی اس مکان مین رہنے کی اجازت دی اور کیون فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر داخل مسجد نہین کیا گیا۔

اُس مکان مین حضرت حسن بن حسن بن علی اور فاطمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہم رہتے تھے اونھون نے گھر کو تحویل کرنے سے انکار کیا ولید کا حکم ہوا کہ اگر اہلبیت نبوتؐ مکان سے نہ نکلین تو اون پر گھر گرادیا جائے۔ پہر لوگ بغیر اجازت اوس خاندان مصطفویؐ کے گھر کا سامان باہر لیجانے لگے اور گھر کو منہدم کرنا شروع کیا تو ناچار اہلبیت مکان سے نکل گئے۔ اور دن دہاڑے مدینے سے نکلکر دوسری جاے رہنے لگے۔ اس مکان کے معاوضہ مین سات ہزار دینار حضرت حسن بن امام حسن رضی اللہ عنہما کے پیش کئے گئے آپؓ نے اوسکو قبول نہین کیا

اور انکار کو قسم سے مؤکد فرمایا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو اس امر کی اطلاع دی اوس نے لکھا اہلبیت سے گھر چھین لو اور قیمت بیت المال مین داخل کر دو۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے متعلق بھی حضرت عمرؓ کی اولاد سے اس قسم کا جھگڑا ہوا اوسوقت حجاج بن یوسف مدینہ مین تھا حکم کیا کہ گھر اونکے سرون پر گرا دو۔ لیکن جب یہہ کیفیت ولید کو پہنچی تو اوسنے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اولاد کی خوشنودی حاصل کرنے مین کوتاہی نکرنا گھر کی قیمت اون کے خاطر خواہ دینا نہ لین تو اونکی تعظیم کرنا اور ایک حصہ مکان کا اونکے لئے چھوڑ دینا اور مسجد مین اونکا ایک دروازہ بھی باقی رکھنا۔

افسوس کہ ولید نے توسیع مسجد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے عوض جگر گوشگان رسول مقبول بقیۂ خاندان علیؓ و بتولؓ کو بے خانمان کر کے گھر سے نکالا اور یون ظلم و تعدی سے پیش آیا۔ یہان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور بنی امیہ کی حکومت کا فرق صاف نظر آتا ہے کہ اس مسجد کی توسیع کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عباسؓ بن عبدالمطلب کی ناخوشی کو گوارا نہین کیا اور ولید نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے پوتا پوتی کو اُن کے گھر سے بجبر و تعدی باہر کیا۔

مہدی عباسی کے عہد مین مسجد نبوی کی توسیع

پھر مہدی عباسی نے اپنی خلافت مین شام کے طرف دس ستون بنائے اوسکی

بنا کا آغاز سنہ ۱۶۱ ہجری اور انصرام سنہ ۱۶۵ ہجری مین ہوا۔ پس اس مقدار زیادتی پر مسجد کا خاتمہ ہوگیا۔ اوسکے بعد جو کچھ عمارت کی تجدید ہوی وہ اپنی حدود کے اندر ہوی اور کسی مقام مین تغیر و تبدل ہوا نہین۔ بعض لوگ مامون الرشید کیطرف بھی توسیع فی المسجد کی نسبت کرتے ہین اور وہ ثابت نہین۔

طول وعرض مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عرض مقدم مسجد شریف کا حسب بیان ابن زبالہ قبلہ کی جہت مین ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ ہاتھہ ہے اور عرض موخر ایک سو تیس ۱۳۰ ہاتھہ۔ علامہ سمہودی کے تحقیق مین عرض مقدم ایکسو سینتٹھہ ۱۶۷ اور نصف ہاتھہ اور عرض موخر ایک سو پینتیس ۱۳۵ ہاتھہ۔ اور طول مسجد دوسو ترپن ۲۵۳ ہاتھہ۔ سید برزنجی لکھتے ہین کہ مین نے خود ناپا تو عرض مقدم ایکسو چہتر ۱۷۴ ہاتھہ۔ عرض موخر ایکسو پینتیس ۱۳۵ ہاتہہ اور طول دوسو پچپن ۲۵۵ ہاتہہ پایا۔

راقم سطور کو اگرچہ کامل چالیس روز اس مبارک بقعہ مین رہنا نصیب ہوا لیکن پیمایش کو حد ادب سے متجاوز پاکر معذور رہا اور صرف بیان اسلاف پر اکتفا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدود روضۃ المطہرہ اور اوسکے حالات

حد روضہ مطہرہ کے متعلق (جسکی نسبت حدیث شریف ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ ترجمہ۔ درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت سے۔ وارد ہے) علما کو اختلاف ہے۔ بعد تحقیق جو ثابت

ہوا وہ یہہ ہے کہ مصلای رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی کمان اور اوسکے عقب کی دو کمانین یعنے جنوب مین محراب نبوی کے عقب کے ستون سے شمال مین تین کمان تک اور مشرق مین حجرۂ شریف کی جالی سے مغرب مین منبر تک پانچ کمانین داخل حدود روضہ مطہرہ ہین۔

یہہ مقام بہت آراستہ ہے مسجد کے سارے ستون سنگ عقیق کے ہین اور قد آدم مرمر کی تختیون سے اور طلائی نقش ونگار سے مزین ہین۔ ترکی قصیدۂ نعتیہ ان ستونون پر مرقوم ہے۔ صبح سے عشا تک یہان قرآن شریف کی تلاوت ہوا کرتی ہے۔ حدیثِ مذکور کے معنے مین کہ میرے گھر اور منبر کے مابین جو قطعہ ہی وہ جنت کے باغون سے ایک باغیچہ ہے علما کو اختلاف ہے کہ آیا وہ حقیقۃً روضہ جنت ہے یا مجازاً جنت کہلاتا ہے۔ امام مالکؒ اور علما کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ روضہ مطہرہ مثل اور قطعات زمین کے نہین بلکہ واقع مین جنت کی کیاریون سے ایک کیاری وہان لاکر رکھی گئی ہے۔ جیسے حجرِ اسود جنت سے لایا گیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بلحاظ کثرت ثوابِ عبادت کثرتِ نزولِ رحمتِ الٰہی اور کثرتِ حصولِ سعادت کے یہہ مقام مجازاً روضۃ من ریاض الجنۃ کہلایا۔ حافظ ابن حجر اس قول کو راجح بتلاتے ہین اور دوسرے قول پر اونکو اعتراض ہے کہتے ہین کہ اسصورت مین فضیلت کی کوئی خصوصیت نہین رہتی اور حالانکہ حدیث شریف کے سیاق سے ثبوت فضیلت پائی جاتی ہے۔ نظر تحقیق وانصاف سے

معنی حقیقی سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ حجرِ اسود کے جنت سے لائے جانے کی خبر جس مبارک ذات سے ملی اوسی مقدس سرکار نے روضہ مطہرہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ ہونے کی خبر دی ہے۔ اوسمین ایک نازک بھید ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ انتقال حجر اسود سے مختص ہوے تو فخر نسل ابراہیمی حضرت محمد عربی علیہ الصلوۃ و السلام کا بھی انتقال روضہ مطہرہ سے مختص ہونا امر لازمی تھا کہ الولد سر لابیہ۔

روضۂ مطہرہ کے جانب شرقی شباک مقصورۂ شریف کے کنارہ جانب قبلہ پر ایک تختی نصب ہے جسمین مطلا حروف سے یہہ دو حدیث مرقوم ہین۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِي اَخْبَرَ فِي صَحِيْحِ الْخَبَرِ اَنَّ حَوْلَ الْعَرْشِ سِتِّيْنَ اَلْفَ عَالَمٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمُحِبِّ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ يَلْعَنُوْنَ لِمُبْغِضِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ (۲) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔ ترجمہ (۱) الٰہی رحمت کاملہ نازل کر ہمارے سرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھون نے حدیث صحیح مین خبر دی ہے کہ عرش کے اطراف ساٹ ہزار عالم ہین جو ہمیشہ ابو بکر اور عمر کے دوستون کے لئے مغفرت طلب کرتے ہین اور ابو بکر و عمر کے دشمنون پر لعنت کیا کرتے ہین۔ (۲) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغیچون سے ایک باغیچہ ہے اور

میرا منبر جنت کے کیاریون سے ایک کیاری پر ہے

مسجد نبوی کا پہلے مرتبہ جلنا

غرہ رمضان المبارک شب جمعہ ۶۵۴ سنہ ہجری کو مسجد نبوی مین شمال کے جانب زاویہ غربی کو آگ لگی۔ اوسکی وجہ یہہ ہوی کہ خدام مسجد سے ایک شخص منارون کے قنادیل روشن کرنے کے لئے مخزن غربی مین داخل ہوا وہان ایک لکڑی کی جالی مین ایک چنگاری پڑ گئی اور بھڑک اوٹھی جسکے بجھانے مین بہت کوشش کی گئی مگر سب بیکار ہو گئی آخر مسجد کی ساری سقف جلگئی اور سوا اس قبہ کے جو اسوقت صحن مسجد مین تھا اور جس مین مصحف عثمانیؓ رکھا تھا کچھہ باقی نرہا اس اگ کی کیفیت فی الفور خاتم خلفای عباسیہ معتصم باللہ کو پہنچی ۶۵۵ سنہ مین تجدید عمارت کے لئے عراقی قافلہ کے ساتھہ کاریگر آلات لئے ہوے آئے۔ اسی اثنا مین محرم ۶۵۶ سنہ ہجری مین تاتاریون کا غلبہ ہوا اور خلیفہ مع اہل و عیال مارا گیا

ترمیم و تجدید عمارت مسجد نبوی بعد حریق اوّل

پھر مصر سے الملک المنصور نور الدین علی بن الملک المعز عز الدین ایبک الصالحی نے۔ اور یمن سے ملک المظفر شمس الدین یوسف بن المنصور عمر بن علی بن رسول نے تعمیر مسجد کے لئے آلات اور اسباب روانہ کئے۔ اس عرصہ مین والی مصر معزول ہوا اور اوسکی جائے اوسکے باپ کا غلام ملک المظفر سیف الدین محمود بن محمد ذیقعدہ ۶۵۷ سنہ ہجری مین تخت نشین ہوا اور مصر مین داخل ہوتے ہوتے ہی مارا گیا اور مسجد کا کام پورا ہونے نہ پایا۔ اوسی

سال کے اواخر مین الملک الظاہر رکن الدین بیبرس الصالحی والی مصر ہوا اور اوسی کی ریاست مین مسجد کی مرمت کا کام پورا ہوا۔

پھر ۷۰۵ھ ہجری دو سال کی مدت مین ملک الناصر محمد بن قلاون الصالحی کے ایام سلطنت مین صحن مسجد کی شرقی اور غربی جہات کی سقف از سرِ نو بنائی گئی اوسکے بعد متعدد اوقات سقف مسجد مین خلل پیدا ہونے کی وجہ سے اوسکی ترمیم اور تجدید ہوتی رہی۔ پھر روضۂ شریف کی سقف مین خلل پیدا ہوا امیر بردبک الناجی المعمار نے ۸۵۱ھ ہجری مین اوسکی ترمیم کی۔

پھر ملک اشرف قاتیبائی کے زمانہ مین مسجد کی سقف از سرِ نو بنانے کی ضرورت ہوی۔ منارۂ شرقیہ مین جسکو منارۂ سنجاریہ کہتے تھے اور اب منارۂ سلیمانیہ کہتے ہین شق پیدا ہوا۔ ۹۷۴ھ ہجری مین سلطان سلیمان نے اوسکو از سرِ نو بنایا۔ اسیوجہ سے اوسکا نام منارۂ سلیمانیہ ہوا۔ پھر سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے زمانہ مین اوس منارہ مین شق پیدا ہوا اور اوسکے حکم سے ترمیم ہوی۔

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بارِ ثانی جلنا

تیرہوین رمضان المبارک ۸۸۶ھ ہجری کو شب کے وقت جبکہ رئیس المؤذنین منارۂ رئیسیہ پر چڑہا اور دوسرے مؤذنین بھی باقی منارون پر چڑہے اور تذکیر و تہلیل مین مشغول ہوے یک بیک چار طرف سے ابر پیدا ہوا گرج کے ساتھہ بجلیان کوندنے لگین سونے والے سب کے سب جاگ اوٹھے بجلیون سے آنکھون مین چکاچوند آئی تھی

اس حالت مین ایک بجلی گری جسکا ایک حصہ منارۂ رئیسیہ کے ہلال پر گرا رئیس نے
فی الفور جان بحق تسلیم کی اور منارۂ مذکور اور حجرۂ شریف کے مابین جو سقف تھی اس
مین ایک بڑا روزن ہوگیا اور اوس روزن سے مسجد مین آگ لگی۔ سارے شہر مین مسجد
کو آگ لگنے کا شور مچگیا۔ امیر مدینہ اور اہل مدینہ سب جمع ہوگئے اور آتش کو بجھانے کی
کوشش کیگئی لیکن وہ بھڑکتی رہی۔ آگ بجھانے مین جن لوگون نے سعی کی اون سے
تقریبًا دس آدمی ہلاک ہوے جنمین نائب خازن الحرم بھی تھا۔

کہتے ہین کہ جس شب کو مسجد کو آگ لگی اکثر لوگون نے سفید پرندون کو دیکھا کہ
آگ کو ہمسایہ کے مکانون مین لگنے سے روکتے تھے۔ بڑے بڑے شعلے اطراف پھیلتے
تھے لیکن اطراف کے مکانون پر اونکا کوئی اثر ہوتا نتھا۔

امیر مدینہ منورہ سید شریف زین العابدین نے خبر دی کہ ایک صادق الکلام
عربی نے اوس شب کو خواب دیکھا کہ آسمان مین جراد یعنی ٹڈیان پھیل گئین ہین۔ اور
اوسکے عقب مین بڑی آگ لگی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کو
روک لیا اور فرمایا کہ مین اسکو اپنی امت سے روک لیتا ہون جزاہ اللہ عن امتہ
افضل ما جازی نبیا عن امتہ۔ اُس آتش کا اثر اس قدر ہوا کہ ساری مسجد
مثل تنور کے ہوگئی۔ صرف حجرۂ شریف اور اوسکے ستون باقی رہگئے اور صحن مسجد کا
قبہ بھی جو سابق کی آگ مین سلامت رہا تھا اور جسکا بانی خلیفہ الناصر لدین اللہ تھا اب
بھی سالم رہا۔ اس آتش مین بجز اوس سامان کے جسکے نکالنے مین پہلے پہل جلدی کیگئی

بہت سا مال کتب اور مصاحف جلگئے۔

اس حادثہ کی خبر ۱۶ رمضان المبارک کو سلطان ملک اشرف قاتیبائی والی مصر کو دی گئی اور ہر طرف اوس سے ایک عام شورش پیدا ہوی کہ اس مقدس مقام کو آگ لگنے کی کیا وجہ ہے آخر سب کے پاس یہہ ثابت ہوا کہ امت کے برے اعمال کی وجہ یہہ صورت ہوی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی آگ کی صورت مین ظاہر ہوی۔ خداوند عالم نے تنبیہ کے لئے اس نشانی کو ظاہر کیا اور لسان قدرت یہہ ندا کر رہی تھی کہ ای گروہ گناہگاران ذرا نظر عبرت سے دیکھو کہ تمھارے برے اعمال کی شامت سے باوصف تقدس اور حرمت ذاتی کے اس مقدس مقام مین آگ لگی تاکہ تمھارے ہاتھون کی ناپاکی کو اوس سے دور کرے۔ اب لازم ہے کہ تم معاصی سے توبہ اور خدا کے طرف اخلاص سے رجوع کرو

شریف سمہودی رحمہ اللہ اس آگ کی وجہ یون بتلاتے ہین کہ اون روزون مسجد شریف پر روافض کا عمل جاری تھا اور وہ ہر طرح متصرف تھے اون کے خبث باطن کی وجہ یہہ آگ لگی۔ اور کہا کہ اس سے پہلے جو آگ لگی اس وقت دیوار مسجد پر دو شعر لکھے نظر آئے جسکا مفہوم یہہ تھا کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حادثہ سے جلا نہین جو باعث ہتک حرمت سمجہا جاوے اور اوس سے خوف پیدا ہو بلکہ رافضیون کے ناپاک ہاتھون نے اوسکے نقش و نگار کو میلا کیا تھا تو خدا نے جلا کر اوسکو پاک کیا۔

حریق ثانی کے بعد سلطان اشرف قاتیبائی کے عہد مین مسجد نبوی کا ترمیم پانا

جب بادشاہ مصر سلطان اشرف قاتیبائی کو اس حریق ثانی کی خبر پہنچی تو فی الفور مسجد شریف کی تنظیف اور ترمیم کا اہتمام کیا گیا ایک سو سے زیادہ صانع اور کاریگر آلات و اسباب کے ساتھ روانہ کئے گئے۔ منارہ رئیسہ پورا منہدم کیا گیا اور نئے سر سے اوسکی بنا ہوی دیوار جانب قبلہ بھی نئی بنائی گئی۔ دیوار شرقی باب جبرئیل تک نئی بنائی گئی۔ محراب عثمانی کی توسیع ہوی۔ اوسپر قبہ بنایا گیا۔ حجرہ شریف پر دیوارون کے اطراف بلند ستون قایم کرکے بعوض سقف اون پر ایک لطیف قبہ بنایا گیا اور پھر اون ستونون کے سرون پر اور ایک بڑا قبہ بنایا گیا۔ باب السلام کے مقابل دو قبے تیار ہوے۔ باب السلام۔ اطراف حجرہ شریف۔ دیوار قبلہ اور محراب عثمانی مین مرمر سفید سے کام لیا گیا۔ منبر شریف موذنون کے نکبرے مرمر سے بنائے گئے۔ باب الرحمہ کے منارہ کی نیو ڈالی گئی۔ اور غربی دیوار منارہ باب الرحمہ سے باب السلام تک نئی بنائی گئی۔ پھر مسجد کی سقف تیار ہوی۔ شریف سمھودی کا بیان ہے کہ اس ترمیم مین ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ ہوے۔

سلطان عبد المجید خان مرحوم کے عہد مین مسجد نبوی کی تعمیر

سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مسجد نبوی کی یہہ حالت ہوی کہ بعض مقامون مین سقف گرنے کے قریب ہوگئی اور مسجد گرنے لگی۔ یہہ خبر سلطان المرحوم عبد المجید خان کو پہنچی تو تحقیق حالات

کے لئے رمزی افندی کو بصحابت عثمان افندی مہندس کے روانہ کیا۔ وہ مدینہ
طیبہ کو آئے اور بعض مقامون کو گرا کر دیکھا پھر آستانۂ علیا کو واپس آکر عرض حال کیا
تو تعمیر و ترمیم مسجد کے لئے فرمان نافذ ہوا اور آستانۂ علیا سے حلیم افندی بولایت تعمیر مسجد
سازوسامان اور کاریگرون کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوے حلیم افندی نے ینبع البحر
کو پہنچکر معدنون کے لئے پہاڑون کی تحقیق اور تفتیش شروع کی۔

وادی عقیق مین جو مدینہ طیبہ سے تین میل پر ہے ایک بہت بڑا پہاڑ ملا
جسکے پتھر کا رنگ سرخ تھا یہ دیکھکر متولی عمارت حلیم افندی بہت خوش ہوے اور
اوسکو سلطان کی خوش طالعی کا سبب جانا کیونکہ اس سے پہلے جن بادشاہون نے
تعمیر مسجد نبوی مین اہتمام کیا اونسے کسیکو ایسا معدنی پہاڑ ملا نتھا۔

تعمیر مسجد کیلئے وادی عقیق سے پتھر کا ملنا

وادی عقیق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھا آپ کے
لئے وہان سے شکار کیا جاتا تھا اور اوسی کی کنکریون سے قبور شریف کا نشان[1] بنایا
گیا تھا۔ اوسکے متعلق ایک عجیب روایت بیان کیجاتی ہے کہ جب مہندسین تحقیق حال
مین اطراف مدینہ سعی کرتے ہوے اوس وادی یعنے وادیٔ عقیق کیطرف آئے تو
اونھون نے ایک عربی مقدس بزرگ کو دیکھا جو اس پہاڑ کا پتا بتا رہے تھے۔ پھر
جب اون کے طرف توجہ کیگئی کہ معاوضہ سراغ دہی جبل عقیق اون سے حسن سلوک

[1] اس زمانہ مین عادت تھی کہ بعد دفن میت قبر کے نشان کے لئے زمین پر لال کنکری بچھائی جاتی تھی ۱۲ منہ

کیا جائے تو اون کو نپایا۔ اور سب کو تعجب ہوا۔ متولی عمارت مسجد نے پہاڑ پر خیمے نصب
کئے اور سنگ تراش پتھر پھوڑ کر کام کرنے لگے۔

بدویون کا فتنہ

اس اثنا مین ایک فتنہ برپا ہوا بدوی پہاڑون پر جمع ہو کر ستانے لگے مسافرون اور
زائرون کو لوٹ لیتے تھے۔ پہاڑ سے مدینہ کو سامان لانے کے مزاحم ہوتے تھے کاریگرون
پر زندگی تلخ کرتے تھے۔ جب سرکاری سپاہی آتے تھے تو بدوی منتشر ہو جاتے تھے
اور اونکی واپسی پر اپنی شرارت پر عود کرتے تھے۔ اس طریقہ پر ایک مدت گزری
اور عمارت کا کام ملتوی رہا یہان تک کہ ۱۲۷۰ھ ہجری مین دولت علیہ نے خالد پاشا کو
روانہ کیا۔ خالد نے اپنی دانائی سے سارے فتنہ کو فرو کیا۔ اور پھر عمارت کا کام برابر جاری
ہو گیا۔ اور انہی ایام مین سلطان کے حکم سے باب مجیدی کھولا گیا تاکہ سامان لانے
مین سہولت ہو اور ساکنین اماکن قریبہ کو تصدیع نہو کیونکہ اس سے پہلے سامان باب الرحمہ
سے لایا جاتا تھا اور لوگون کو اس سے تکلیف ہوتی تھی اکثر گھرون والے شکایت
کرتے تھے۔ جب باب مجیدی کھولا گیا اور سامان اس رستہ سے آنا شروع ہوا تو
ساری شکایتین رفع ہو گئین۔

پھر عمارت کا کام شروع ہوا پہلے شامی سقف کو منارۂ بخاریہ یعنے
منارۂ سلیمانیہ سے منارۂ شکیلیہ یعنے منارۂ مجیدیہ تک گرا کر از سر نو اوسکی تعمیر کی اور
دیوار جانبِ شام کو بسبب اوسکی استواری کے بحال رکھا۔ یہہ سقف چار کمانون پر

شامل تھی اب اوسکے صرف دو کمانین بنائی گئین پہلے ستون سنگ سیہ کے تھے
جسکے جوف مین لوہے کے ستون سیس سے جمائے ہوے تھے آب سارے ستون
سنگ سرخ کے بنائے گئے۔ ہر ستون اپنے اوپر اور نیچے کی چوکیون کے علاوہ گیارہ
گیارہ ہاتھ اونچا ہے۔ اکثر ستون ایک ہی پتھر کے تراشے ہین۔ صرف اونکی چوکیان
علیحدہ پتھر کی ہین۔

منارہ سلیمانیہ کے متصل حکم سلطانی سے جو دروازہ کھولا گیا اوسکا نام
باب التوسل رکھا گیا جسکو اسوقت باب المجیدی کہتے ہین۔ باب التوسل کہنے کی وجہ یہہ
ہے کہ اس دروازہ سے مسجد مین داخل ہوتے وقت حجرۂ شریف بالکل مقابل رہتا
ہے اور مقام توسل و استمداد کا ہے۔

کہتے ہین کہ اسی دروازے کے مقابل حمید بن عبد الرحمن بن عوف کا مکان
تھا اوسکا نام دار الضیافہ تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مہمان یہین اترا کرتے تھے۔ پھر صحن مسجد مین جو قبہ تھا اوسکو گرا دیا اور اوسکی زمین کو
چارون طرف سے پست کیا۔ زمین کو کھود کر پست کرنے مین ایک حوض نکل آیا جسکے
چار زینے تھے اور اس حوض مین عین الزرقا سے ایک نل لایا گیا اور فوارہ لگایا
گیا تھا جسکے پانی سے لوگ استنجا پاک اور وضو کیا کرتے تھے جسکے وجہ سے کشف
عورت ہونے کا اندیشہ رہتا تھا اور وہ باعث ہتک حرمت مسجد شریف سمجھا گیا
اسلئے حوض اور فوارہ بند کر دیا گیا اور دروازون پر حنفئے اور وضو خانے بنائے گئے

جس سے مصلی وضو کرین۔

حنفیہ پانی کے مخزن کو کہتے ہین جسمین کارک لگائے رہتے ہین یہہ حنفیے سارے دروازون پر ہین۔ باب الرحمہ اور باب النسا پر کارک متعدد ہین مصلیون کو اوسنے بہت آرام ہے۔

عین الزرقا اوسی نہر کا نام ہے جو مسجد قبا کے مغربی جہت مین بیر جعفر سے لائی گئی ہے پھر اوسکے ساتہہ بیر الہنی۔ بیر الرباط اور بیر غدق کا پانی شامل کردیا گیا ہے۔ یہہ نہر جانب قبلہ و غرب جاتی ہے اوسکی ایک شاخ شمال طرف لائی گئی ہے جو مسجد غمامہ پر سے ہوتی ہوی باب مصری سے مدینہ مین لائی گئی ہے باب السلام کے پاس اوسکا خزانہ ہے اور پر چرخ لگائے گئے ہین۔ اہل مدینہ اوسی سے پانی پیتے ہین۔ جو شخص کہ اس نہر کو مدینہ کو لایا وہ امیر سیف الدین بن الحسین بن ابی الہیجا۔ تھا۔

(عود الی المقصود) منارہ رئیسیہ سے باب جبرئیل تک مسجد مین تنگی تھی اس حدتک دیوار کو گراکر تقریبا پانچ ہاتھہ زمین داخل مسجد کیگئی اور اوس کے بعد دیوار کی بنا ڈالی گئی۔ پہلے اس جای جنازہ رکھکر نماز پڑہا کرتے تھے۔ اسوقت جنازہ روضہ مطہرہ مین رکھا جاتا ہے اوسکا تفصیلی حال انشاء اللہ آیندہ آئیگا۔

اُسکے بعد منارہ شکیلیہ کے لئے پانی تک بہت ہی بڑا پایہ کھودا گیا اس پایہ کو بڑے بڑے میخون سے خوب مضبوط کیا اور سنگ سیہ سے پایہ کی بھرتی ہوی اوسکی کرسی تک کو سنگ سیہ سے بنایا۔ منارہ کو از سر نو بنایا۔ اسی وجہ سے

اس کو منارۂ مجیدیہ کہتے ہین کیونکہ سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے زمانہ مین اسکی
تجدید ہوی۔ جیسے منارۂ بخاریہ کو سلطان سلیمان خان مرحوم کے زمانہ مین از سرِ نو تیار
ہونے سے منارۂ سلیمانیہ کہتے ہین۔

غربی دیوار کو بھی اوسکے استحکام کی وجہ سے علی حالہ رکھہ چھوڑا لیکن سقف
اس جہت مین بھی چار کمانون پر تھی اوسکو تین کمانون پر قایم کیا اور مابین الاساطین کو
وسیع کیا۔ اگرچہ تعداد مین ایک کمان کم ہوگئی لیکن سقف کے عرض کی حد اصلی مین
کوئی فرق نہین آیا۔ اب جانب غربی مین بشمولِ اساطین ملصقہ دیوار چار صفوف
اساطین پر تین کمانین قایم ہوین۔ یہہ اساطین ملصقہ دیوار سب نئے ہین جو آگے تھے۔

باب جبرئیل سے نکلے بعد خارج مسجد تھوڑی سی جای سایہ وار ہی
اور اوس سے ایک دروازہ قبلہ کے جانب کھلا ہے جس سے نکلین تو دار العشرہ
مین داخل ہوتے ہین اور دار العشرہ سے نکلنے کے لئے جانب شام ایک دروازہ ہی
یہہ ہر دو دروازے سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے وقت کے بنائے ہوے ہین۔

باب جبرئیل سے نکلے بعد دروازۂ جانب قبلہ تک جو جای ہے یہہ وہی
جاے ہے جہان ہمارے سرکار اور مولا اکثر جنازہ کی نماز پڑہا کرتے تھے اگرچہ آپ
نے عین مسجد مین بھی نماز جنازہ پڑہی ہے لیکن اکثر اوقات اوسی جای نماز جنازہ
ہوا کرتی تھی۔ مسلم شریف مین روایت ہے کہ حضرت صدیقہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ
عنہا نے سعد بن ابی وقاص کے جنازہ پر مسجد مین نماز پڑہنے کو فرمایا لوگون نے

انکار کیا تو فرمایا کیا لوگ اس قدر جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو
بھول گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن بیضا کے
جنازہ پر مسجد ہی مین نماز پڑہی ہے۔ ایک روایت مین یون فرماتی ہین کہ قسم اللہ کی البتہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضا کے ہر دو فرزندون یعنے سہیل
اور اوسکے بھائی کے جنازون پر مسجد مین نماز پڑہی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مسجد مین نماز پڑہی۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے
عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد مین نماز پڑہی۔ اور جنازہ منبر کے متصل رکھا گیا تھا۔

حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ اس سے مسجد مین نماز پڑہنے کے جواز پر اجماع
نظر آتا ہے اور یہی مذہب ہی شافعیؒ مالکؒ اور احمدؒ کا اور احناف اوسکو مکروہ سمجھتے
ہین۔ لیکن حرمین شریفین مین احناف بھی دوسرے ائمہ کی تقلید کرتے ہین اور
کسی حنفی کو اس سے انکار نہین بلکہ اوسکے جواز پر فتویٰ بھی دیا ہے۔ علامہ قطب
الدین الحنفی نے اپنی کتاب اعلام مین امام ابو یوسفؒ سے بھی ایک قول مثل امام
شافعی کے نقل کیا ہے۔

اوسکے بعد مدینہ والون کی یہہ عادت تھی کہ سارے جنازون کی نماز
داخل مسجد ہونے لگی اور اعیان شہر پر روضہ مطہرہ مین نماز پڑہائی جاتی تھی۔ اہل شیعہ
سے صرف اونکے سادات پر نماز جنازہ داخل مسجد ہوتی تھی اور باقی جنازون پر خارج
مسجد۔ اہل سنت سے باستثنا محتاجون اور مسافرون کے سارے جنازے مسجد

جواز نماز جنازہ در مسجد

مین لائے جاتے تھے۔

آجکل مدینہ والون کی یہہ عادت ہے کہ بطریق فالِ نیک اپنے جنازون کو باب الرحمہ سے مسجد مین لاتے ہین اگرچہ مذکور دروازہ اونکی راہ مین نہو۔ پھر میت کو باب التوبہ کے مقابل مواجہ شریف مین رکھہ کر حاملان جنازہ تھوڑی دیر کھڑے رہتے ہین میت کے طرف سے سلام اور طلبِ شفاعت کرتے ہین۔ پھر صدیق اکبرؓ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما سے توسل کرکے مواجہ شریف کے طرف رجوع کرتے ہین اور دعا کے بعد ہجوم زائرین کے وقت محراب عثمانی رضؓ کے روبرو اور دوسرے اوقات روضہ مطہرہ مین محراب نبوی کے روبرو جنازہ رکھا جاتا ہے اور بعد نماز روضہ مطہرہ سے ہوتے ہوے باب جبرئیلؑ سے نکلکر بقیع شریف کو لیجاتے ہین۔

جبکہ جنازہ محراب عثمانیؓ کے پاس رکھا جاتا ہے تو احناف میت کے پاؤن امام کے بائین جانب کرتے ہین خواہ میت مرد کی ہو یا عورت کی اور شوافع میت مرد کی ہو تو پاؤن امام کے دہنے جانب کرتے ہین اور عورت کی ہو تو مثل احناف کے پاؤن امام کے بائین جانب کرتے ہین۔ برخلاف اوسکے جب میت محراب نبویؐ کے پاس روضہ مطہرہ مین رکھی جاتی ہے تو احناف اور شوافع بلا اختلاف میت مرد کی ہو یا عورت کی پاؤن امام کے دہنے جانب اور سر قبر شریف سرورؐ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف کرتے ہین اور یہی مقتضای ادب ہی اور بس۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ کا مواجہہ قبر شریف میں رکھا جانا

حضرت امام حسن علیہ السلام کا جنازہ سب سے پہلے مواجہ قبر شریف مین رکھا گیا تھا۔
امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کو وصیت کی کہ مین نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے اجازت لی ہے۔ میری نعش کو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے روبرو رکھنا لیکن لوگ مجھ کو حجرۂ شریف مین داخل ہونے کی اجازت نہ دینگے۔
اوسوقت مجھ کو میری مان کے پاس دفن کرنا۔ اس وصیت کے مطابق امام حسین علیہ
السلام نے اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے جنازہ کو مواجہ شریف مین رکھا اور جبکہ
آپکو داخل حجرۂ شریف کرنے کی اجازت نملی تو حسب وصیت بقیع غرقد مین اپنی والدۂ
محترمہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس دفن کیا۔ آج اوس پر ایک بڑا قبہ بنا ہوا ہے
جسکو قبہ اہلِ بیت کہتے ہین۔ اور بقیع مین سب سے بڑا قبہ یہی ہے۔ اسمین عباس بن
عبد المطلب رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا۔ امام حسن
مجتبیٰ علیہ السلام۔ سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام۔ امام محمد باقر علیہ السلام۔
امام جعفر الصادق علیہ السلام۔ اور خاتون قیامت حضرت خیر النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ
عنہا کے قبور ہین۔ علامہ ابن سلیمان ذخر النافع مین ایک روایت سے امام حسین علیہ السلام
کے سر مبارک کو بھی یہین مدفون بتاتے ہین۔ زبیر بن بکار کی روایت سے حضرت
علی رضی اللہ عنہ بھی یہین مدفون ہین۔ صاحب نزہۃ الناظرین کہتے ہین کہ یہان حضرت
علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی زیارت کے متعلق مین نے کسی کو تعرض کرتے

اول جنازہ جو مواجہہ شریف مین رکھا گیا وہ امام حسن رض کا تھا

ہوے ندیکہا تو پس لازم ہے کہ زیارت مین ان ہر دو بزرگون کا بھی نام لیکر سلام پڑہے
(رجوع الی المقصد) اس اثنا مین ناظر عمارت مسجد کی وفات ہو گئی تو
اونکی جای آستانہ علیا سے ۱۵ صفر ۱۲۷۰ہجری کو ادہم پاشا مدینہ آئے پہر باب النساء
سے باب جبرئیل کے مابین عمارت کی تجدید کی اور ستونون کے مابین وسیع کیا اور یہہ
تجدید اس دروازے تک ہوی جو حجرۂ شریف مین شام کے جانب صحن کے مقابل
ہے۔ دکۃ الاغوات[1] کے بازو ایک دو منزلہ مخزن بنایا جسمین حجرۂ شریف کے شمع
وغیرہ جو شب کو جلتے ہین اور عودوان اور فانوس رکہے جاتے ہین۔ دکۃ الاغوات کے
اطراف پیتل کا کٹہرا بنایا گیا ہے اور اوسکے قبلہ کے جانب ایک چبوترہ بنایا گیا ہی
جو دکۃ الاغوات سے کسی قدر پست ہے اوسکے اطراف بھی پیتل کی جالی کا کٹہرا ہی
اور اوسکے وسط مین محراب تہجد ہے جسپر طلا سے آیۂ تہجد[2] لکہی ہی۔

تخلیۃ المسجد بعد الصلوۃ العشا

ہر روز بعد نماز عشا کے خدام مسجد نبوی باستثنا اوس شخص کے جو شیخ الحرم سے
اجازت شب باشی لیکر رہتا ہے سارے مصلیّون کو مسجد سے باہر روانہ کر دیتے ہین
اور اس کام مین اسقدر جلدی کیجاتی ہے کہ بعد نماز عشا کے اطمینان سے سلام پڑہنے
کا قابو کم ملتا ہے۔ اور یہہ سنت عمری ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی عادت
تھی کہ بعد نماز عشا کے لوگون سے فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اپنے منازل کو چلے جائین
الا وہ شخص جو مصروف نماز ہوتا تھا۔

[1] پہلے یہہ مقام اہل صفہ تہا ۱۲ منہ [2] فتہجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا ۱۲ منہ

القفص للحرمۃ

سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین جبکہ سلطان محمود خان مرحوم کی بی بی مدینہ طیبہ کو زیارت کے لئے آئی اوسکے واسطے مسجد مین شرقی جانب صحن کے کمانون مین ایک مقام لکڑی کے کٹہرے سے محفوظ کیا گیا جسکو القفص للحرمۃ کہتے تھے سلطان عبد المجید خان مرحوم کے حکم سے اوسکی توسیع لیگئی جبکہ وہ مقام بھی تنگ ہوگیا تو سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین شیخ الحرم محمد حافظ پاشا کے حکم سے منارۂ سلیمانیہ تک اوسکی توسیع کیگئی۔

دکۃ المحافظ

باب جبرئیل سے مسجد مین داخل ہونے والے کے دہنے بازو ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا یا گیا۔ یہان شیوخ حرم بیٹھا کرتے ہین اور اوسکو دکۃ المحافظ کہتے ہین اور محافظ سے مقصود محافظ مدینہ یعنے شیخ الحرم ہے۔ مدینہ طیبہ مین جو ترکی افسر حکمران ہوتا ہے اسکو والی مدینہ کہتے نہین بلکہ اوسکو محافظ مدینہ یا خادم الحرم یا شیخ الحرم کہتے ہین اور یہی امر مقتضاً ادب ہے۔ کیونکہ سلطان مدینہ اور والی مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہین جو اسوقت اپنے حجرۂ مبارک اور مرقد منور مین زندہ ہین صرف سنت الٰہی سے ہمارے آنکھون سے محجوب ہین۔

سقف المسجد

مسجد شریف کی سقف جانب قبلہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ مین صرف تین کمانون پر تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جانب

قبلہ ایک کمان بڑہائی اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جانب قبلہ ایک کمان بڑہائی
اور پھر ایام دولت ناصر محمد قلاؤن الصالحی مین شام طرف دو کمانون پر سایہ ڈالا گیا پھر
سلطان مراد خان کے زمانہ مین جانب شام تین کمان تک سقف بڑہائی گئی باوصف اسکے
سقف مسجد حد مسجد اصلی تک نہ پہنچی اسلیئے یہہ رای قایم ہوی کہ اور دو کمانون پر سقف
ڈالکر مسجد کو حد اصلی تک پہنچا دین۔ پھر معمار مسجد صالح افندی کی حسن تدبیر سے اوس
سقف کا کام پورا ہوا۔ اور ساری مسجد کی سقف ایک وتیرہ پر بنائی گئی۔ اور اس امر کا
کا پورا لحاظ رکہا گیا کہ کوئی ستون اپنے مقام اصل سے ہٹایا نجائے۔ بہرحال تعمیر مسجد
اس کیفیت سے ہوی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک
مین جو ستون جس مقام مین تھا اب بھی اوسی مقام مین ہے۔ فرق صرف یہہ ہے کہ
اوسوقت ستون لکڑی کے تھے اور زیادہ ضخیم نتھے اور اب سنگ عقیق کے اور
ضخیم ہین گویا قدیم ستون کا محل اور مقام حالیہ ستونکے اندر مندرج ہے۔ پس آثار قدیمہ اور مآثر نبویہ
کے سارے برکات باقی رہے۔

پھر متولی عمارت مسجد راشد افندی نے منارہ شکیلیہ کو جسکی سلطان
کے حکم سے تجدید ہوی اور اوسکا کام صرف کرسی منارہ تک پورا ہوا تھا اپنی نظارت
مین ہلال منارہ تک پورا کیا اور اس منارہ کا نام منارۂ مجیدیہ ہوا۔ یہہ منارہ نہایت محکم
ہے اور اوسپر بہت سا نقش ونگار ہے اوسکے دریچون کے اطراف برآمدہ تیار کرکے
لوہے کی جالی کا کٹہرا لگا دیا گیا ہے۔

جبکہ مسجد کی تعمیر پوری ہو چکی تو ناظر عمارت مدینہ نے مدینہ کے ادیبون سے
تاریخ بنای مسجد کی فرمائش کی اور ایک مستطیل پتھر اوسکے کندہ کرانے کے لئے مہیا کیا
لایق ادیبون نے قطعات تاریخ لکھے جس مین سلطان کی تعریف تھی اور انتخاب کے لئے
حضور سلطانی مین روانہ کیا۔ اعلیحضرت نے اُن اشعار کو مسجد مین لگانا پسند نہین فرمایا۔
شعرا کو بطریق انعام سوا سو طلائی مجیدی روانہ کئے اور شیخ الاسلام محمد رفیق
افندی کی رائے کے موافق اوس پتھر پر حدیث شریف صلوٰۃ فی مسجدی ھذا
افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام (ترجمہ میری اس مسجد
مین ایک نماز دوسرے مسجدون کے ہزار نمازون سے افضل ہے سوا مسجد الحرام کے)
کندہ کرائی گئی اور وہ پتھر مسجد کے روبرو کے کمانون سے وسطی کمان کے
اوپر نصب کیا گیا ہے۔

ستون محاذی فرق مبارک کے پایہ مین پانی کا جاری ہونا

فرق مبارک کے محاذی اساطین کے لئے جبکہ پایہ کھودا گیا تو اسطوانہ توبہ اور اسطوانہ
سریر کے مابین سر مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاذی
پانی جاری ہوا جسکا ذائقہ بہت لطیف تھا اور بو نہایت پاکیزہ اہل مدینہ اوسکو تبرک
کے طرح لئے جاتے تھے اور تھوڑا پانی حضور سلطانی مین بھی روانہ کیا گیا۔ پھر اوس مقام
مین پانی کے لئے لوگون کا ہجوم ہونے لگا تو بپاس ادب وہ پایہ جلد بھر دیا گیا جس
سے پانی کا چشمہ بند ہو گیا۔ بعض لوگ اوس چشمہ کی نکلی ہوی مٹی کو بھی تبرک جانکر

اپنے اپنے گھرون کو لیگئے اور اثاث البیت کی طرح اوسکی حفاظت کرتے رہے
راقم سطور اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتا ہے کہ اوسکو بھی اس مبارک مٹی سے اوسکے ایک
رضیعہ ہمشیرہ نے ایک حصہ دیا۔ اسوقت بھی اگرچہ پچاس برس سے زیادہ مدت منقضی ہوگئی
اس مبارک مٹی مین خوشبوہی اور اوسکا ذائقہ لطیف۔

ختم بناء مسجد کے بعد متولی عمارت اسعد افندی نے جشن مولد شریف اور
ختم بنا کا ولیمہ کیا اور یہہ ولیمہ وادی عقیق کے اوس پہاڑ کے دامن مین کیا گیا جہان سے
مسجد کے لئے پتھر تراشے گئے تھے۔ اس دعوت مین امراء مدینہ اعیان مدینہ اور فقراء اور
مساکین مدینہ سب مدعو تھے۔ اس پہاڑ کے بائین جانب ایک پتھر نصب کیا گیا ہے
جسپر یہہ الفاظ کھدے ہوے ہین اخذ من ھذا الجبل احجار الحرم الشریف
ترجمہ۔ حرم شریف کے پتھر اسی پہاڑ سے لئے گئے ہین۔

پھر آستانہ علیہ سے خوشنویس عبداللہ افندی مدینہ کو آئے اور اکثر قرآنی
سورے اور آیات دیوارون پر اور کمانون کے قبون کے اندر رقم کئے۔ اب جتنے تحریرین
نظر آتی ہین سب اُسی خوش قسمت خوشنویس کے ہاتھ کی کاریگری ہے۔ یہہ ساری
تحریرین سال مین ختم ہوی۔ تعمیر مسجد کا کام ۱۲۷۷ھ ہجری اواخر ذی حجہ مین اسعد افندی کے زمانہ
مین انصرام کو پہنچا۔ گویا چودہ برس کی مدت مین پوری مسجد از سرنو بنائی گئی۔

مسجد شریف کی تیاری کے اخراجات کا دفتر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ صرف ملازمون کی معاش اور کاریگرون کی اجرت مین ایک لاکھہ چالیس ہزار کیس

خرچ ہوے اور ہر کیس کے پانچ طلائی مجیدی ہوتے ہین اور ہر طلائی مجیدی کے ایک سو تیس قرش ہوتے ہین از روی حساب یہہ رقم تخمینا چالیس لاکہہ روپیہ سکہ رائج الوقت سرکار انگریزی کے مساوی ہوتی ہے۔ اور جو رقم کہ خریدی سامان و آلات مین صرف ہوی وہ اسکے علاوہ ہی۔

مسجد نبوی کے محرابونکا بیان

اسوقت مسجد نبوی مین چھے محراب ہین۔

محراب نبوی جہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے اوپر ھذا محراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکہا ہے اس کے ہر دو بازو سے مطلا کٹیرہ مین کمان نما راستے بنائے ہوے ہین۔ مشرقی کمان پر جبکہ دیکہنے والے کا منہہ قبلہ طرف ہو ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور اوسکی پیٹھہ پر یعنے جب دیکہنے والے کا منہہ جانب شام ہو من زار قبری وجبت لہ شفاعتی صدق رسول اللہ لکہا ہے اور مغربی کمان پر جانب داخل ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا اور جانب خارج من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی لکہا ہے۔ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات کے مبارک زمانہ مین اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے عہد برکت مہد مین محراب صورت حالیہ کے موافق مجوف (خلودار) ہوتی تھی۔ اس صورت مجوفہ پر جسنے محراب بنائی

وہ عمر بن عبدالعزیز تھے جنہنے ولید بن عبدالملک کے حکم سے عمارت مسجد کی نظارت کی اور وہ مقام خاص جہان حضرت سرور انام علیہ افضل الصّلوۃ والسّلام نماز پڑہتے تھے محراب نبوی مین کہڑے ہونے والے کے دہنے بازو واقع ہی اوسکو مصلای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین۔ اور اوسپر ھذا مصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکہا ہے

دوسری محراب **محراب عثمانی** ہے یہہ وہ مقام ہے جہان حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت مین توسیع مسجد کے بعد مسلمانون کے ساتہہ نماز پڑہا کرتے تھے اور یہہ محراب بنای عثمانی سے دیوار قبلہ مین محراب نبوی کے مقابل تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دشمنون کے خوف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصلے پر اینٹ کا ایک مقصورہ بنایا اوسمین جہروکے تھے جس سے جماعت امام کو دیکہہ سکتی تھی۔ پہر مروان بن الحکم نے اپنے مصلے پر پتہر کا مقصورہ بنایا جبکہ یمانی نے اوسکو نیزہ مارا اس محراب کو بھی عمر بن عبدالعزیز متولی عمارت مسجد نے مجوف بنایا۔ مسجد نبوی کو جو اول مرتبہ آگ لگی اوسمین مقصورہ عثمانی جلگیا اور محراب وسیع ہوگئی اور حریق ثانی یعنے دوسرے دفعہ کی آگ لگنے کے بعد جو ترمیم ہوی اوسمین محراب عثمانی مقابلہ محراب نبوی سے کسیقدر ہٹا دی گئی اور طول مین دراز ہوگئی۔ محراب عثمانی سے مقصود وہ جای ہے جہان کہڑے ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصلیون کے ساتہہ امامت کرتے تھے اوسکو بھی مصلای عثمانی کہنا بجا ہے۔ جیسے محراب نبوی کے بازو مصلای

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

تیسری محراب **محراب حنفی یا محراب سلیمانی** ہے۔ یہہ محراب منبر شریف کے سمت غربی مین تیسرے ستون کے پاس ہے اوسکا بانی طوغان تھا۔ اوسکی بنا سنہ ۸۶۱ہجری مین ہوی۔ اس محراب کے ہردو بازو بھی مطلا کتبیرہ مین کمان نمارا ستے بنائے ہوئے ہین۔ شرقی راہ پر جبکہ ناظر کا رخ جانب قبلہ ہو لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ اور اوسکے پیٹھ پر شفاعتی یوم القیمۃ حق فمن لم یومن بہا لم یکن من اہلہا اور غربی کمان کے جانب داخل جبکہ ناظر کا رخ سمت قبلہ ہو محمد رسول اللہ الصادق الوعد الامین اور اوسکی پیٹھ پر شفاعتی لاہل الکبائر من امتی لکہا ہے سمہودی اپنی کتاب وفاء الوفا مین لکہتے ہین کہ مسجد نبوی مین ہمیشہ ایک امام کے ساتہہ نماز پڑہی جاتی تھی اور امام محراب نبوی مین کہڑا ہوتا تھا لیکن موسم حج و زیارت مین جبکہ جماعت کی کثرت ہوتی تھی امام محراب عثمانی مین کہڑا ہوتا تھا یہان تک کہ دولت اشرف اینال مین طوغان نے محراب حنفی کی بنا مین کوشش کی۔ مدینہ والون نے اوسکو منع کیا اور جمال الدین یوسف ناظر الخواص الشریفہ دولت مصریہ نے مدینہ والون کی تائید کی تو طوغان کی چل نسکی اور جب جمال الدین مذکور کا انتقال ہوچکا تو طوغان نے اپنی تجویز کی تحریک از سرنو کی اور اوسمین سعی بلیغ سے کام لیا آخر سنہ ۸۶۱ ہجری مین اوسکی اجازت ملی۔ اوسکے بعد ہمیشہ پنجوقتہ نماز محراب نبوی مین شافعی امام پڑہاتا تھا اور اوسکے ختم ہوتے ہی حنفی امام محراب سلیمانی مین پڑہاتا تھا۔ مگر تراویح کہ ہردو

تفرقہ جماعت احناف بر شوافع

امام وقت واحد مین نماز پڑہاتے تھے۔ انتہی قول سمہودی جعفر سید برزنجی کہتے ہین کہ
سنہ ۱۲۱۹ ہجری تک اسی طرح عملدرآمد تھا۔ لیکن سلطان محمود خان مرحوم کے عہد مین جب محمد علی
پاشا والی مصر زیارت شریف کو آیا تو امامت احناف کو مقدم کیا الا نماز صبح جسکو شافعی
اول وقت پڑہتے ہین اور محراب نبوی مین باری باری سے ایک شبانہ روز حنفی امام
اور ایک شبانہ روز شافعی امام نماز پڑہانے لگے۔ مگر موسم مین احناف محراب عثمانی مین
نماز پڑہاتے ہین اور اونکے سلام کے بعد شافعی محراب نبوی مین۔ غیر موسم مین صبح کی نماز
پہلے شافعی امام اپنی باری کے موافق محراب نبوی مین یا محراب سلیمانی مین اور اس
کے بعد مالکی محراب عثمانی مین اور اوسکے بعد حنفی اپنی باری کے موافق محراب نبوی
مین یا محراب سلیمانی مین پڑہاتے ہین۔ اسوقت بھی یہی عادت جاری ہے جسکو محرر
سطور نے مشاہدہ کیا۔ اس انتظام سے جن روزون احناف کی باری محراب سلیمانی مین
نماز پڑہنے کی ہوتی ہے مصلیون سے ایک فضیلت فوت ہوجاتی ہے کہ اگر وہ پہلی جماعت
کا خیال رکھکر حنفی جماعت کے ساتھہ نماز پڑہ لین تو محراب نبوی چھوٹ جاتا ہے اور
اگر محراب نبوی کی جماعت اختیار کرلین تو پہلی جماعت کا ثواب فوت ہوجاتا ہے طوغان
نے اہل مدینہ کے خلاف پہلے بنای محراب سے سنگ تفرقہ ڈالا اور پھر محمد علی پاشا
اس فضیلت کے فوت ہونیکا باعث ہوا۔

سلطان سلیمان بن سلطان سلیم نے محراب حنفی کو از سر نو سنگ رخام سپید
سفید سے محراب نبوی کی شبیہ بنایا اسی لئے اوسکو محراب سلیمانی کہتے ہین اور اس تجدید

محراب کی تاریخ سنہ ۹۲۳ ہجری یا سنہ ۹۳۸ ہجری ہے۔ محراب مذکور کے عقب مین جو کتبہ ہے کہ اوسکی بنا سنہ ۹۱۸ مین ہوی یہہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ سلطان سلیمان کی تخت نشینی سنہ ۹۲۶ مین ہوی جبکہ اوسکی عمر ۲۶ سال تھی اور سلاطین عثمانیہ کا غلبہ مصر پر سلطان سلیم خان کے زمانہ مین سنہ ۹۲۲ ہجری مین ہوا۔ ابن فرحون کا بیان ہے کہ مدینہ طیبہ مین پہلے صرف دو مذہب تھے[1] مالکی اور شافعی۔ جب شمس الدین[ل] عجمی مدینہ کو آیا تو شافعیون کی ایک جماعت کو حنفی فقہ کی تعلیم اور تعلم پر آمادہ کیا اونھون نے اوسکا کہا مان لیا اور اپنے وقت کے امام ہوے اس طریقہ سے حنفی مذہب مدینہ طیبہ مین تقریبا سنہ ۹۲۳ ہجری سے جاری ہوا۔

مدینہ مین حنفی مذہب ۹۲۳ ہجری سے جاری ہوا

چوتھی محراب **محرابُ التہجّد** ہے اور وہ حجرہ فاطمہ کے پیچھے جانب شمال حجرہ شریف سے خارج ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد اس مقام مین پڑہا کرتے تھے حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رمضان شریف مین قیام لیل مسجد مین فرماتے تھے اور غیر رمضان مین اپنے گھر مین۔ یہہ مقام حجرہ شریف اور مسجد اصلی نبوی دونون سے خارج ہے۔ یہہ محراب باب جبرئیل کے محاذی تھی تجدید بناء مسجد مین کسیقدر ہٹائی جاکر اوسکے مقام حالیہ مین بنائی گئی۔ اس محراب مین نماز پڑہنے والے کے باین ہاتہہ پر باب جبرئیل واقع ہوتا ہے اس محراب پر آیۂ تہجد لکھی ہی جیسے آگے گزرا۔

ل یہہ شمس الدین غالبًا سلطان شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ تہا جو غلامون کے خاندان اولین سے گزرا ہی ۱۲

پانچوین محراب **محراب فاطمہ** ہے رضی اللہ عنہا۔ یہہ محراب داخل مقصورہ مقابل محراب تہجد ستون ملصق بقبر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر بنائی گئی ہے۔ اور اسطوانہ تہجد اور اسطوانہ قبر فاطمہ کے مابین ہے۔ اور مثل محراب نبوی سنگ رخام سے مجوف بنائی ہوی ہے آجکل اوسپر پردہ پڑا رہتا ہے۔ بغیر پردہ اٹھالے کے نظر نہین آتی۔ اوسکی زمین مثل حوض کے سطح زمین حجرۂ شریف سے کسی قدر پست ہے۔ اوسکے اطراف سفید مرمر بچھا ہوا ہے۔ آجکل لوگ تبرکا اوس محراب مین نماز پڑہنے سے محروم ہین۔ کیونکہ محراب مذکور داخل شباک حجرہ ہے۔

چھٹوین محراب **محراب دکۃ الاغوات** ہے جو دکۃ الاغوات کے متصل جہت شام مین واقع ہے آگے اس مقام پر مشائخ حرم نماز پڑہا کرتے تھے اسوقت یہہ مقام رمضان مین تراویح کے لئے مختص ہے۔

تحویل قبلہ کی کیفیت اور محراب سمت بیت المقدس کا مقام

مقام تحویل قبلہ کے متعلق علما کو اختلاف ہے کہ آیا مسجد نبوی مین ہوا یا مسجد قبلتین مین۔ لیکن روایات کی تحقیق سے تحویل قبلہ مسجد قبلتین مین ثابت ہوتا ہے۔ عثمان بن محمد بن اخنس روایت کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبلتین مین ظہر کی نماز پڑہی۔ دو رکعتین ہوچکی تھین کہ کعبہ کے جانب پھر جانے کا حکم ہوا۔ آپ عین نماز مین پھر گئے اوسوقت میزاب الرحمہ[1] آپ کے مقابل تھا

[1] کعبہ کی جہت شام مین سقف کعبہ سے جو پرنالہ حطیم مین گرتا ہے اوسکو میزاب الرحمہ کہتے ہین اسکے نیچے حجر اسمعیل ہے۔

اور ایک دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ دوسری رکعت کے رکوع مین تھے
کہ توجہ الی الکعبہ کا حکم ہوا آپ فی الفور پھر گئے اور آپ کے پیچھے کے صفوف بھی دور
کرتے ہوے کعبہ کے سمت پھر گئے اوس روز سے اس جای کا نام مسجد قبلتین ہوا
ابن رزین کی روایت مین ہے کہ تحویل قبلہ محلہ بنی سلمہ مین مسجد قبلتین مین ظہر کی نماز مین ہوا
اور ایک روایت مین ہے کہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین عصر کی نماز مین ہوا
حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحویل قبلہ کے
بعد بنی سلمہ مین جو اول نماز پڑہی وہ ظہر کی تھی اور مسجد نبوی مین جو پہلی نماز پڑہی وہ عصر کی تھی
غرضکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے
مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد بروایت قتادہ سولہ مہینے اور بروایت ابن عباس
سترہ مہینے بیت المقدس کے طرف نماز پڑہی۔ آپ مدینہ کو ربیع الاولی مین تشریف
لائے اور تحویل قبلہ دوسرے سال رجب مین ہوا۔ پس جسنے سترہ مہینے کہا اوسنے
ربیع الاول اور رجب کو جدا جدا دو مہینے محسوب کیا اور سولہ مہینے کہنے والے نے
دونون مہینونکے تھوڑے دن ملا کر ایک مہینا شمار کیا۔

ہجرت کے قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ مین
نماز پڑہتے تھے کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان کرتے تھے گویا ہر[۱] دو قبلہ آپکے

---

[۱] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ مسجد الحرام مین نماز پڑہتے تھے رکن حجر آپکے دہنے بازو اور رکن یمانی بائین بازو ہوتا تھا کیونکہ جبھی کعبۃ اللہ اور بیت المقدس ہر دو روبرو ہوتے ہین ۱۲ مولف

روبرو ہوتے تھے۔ جب مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اللہ جلشانہ کے حکم سے آپ بیت المقدس کے جانب نماز پڑھنے لگے یہودیون نے کہا کہ اگر ہمارا دین حق پر نہوتا تو نماز ہمارے قبلہ کے جانب پڑہی نجاتی۔ پھر آپ کو آرزو ہوی کہ قبلہ کعبہ کے جانب ہوجائے آیۂ کریمہ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ الخ[1] نازل ہوی اور توجہ الی الکعبہ کا حکم ہوا۔ بیوقوف یہودیون نے کہا مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوْا عَلَيْهَا جواب دیا گیا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ[2] اور ایک دوسری روایت مین تحویل قبلہ کی کیفیت یون بیان کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا مجھ کو آرزو ہی کہ میرا رب مجھکو یہودیون کے قبلہ سے پھیر دے جبرئیل علیہ السلام نے کہا مین فرشتہ ہون مجھکو کوئی قدرت نہین آپ اپنے رب سے دعا کیجئے پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان پر گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے جانب جنگل کی راہ لی۔ آپ یہان دو رکعتین پڑہتے اور وہان دو رکعتین پڑہتے اور دعا فرماتے جاتے تھے کہ کعبہ مسلمانون کا قبلہ ہو اسی کیفیت سے آسمان کے

---

[1] پوری آیۃ یون ہے قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ ترجمہ۔ تحقیق ہم دیکھا تیرے (بار بار) منہ پھرانے کو طرف آسمان کے (تحویل قبلہ کی آرزو مین) پھر پھیرتے ہین ہم تجھ کو اسی قبلہ طرف جو تجھ کو منظور ہی۔ پھر (اب) پھیر منہ اپنا طرف مسجد حرام کے اور (اے مسلمانو تم بہی) جہان رہو اپنے منھ کو مسجد الحرام کیطرف پھیر دو۔

[2] کس چیز نے ان (مسلمانون) کو اوس قبلہ سے پھیرا جس پر وہ (نماز پڑہتے تھے) [3] ترجمہ۔ کہو کہ مشرق اور مغرب (دہر دو جہت) اللہ کے ہین اپنے بندونکو جدہر چاہا پھرا دیا۔

جانب دیکھتے ہوے آپ احد کے کنارے پر پہنچے کہ آیہ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ الخ رجب کے مہینے مین زوال آفتاب کے بعد قبل از ظہر نازل ہوی اور یہہ واقعہ جنگ بدر سے دو مہینے پہلے واقع ہوا آپ اپنی مسجد مین قبلہ کا جانب برابر فرمانے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور ہاتھ سے اشارہ کیا سارے پہاڑ وغیرہ جو مابین کعبہ اور آپ کے حائل تھے زائل ہو گئے. کعبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنظر ہوگیا اور کوئی شئی حائل نرہی اور جب آپ تعین قبلہ سے فارغ ہو چکے تو جبرئیل علیہ السلام نے پھر اوسی طرح ہاتھ سے اشارہ کیا سارے پہاڑ مثل سابق حائل ہو گئے. اوسوقت آپکا متعینہ قبلہ بالکل میزاب الرحمۃ کے مقابل تھا اگر کوئی شخص اسطوانہ عائشہ کے طرف پیٹھ کر کے شام کیطرف چلے اور باب جبرئیل کے مقابل کھڑا ہو تو وہ وہی مقام ہے جہان تحویل قبلہ سے پہلے ہمارے سرکار اور آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد مین بیت المقدس کے جانب نماز پڑہا کرتے تھے.

تحویل قبلہ کے بعد کوئی دس روز حضور نے اسطوانہ عائشہ کے پاس نماز پڑہی ہے

منبر نبوی

منبر شریف کے متعلق دارمی نے اپنی مسند مین حدیث بریدہ سے یون روایت کی ہی کہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات جب خطبہ پڑہتے تھے اور قیام طویل ہوتا تھا تو آپ کو تکلیف ہوتی تھی. لوگون نے

خرمے کی ایک ڈالی آپ کے پہلو سے زمین کھود کر نصب کی جب آپکا خطبہ دراز ہوتا تھا تو آپ اوس پر تکیہ فرمایا کرتے تھے اتفاقا ایک شخص مدینہ کا تازہ وارد کہنے لگا کہ اگر حضور کو پسند ہو تو مین آپ کے لئے ایک ایسی چیز تیار کرون کہ آپ چاہین تو اوس پر کھڑے ہوکر وعظ فرمائین اور چاہین تو اوس پر بیٹھہ جائین یہہ خبر حضور کے سمع مبارک تک پہنچی اور اوسکی تیاری کا حکم فرمایا پھر تین یا چار زینون کا منبر بنایا گیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس سے آرام ہوا جب حضور منبر پر تشریف رکھنے لگے اور خرمے کی ڈالی پر تکیہ کرنا موقوف ہوا تو یہہ ڈالی رونے لگی جیسی اونٹنی روتی ہے۔ کہتے ہین کہ اس منبر کا بنانے والا باقوم تھا جسنے قریش کے لئے کعبہ بنایا تھا۔ حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ منبر کا بنانے والا میمون تھا اور بعض اور کچھہ نام بتاتے ہین۔ یہہ منبر لکڑی کا بنایا ہوا تھا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ اول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مٹی کا بنایا ہوا تھا اور منبر کو تین زینے تھے چوتھے زینے کو مستراح کہتے تھے اسی لئے بعضون نے اوسکے چار زینے بتائے ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے زینے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک زینہ اترکر دوسرے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ایک درجہ اوترکر پہلے زینے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے چھے برس زمین پر قدم چھوڑکر پہلے زینے پر بیٹھا کرتے تھے اور اوسکے بعد موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہونے لگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانہ مین منبر کو جامہ یعنے غلاف پہنایا گیا۔ اور ایک روایت سے پہلے جس نے منبر کو غلاف پہنایا وہ معاویہ تھے یہہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین امیر معاویہ سے یہہ کام ہوا ہو پس بلحاظ خلافت اوسکی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرف کی گئی۔ اور بلحاظ صدور فعل امیر معاویہ کے طرف۔ امیر معاویہ کے زمانہ مین مروان نے منبر شریف کو شام کو لیجانے کی غرض سے اوسکے مقام سے اوکھیڑا مدینہ مین اندہیرا ہو گیا آفتاب کو گرہن لگا یہان تک کہ دن کو تارے نظر آنے لگے مروان نے یہہ عذر کیا کہ لوگون کی کثرت سے مین نے اوسکو بلند کرنے کے لئے اوکھیڑا اسی بنا پر مروان نے منبر شریف مین اور چھہ زینے بڑہا دیے کہ منبر کو نو زینے ہوے اور خلفا منبر کے ساتوین زینے پر کھڑے ہونے لگے اور وہ قدیم منبر کا پہلا زینہ تھا اوس وقت منبر کے بالائی تین زینے اور مستراح منبر نبوی کے تھے اور نیچے کے چھہ زینے مروان کے بنائے ہوے۔

۶۵۴ھ ہجری تک مسجد نبوی مین یہی منبر تھا اور اوس سال جو آگ لگی تو وہ منبر جل گیا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ مروان کا منبر جو امیر معاویہ کے حکم سے بنایا ہوا تھا پرانا ہو گیا تھا۔ بعد خلفائی عباسیہ نے منبر کو از سر نو بنایا اور حریق اول دن منبر جلا ہے یہہ بیچا شیخ الشیخ عبدالحق دہلوی جذب القلوب مین اس قول کو صحیح بتاتے ہین۔ پھر ۶۵۶ھ ہجری مین سلطان مظفر والی یمن نے ایک نیا منبر تیار کروا کر منبر نبوی کی جگہ رکھوا دیا۔ پھر الظاہر رکن الدین بیبرس نے ایک منبر تیار کیا

اور والی مین کے منبر کو نکال اپنا بنایا ہوا منبر وہان قائم کیا۔ پھر ۷۹۷ھ ہجری مین الظاہر برقوق نے منبر تیار کیا اور رکن الدین کے منبر کے عوض قائم کیا۔ ۸۲۰ھ ہجری مین المؤید الشیخ نے برقوق کے منبر کو نکال کر اپنا منبر قائم کیا۔ ۸۸۶ھ مین المؤید کا منبر جلگیا اور مدینہ والون نے چونے اور اینٹ سے ایک منبر بنایا جو ۸۸۸ھ ہجری مین ضایع ہوگیا اور سلطان اشرف قائتبائی نے مرمر سے ایک منبر بناکر نصب کیا ۹۹۸ھ ہجری مین سلطان مراد خان بن سلطان سلیم خان نے ایک نہایت خوبصورت اور منقش منبر سنگ مرمر سے تیار کروایا اور اشرف قائتبائی کے منبر کو مسجد قبا کو روانہ کیا اور اپنا بنایا ہوا منبر اوسکی جاہی قائم کیا۔ اس منبر کی تاریخ بنا منبر اعمر سلطان مراد ۹۹۸ ہے یہی منبر آج تک مسجد نبوی مین قائم ہی اوسکے بارہ زینے ہین علاوہ مستراح۔ نو زینے داخل دروازہ منبر اور تین خارج دروازہ گویا سطح زمین مسجد سے تین زینے چڑہکر داخل دروازہ منبر ہوتے ہین موجودہ منبر شریف کی صورت اسطرح ہی

منبر شریف

منبر شریف

یہی منبر اسوقت مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نورافزای مردمک دیدۂ زائرین ہے منبر شریف کے متعلق بہت سے احادیث آئے ہین (۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا منبر جنت کی کیاریون سے ایک کیاری پر ہے۔ (۲) ابن جبیر کی روایت مین ہے کہ منبر شریف کا ایک جانب حوض کوثر کے نالے پر واقع ہے۔ منبر شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے والون کے حق مین سخت وعید وارد ہے۔ مدینہ والے اس وقت بھی جب کسی سے سخت حلف لینا چہتے ہین تو منبر کے پاس حلف لیتے ہین گویا وہ قسم اون کے پاس ہمارے ملک کی قسم جعفری سے بڑہکر ہے۔ سابق مین بیان ہوچکا کہ سب سے پہلے جس نے منبر کو غلاف پہنایا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے یا اون کے حکم سے معاویہ۔ پھر سلطان الصالح بن الناصر محمد والی مصر ہر پانچ یا چھے برس مین ایک بار جدید غلاف روانہ کرنے لگا جو دیباج کا بنایا ہوتا تھا۔ آجکل جو منبر پر غلاف اور اوس کے دروازہ پر پردہ پڑا رہتا ہے وہ ہرے ریشم کا ہے جسکو سلطان عبد العزیز خان مرحوم نے ۱۲۸۲ھ ہجری مین روانہ کیا۔ یہہ پردہ ہر جمعہ کو نماز کے وقت ڈالا جاتا ہے اوسکے بعد مخزن متصل باب جبرئیل مین رکھا جاتا ہی۔

ستون حنانہ

منبر شریف کے بیان مین ستون حنانہ کا ذکر بھی خالی از لطف نہین اسلئے لکھا جاتا ہے کہ جب جان عالم و عالمیان سرور جن و آدمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنایا گیا اور حضور اوسپر رونق فروز ہونے لگے تو وہ

خرمے کی شاخ جسپر آپ منبر بنانے سے پہلے وعظ و خطبہ کے وقت تکیہ کرتے تھے آپکی
جدائی سے رونے لگی جیسی اونٹنی روتی ہے اور حاضرین اوسکی آواز سنتے تھے یہان
تک کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اوسکو تسکین دیکر خاموش کیا
اور فرمایا کہ اگر مین اوسکو خاموش نہ کراتا تو قیامت تک یہہ شاخ رویا کرتی۔ پھر حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو دفن کیا۔ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ مین وارد
ہے کہ جب حضور نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سنی تو اوسکے پاس تشریف لائے
اور دست مبارک کو اوس پر رکھا اور فرمایا کہ اگر تو چاہتی ہے مین تجہکو پہلے جہان تھی
وہین نصب کر دیتا ہون پھر تو جیسی تھی ویسی ہی ہو جائیگی۔ اور اگر چاہتی ہے کہ مین تجہکو جنت
مین لگاؤن اور تو پھولے پھلے جنت کا پانی پیا کرے اور اللہ کے دوست تیرا میوہ
کھایا کرین تو مین ویسا ہی کرتا ہون۔ آپنے دو مرتبہ فرمایا کہ مین نے ایسا ہی کیا اور خبر
دی کہ اوس شاخ نے جنت مین لگائے جانے کو پسند کیا۔ قاضی عیاض لکھتے ہین کہ
ستون حنانہ کے یہہ الفاظ (بل تغرسنی فی الجنة فیاکل منی اولیاء اللہ واکون
فی مکان لا ابلی فیہ) یعنے بلکہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھکو جنت
مین لگا دینا کہ اللہ کے دوست میرا میوہ کھائین اور مین ایسے مکان مین رہون جسکو سڑنا
گلنا نہین) حضور کو اور نزدیک والون کو سنائی دئیے۔ ستون حنانہ کے مدفن کے متعلق
اقوال مین اختلاف ہے تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا مدفن مابین مصلائے شریف
اور کرسی شمع کے ہو جیسا کہ نقشہ منسلکہ مین بتایا گیا ہے جو چاہے تبرکاً اس جائے

نماز پڑہ سکتا ہے۔

استن حنانہ ایک خشک چوب تھی حضور کے فیض صحبت سے انسان کا درجہ پایا جنت الخلد کا رہنا نصیب ہوا۔ کہتے ہین۔

روز محشر اوٹھیگا مثل بشر محو نظارۂ رخ سرور

مولوی غلام امام شہید فرماتے ہین۔

نظم

چوب سے کر طلوع رسما دیکھ | کیسا تب ہر اوسے بلا دیکھو
اوسکو دیکھو کہ کیا ہوا حال | ہم کو دیکھو کہ کیسے ہین غافل
دل ہمارا نہین ہے پتھر ہی | بلکہ پتھر بھی اوس سے بہتر ہی
آدمی ہم نہین ہین مانم ہین | کھاتے پیتے ہین اور نائم ہین
پاؤن خود ہی اوٹھا نہین سکتے | خود ہی سکتے ہین آ نہین سکتے
اپنی غفلت ہی اور قصور بھی ہے | پھر زبان پر کلام زور بھی ہے
کہتے ہین زندگی جو پائینگے | اب نہین اگلے سال پائینگے
جی نہین چاہتا نکلنے کو | ورنہ مانع ہے کون چلنے کو
جانے والے چلے ہی جاتے ہین | دھیان مین کب کسیکو لاتے ہین

اس مین شبہ نہین کہ مسلمان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے اور آپ سے دلی عقیدت رکھتے ہین لیکن اگر مسلمانی انسانیت سے رونق پانا منظور ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف عقیدت ہی نہین بلکہ

خالص محبت ضرور ہے اور محبت کا ادنی تقاضا یہہ ہے کہ محبوب کے دیدار سے
ہمیشہ کامیاب رہے اگر قسمت سے دیدار محبوب میسر نہو تو اقل درجہ اوسکے آثار ونشانیون
کو دیکھکر دل کو تسکین دیتا رہے۔ کوشش اس امر کی کرتا رہے کہ اپنا کوئی قول اور فعل اپنے
محبوب کے خلاف مرضی نہو خاصکر ایسے وقت کہ بشہادت آیہ وَيَكُونَ الرَّسُولُ
عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ہمارے سارے اعمال ہمارے محبوب کے دیکھ بھال کو پیش
ہوتے ہین اور وہ نظر کر رہا ہی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رباعی

یاران ست ہرچہ یار کند — بر مراد خود اختیار کند
خانۂ عشق در خرابات است — نیکنامی درو چہ کار کند

اگر یہہ نہین تو دعوی محبت وانسانیت فضول اور بیکار ہی خدا ہمکو اور سارے مسلمانون
کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع سنت نصیب کرے

اللّٰھم ارزقنا محبۃ نبیک المصطفی فی الاخرۃ والاولی واحینا علی
سنتہ وتوفنا علی ملتہ واحشرنا تحت لوائہ واوردنا حوضہ
واسقنا من کاسہ واعصمنا من جمیع البلاء والبلواء الخارج من
الارض والنازل من السماء واحفظنا من شر الفتن وعافنا من جمیع المحن

سلہ ترجمہ۔ اى میرے اللہ مجھ کو تیرے نبی مصطفی کی محبت دنیا اور آخرت مین نصیب کر اونکی سنت پر جلا
اونکے مذہب پر ہماری موت کر اونکے جھنڈے کے نیچے ہمکو محشور کر اونکے حوض پر ہمکو پہنچا۔ اونکے کاسے
ہمکو کوثر پلا۔ سارے زمینی اور آسمانی فتنون اور بلاؤن سے ہمکو بچا۔ ہمکو فتنون کے شر سے محفوظ رکھہ ساری
محنتون اور مصیبتون سے عافیت دے ۱۲

وَاَصْلِحْ لَنَا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِمَنْ اَحْسَنَ اِلَيْنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اساطین ماثورہ مسجد نبویؐ

اول **اسطوانہ مخلقہ** (یعنے پرانا اور قدیم ستون) یہہ ستون مصلای شریف کے قبلہ کے جانب ہے نصف اوسکا ظاہر اور نصف محراب نبوی کی دیوار مین شامل ہے۔ ستون حنانہ بھی اوسی کے روبرو کرسی شمع کی جای نصب تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض اصحاب نفل نماز اسی مقام مین اور فرض نماز صف اول مین پڑہنے کو دوست رکھتے تھے۔ دوسرا **اسطوانہ عائشہ** رضی اللہ عنہا اوسکو **اسطوانہ مہاجرین** اور **اسطوانہ قرعہ** بھی کہتے ہین۔ مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین اوسکے پاس جمع ہوکر بیٹھا کرتے تھے۔ تحویل قبلہ کے بعد حضور نے اوسکے پاس دس روز تک نماز مکتوبہ پڑہائی ہے۔ اوسکے بعد اپنے مصلے کے پاس نماز پڑہنے لگے۔ حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا مین مروی ہے کہ حضرت رسول

سلہ ترجمہ۔ ہماری ظاہری اور باطنی اصلاح کر۔ ہمارے گناہ ہمارے والدین کے اور محسنون کے گناہ بخش اور تمام مردون اور عورتون کو بخش۔ اپنی رحمت سے ای رحم کرنے والون مین بڑے رحم کرنے والے۔ اور اللہ کی رحمت بہترین مخلوقات حضرت سیدنا محمد پر انکے آل واصحاب پر ہو اور ہماری اخیر دعا یہہ ہے کہ ساری حمد وستایش اللہ کو سزاوار ہی جو عالم کا پروردگار ہے ۱۲ منہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد مین اس ستون کے روبرو البتہ ایک ایسی جاے ہے کہ اگر لوگون کو معلوم ہو تو قرعہ ڈالکر وہان نماز پڑہا کرینگے (اسی لیے اسکو اسطوانہ قرعہ بھی کہتے ہین) لوگون نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اوس مقام کا پتا پوچھا تو آپ نے نہین بتایا پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جو حضرت صدیقہ کے حقیقی بھانجے تھے آپ سے پوچھا تو آپ نے آہستہ سے کچھہ کہا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اوٹھے اور اسطوانہ عائشہ کے پاس نماز پڑہی جس سے معلوم ہوا کہ وہ مقام جسکی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی وہی اسطوانہ عائشہ ہے۔ اس ستون کے پاس حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم عبداللہ بن زبیر اور عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نماز پڑہا کرتے تھے۔ ابن زبالہ کی روایت مین ہے کہ یہہ مقام اجابت دعا کا ہے۔ یہہ ستون مصلای محراب نبوی کے عقب مین بائین طرف واقع ہے۔ منبر شریف سے تیسرا۔ شباک حجرۂ شریف سے تیسرا۔ اور قبلہ کی جہت سے بھی تیسرا ستون ہے گویا روضۂ مطہرہ کے وسط مین واقع ہی اور اوس پر ھذہ اسطوانۃ عائشۃ مرقوم ہے۔

تیسرا **اسطوانہ توبہ** ہے جو ابو لبابہ کے توبہ سے مشہور ہے۔

ابو لبابہ کے توبہ کا قصہ اسطرح ہے کہ غزوۂ تبوک پر جانے سے رکٹ جانے سے یا بنی قریظہ کو کسی راز کی اطلاع دینے پر حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ پشیمان ہوکر اپنے ہاتھون کو اوس ستون سے جو پہلے اس مقام پر تھا باندہ رکھا تھا کوئی کام

کرتے تھے دس دن اسی طرح گذرے یہان تک کہ اونکی سماعت اور بصارت
مین فرق آنے لگا نماز اور حاجت کے وقت اونکی لڑکی ہاتھہ کھولدیتی تھی اور بعد فراغت
پھر باندہ دیتی تھی۔ اور ابو البابہ رضی اللہ عنہ قسم کھاچکے تھے کہ جب تک حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کو معاف فرماکر ہاتھہ نکھولین وہ اپنی ذات سے نکھولینگے
حضور کو یہہ خبر پہنچی فرمایا اگر ابو لبابہ مجھ سے آکر کہتا تو مین اوسکے لئے مغفرت چاہتا
لیکن اب جو وہ قسم کھا بیٹھا ہے مین اوسکو کہول نہین سکتا جب تک خدا اوسکی توبہ قبول
نہ کرے پھر صبح کے وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین جب اونکے قبول توبہ کی
آیت اتری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ہاتھہ کھولدئے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس
نوافل پڑہا کرتے تھے اور نماز صبح کے بعد اوسکو تکیہ لگا کر قبلہ کے جانب معتکف بیٹھا
کرتے تھے ابن زبالہ کا بیان ہے کہ ضعفا و مساکین اصحاب اصحاب صفہ اور مہانان
نو وارد صبح کو اوس ستون کے پاس حلقہ باندہے بیٹھے رہتے تھے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز اوسطرف تشریف لاتے اور فقیرون کے
درمیان جلوس فرماتے اور شب کو جو کچھہ قرآن سے نازل ہوا ہوتا سناتے تھے اور
تعلیم دین فرمایا کرتے تھے۔ ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ جب حضور معتکف ہوتے
تھے تو آپ کا فراش یا چارپائی اسطوانہ توبہ کے پیچھے ڈالے جاتے تھے اور یہہ
ستون منبر سے چوتھا اور حجرۂ شریف سے دوسرا ستون ہے اور بلا فصل اسطوانۂ

عائشہ کے مشرق طرف ہی۔

چوتھا اسطوانۃ السریر ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چارپائی اوسکے پاس رکھی جاتی تھی اسلئے اوسکو اسطوانۃ السریر کہتے ہین یہہ ستون قبر شریف سے فرق مبارک کے محاذی ہے حضور کی چارپائی پہلے اسطوانۂ توبہ کے نزدیک رکھی جاتی تھی اور پھر جب مسجد کی توسیع ہوی تو اسطوانۂ سریر کے پاس رکھی جانے لگی۔ یہہ ستون جالی مبارک سے ملصق ہے۔ ستون عائشہ ستون توبہ اور ستون سریر ایک صف مین واقع ہین اون مین کوئی فاصل نہین۔ اصل اسطوانۃ السریر کا اکثر حصہ داخل شباک مبارک ہے۔ سلطان اشرف قایتبائی کے زمانہ مین حجرہ شریف کے بڑے قبہ کے لئے جسکو قبۃ الخضرا کہتے ہین ایک نصف ستون اسطوانۃ السریر سے لگا ہوا تیار ہوا۔ اب خارج شباک مبارک یہی نصف ستون نمایان ہی اور کمال اتصال کی وجہ اسی پر ہٰذہ اسطوانۃ السریر لکھا ہے۔

پانچوان اسطوانۃ الحرس ہے اسکو **اسطوانۃ المحرس** اور **اسطوانۂ علیؓ** بھی کہتے ہین کیونکہ حضرت علی اوسکو تکیہ لگائے ہوے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حراست فرماتے تھے۔ یہہ ستون اسطوانۂ توبہ کے عقب مین جانب شمال واقع ہے۔

چھٹوان اسطوانۃ الوفود ہے قبائل عرب جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو حضور اونکے لئے اس ستون کے پاس تشریف

رکھا کرتے تھے۔ یہہ ستون اسطوانۃ الحرس کے عقب مین شمال طرف ہی۔

تنبیہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکور ستونون کا انتظام حسب ذیل ہی۔
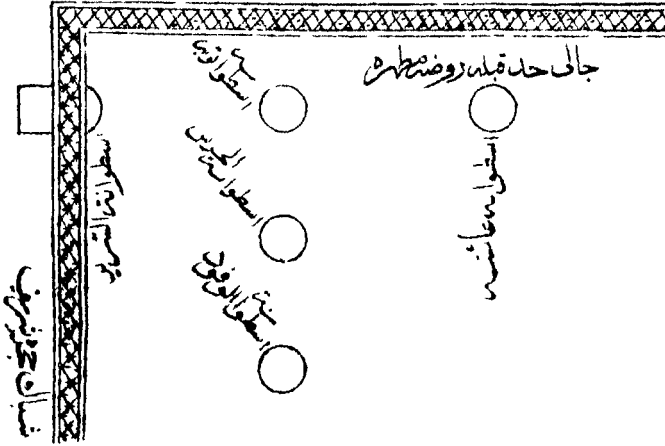
لیکن اسوقت مسجد نبوی مین جو کتنے ستونون پر ہین اور جسکو محرر سطور نے مشاہدہ کیا اور اوسی کے مطابق نقشہ منسلکہ مرتب کیا وہ حسب ذیل ہین۔
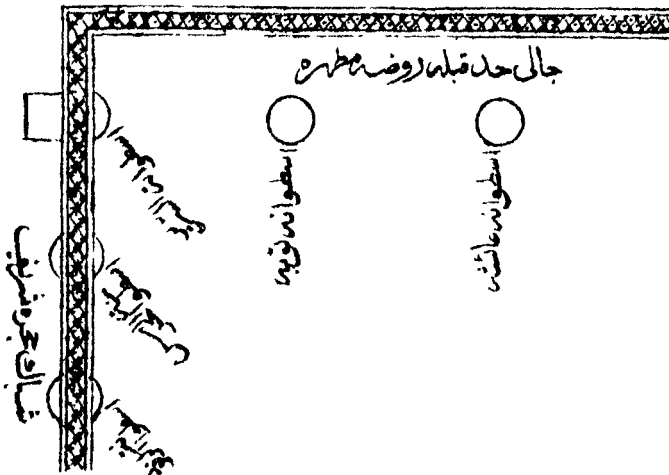
سید برزنجی نزہۃ الناظرین مین فرماتے ہین کہ اسوقت جو مسجد مین لکھا ہی وہ کاتب

کی غلطی ہے اور فی الواقع وہی صحیح ہی جو پہلے مذکور ہوا۔

ساتوان **اسطوانہ مربع قابر** ہی جو مربع قبر شریف سے ملصق ہے اوس کو **مقام جابرئیل** کہتے ہین یہہ ستون داخل حجرۂ شریف ہے اسی ستون کے پاس سے دیوار مربع قبور شریف غربی جہت سے شمالی جہت طرف پھرتی ہے در اصل وہ غربی شمالی زاویہ مربع قبور شریف ہے۔ اوسکے اور اسطوانۃ الوفود کے مابین ایک ستون داخل حجرۂ شریف ملصق بشباک ہی اسی ستون کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ تھا اور حضور اوس دروازہ پر تشریف لاکر دروازے کے دونون بازو پکڑکر فرمایا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ ترجمہ۔ سلامتی ہو تمپر ای اہل بیت اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے ای اہل بیت کہ تمسے پلیدی کو دور کرے اور تمکو پاک کرے پورا پاک کرنا۔ اسی سلئے ابن عساکر کی روایت مین اسطوانۃ الوفود کے متعلق لکھا ہے کہ وہ گنتی مین اسطوانہ جبرئیل سے تیسرا ستون ہے۔ اسوقت حجرۂ شریف کے اطراف جالیون پر قفل لگا ہوا ہے اسلئے لوگ اصل اسطوانۃ السریر۔ مقام جبرئیل اور محراب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تبرکا نماز پڑہنے سے محروم ہو گئے۔

آٹھوان **اسطوانۃ التہجد** ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ شب مین ایک حصیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے پیچھے بچھاتے تھے اور اوسپر تہجد پڑہا کرتے تھے لوگون نے جب یہہ دیکھا تو سب جمع ہونے

گئے آپ نے وہان سے حصیر کو اوٹھوا دیا اور مکان مین داخل ہوگئے اور فرمایا مین ڈرتا ہون کہ کہین تہجد تمپر فرض ہوجائے اور پھر تم اوسکی طاقت نرکھو۔

یہہ آٹھہ ستون وہ ہین جنکے فضائل مین اہل تاریخ نے کچھہ نہ کچھہ لکھا ہے ورنہ مسجد شریف کا ہر ایک ستون فضیلت خاص رکھتا ہے اور سب کے سب مبارک اور ہر ایک کے پاس نماز مستحب ہی کیونکہ حضرت انسؓ کی روایت سے کہ لقد ادرکت کبار الصحابة یبتدرون السواری عند المغرب یعنے مین نے مغرب کی نماز کے وقت کبار صحابہ کو ستونون کے طرف جانے مین جلدی کرتے ہوے دیکھا ہی۔ کسی نہ کسی بڑے جلیل القدر صحابی کا مصلّی ہے۔

مسجد شریف مین کل ستون تین سو ستائیس (۳۲۷) ہین۔ نقشۂ منسلکہ مین اگر تعداد کی کمی نظر آتی ہے تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ بعض ستون منارون اور دیوارون کے اندر آگئے ہین۔

مسجد نبوی کی قندیلون کا بیان

مسجد شریف مین حجرۂ شریف کے علاوہ روزانہ ہمیشہ چھے سو بیس (۶۲۰) آویزی قندیلین روشن کیجاتی ہین۔ ان مین روغن زیتون جلایا جاتا ہے۔ فرشی قنادیل وشمع اور فرشی اور آویزی درختون مین موم بتی کی روشنی ہوتی ہے۔ ہر سہ محراب کے دو طرفہ قد آدم سے بلند اور ضخامت مین ایک قدم قطر والے موم بتی جلائے جاتے ہین گویا ہر ایک بتی ایک مستقل ستون ہے۔ بسرج سڑہی پر چڑہکر اوسکو روشن کرتے ہین اور یہہ بتی سال مین

دو بار بدلتے ہین۔ آختلاف احوال اورادقات مین کبھی زیادہ بھی ہوتے ہین جو قنادیل
کہ قبلہ کی جہت مین ہین اون کی زنجیرین چاندی کی ہین اور باقی برنجی۔ سب سے بڑا
بلورین درخت جو روضئہ مطہرہ کے پاس ہے وہ عباس پاشا والی مصر کا بھیجا ہوا
ہے اوسکی زنجیر بھی چاندی کی ہے۔ اور چار فرشی درخت بلورین جسکی خمیدہ
شاخون مین قنادیل روشن کئے جاتے ہین روضئہ مطہرہ اور اوسکے مغرب طرف
ایک صف مین رکھے ہوے ہین یہہ درخت بھی اوسی عباس پاشا کے بھیجے
ہوے ہین۔

کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس مبارک ذات نے مسجد شریف مین قنادیل
لٹکانے کا حکم دیا وہ حضرت عمر تھے جبکہ لوگون نے تراویح کی نماز جماعت سے پڑہنا
شروع کی تو آپ نے قنادیل لٹکانے کا حکم دیا۔ تفسیر قرطبی مین ہے کہ جب تمیم داری
شام سے قنادیل تیل وغیرہ روشنی کے سامان لئے آئے اور اتفاق سے وہ شب
جمعہ تھی اونھون نے ابوالبراز نامی ایک لڑکے کو قنادیل روشن کرنے کا حکم دیا وہ
لڑکا بعد غروب آفتاب قنادیل مین تیل پانی اور بتی ڈالکر روشن کر رہا تھا کہ حضور برامد ہوے
پوچھا یہہ کسکا کام ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہہ تمیم داری کی کارگزاری ہے آپ
نے فرمایا اسلام روشن ہوا۔ ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد مین قنادیل کی
روشنی کرنا قابل تحسین اور امر مستحب ہے جس سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خوشنودی مرتب ہوی اور آپ نے کلمہ تحسین فرمایا۔ مقصورہ مبارک

کے اندر داخل شباک شریف ایک سو چھے قندیلین ہین اکتیس قندیلین طلائی یاقوت والماس فاخرہ سے مرصع ہین اور طلائی زنجیرون سے مواجہ شریف مین آویزان ہین باقی قنادیل معمولی ہین۔ اور صندوق قبر شریف فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دہنے اور بائین جانب چاندی کے انڈون کے دستے آویزان ہین۔ دیوار مواجہ شریف پر قیمتی موتیون کے گندہے ہوے جہنور آویزان ہین۔

مسجد شریف کے قنادیل کے متعلق امام سبکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام تنزیل السکینہ علی قنادیل المدینہ ہے اور اوسمین اوسکے صحت اور جواز کے قائل ہین ۱۲۷۰ھ ہجری کے اوائل مین سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے پاس سے حجرۂ کے لئے دو شمعدان آئے جنکی بلندی قدآدم ہے۔ یہہ شمعدان طلای خالص کے ہین اور اسمین سر سے پاؤن تک الماس کی مرصع کاری ہے اونکی چمک سے دیکھنے والون کی آنکھین خیرہ ہوتی ہین۔ کہتے ہین کہ اونکی قیمت فی شمع تقریبًا ایک لاکہہ پچاس ہزار مجیدی اشرفی ہے جو بحساب فی مجیدی چودہ روپیون کے تقریبًا اکیس لاکہہ روپیہ رائج الوقت سرکار انگریزی کے مساوی ہوتی ہے۔ اسوقت یہہ ہر دو شمع حجرۂ شریف مین قبلہ کے سمت رکھے ہوے ہین ایک فرق مبارک کے محاذی اور دوسرا پای مبارک کے روبرو ہی۔

ان دونون شمعدانون مین ہر روز ضخیم موم بتی جلتی ہے جو لوگ زیارت کو آتے ہین اوسکا سیال تبرکا لیجاتے ہین اور تجربہ سے یہہ موم پیٹ کے درد کو بہت

مفید ثابت ہوا ہے۔ مدینہ والے اکثر یہی علاج کیا کرتے ہین۔

اس مقام مین اگر یہہ بیان کرون کہ خداوند عالم سرآسمان جاہ کو مغفرت کرے اون کے روانہ کئے ہوے دو طلائی قنادیل بھی داخل حجرہ شریف ہین تو حق انصاف سے قرین ہے۔

مذکور شمعدانون سے پہلے دو شمعدان طلای خالص کے غیر مرصع سلطان کے پاس سے آئے تھے یہہ دونون شمعدان دکتہ الاغوات کے ا۰ والے مخزن مین رکھے ہوے ہین۔ اور ہر روز مغرب کے وقت شیخ الحرم وغیرہ نبرکا ان شمعدانون کو لئے ہوے مقصورہ شریف مین داخل ہوکر روشن کرتے ہین اور نماز صبح تک یہہ شمعدان وہین روشن رہتے ہین۔ غروب آفتاب سے کچھہ پہلے مسجد کے قنادیل روشن کئے جاتے ہین اور اوسی وقت شیخ الحرم نائب شیخ الحرم مدیر خزینۃ الحرم قاضی مدینہ اور اغوات سے بوابان حجرہ شریف سفید لباس مین کمر بستہ داخل مقصورہ شریف ہوتے ہین اور مقام متبرک کو روشن اور عطر و گلاب سے معطر کرتے ہین۔ لوبان اور اگر جلاتے ہین۔ اون لوگون کے سوا اور بھی لوگ جو مقدس سمجھے جاتے ہین یا وہ لوگ جو اس امر کی تمنا کرتے ہین سفید لباس مین کمر بستہ موم بتی لئے ہوے داخل مقصورہ شریف ہوتے ہین بشرطیکہ پہلے سے اوسکا تقرر ہوا ہو۔ اور اس کام کے لئے متمنی لوگ بوابونکو کچھہ نذر دیا کرتے ہین۔

پردۂ حجرۂ مبارک کے اندر اطفال نومولود کی داخلی

ہر پنجشنبہ اور دوشنبہ کو بعد نماز مغرب مدینہ کے نومولود لڑکے داخل حجرۂ شریف کئے جاتے ہین۔ ان نومولودون کو اون کی مائین مکلف لباس مین پھولون سے آراستہ لاتی ہین۔ اون بچون کے پیٹ پر ایک روٹی بندہی ہوی ہوتی ہے بعد داخلی وہ بچے اون کی ماؤن کو واپس دیئے جاتے ہین اور لوگ اون سے پھول اور روٹی کے ٹکڑے بطریق تبرک لیتے ہین۔

یہان ایک امر قابل لحاظ ہے کہ یہہ نومولود اپنے غسل کے وقت سے جو غالبا عصر کے وقت ہوتا ہے دوسری صبح تک ایک مستی کے عالم مین رہتے ہین اونکی پیشانی چمکتی رہتی ہے نہ دودہ پیتے ہین اور نہ روتے اور نہ بول و براز کرتے ہین۔ ان نومولودون کو صاحب نوبت خوجہ یعنے نواب روضہ مواجہہ شریف مین پردۂ مربع قبور شریف کے اندر کچھ دقیقے رکھہ چھوڑتا ہے۔ پھر باہر لاکر وارثون کے تحویل کرتا ہے۔

کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ان نومولودون کے منھہ پر پھرتا ہے ان بچون پر زائرین کا ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ اگر اُن کے وارثون کے طرف سے اچھی خبرگیری نکی جائے تو بچون کے اضمحلال اور ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

کوکب دُرّیؑ کا بیان

مربع قبور شریف کی دیوار جانب قبلہ مین روی مبارک کے محاذی کوکب دری نام والا

ایک بے بہا الماس جما یا ہوا ہے جو کبوتر کے انڈے سے کچھہ کم ہے اور اوسکا قطر ایک
انچہ سے ڈیڑہ انچہ تک ہی ہی شکل قریب بیضوی کے ہے ۔ اوسکے اطراف چھو الماس
انگریزی دوانی سکہ کے برابر ہین۔ یہہ سب الماس نہایت صاف شفاف اور بے عیب
ہین پردۂ حجرۂ شریف مین مقابل ان الماسون کے اسقدر پردہ کتر دیا گیا ہے جس سے
وہ الماس صاف نظر آتے ہین۔ علامت مواجۂ شریف کے لئے یہہ الماس نصب کئے گئے
ہین۔ کوکب دری اور اوسکے ساتھہ کے الماس اگرچہ بہت درخشندہ ہین مگر مواجہ آفتاب
رسالت مین اونکی کوئی رونق نظر نہین آتی ۔

باب التوبہ کے روزن سمت غربی سے جو جالی مبارک مین ہی کوکب دری
صاف نظر آتا ہے۔ کوکب دری کو جسنے تحفۃً روانہ کیا وہ سلطان احمد خان مرحوم بن سلطان
محمد خان مرحوم تھا۔

ضمناً عبرت کے لئے یہان اون بدبختون کا ذکر کیا جاتا ہے جنھون نے
مسجد نبوی اور حجرۂ شریف کی ہتک پر کمر باندہی اور خداوند عالم نے اونھین تاراج اور
ہلاک کیا۔

اون اشقیا کا ذکر جنھون نے مسجد نبوی اور حجرہ شریف سے بے ادبی کی اور اپنا کیا پایا

(۱) جماز بن هبة بن جماز بن منصور حسینی امیر مدینہ تھا ۱۱۳ہجری
مین جبکہ ثابت بن نعیر کی تولیت کا حکم آیا تو جماز نے سرکشی کی مفسدون کو جمع کیا

مدینہ والون کے گھر لوٹ لئے اور داخل مسجد ہوکر قبہ صحن[1] مسجد کے دروازے کو توڑا اور سارا سامان مثل طلائی اور نقروی قنادیل کے لوٹ لیگیا۔ پھر حجرۂ شریف کا قصد کرکے سیڑہی منگوائی اور حجرۂ شریف کا غلاف اتارنا اور اطراف کے قنادیل کو بھی لوٹ لینا چاہا مگر اللہ نے اوسکو روک دیا اور وہ گھبرایا ہوا نکلا اور جو کچھ مسجد سے لوٹ لایا تھا اسکو کہین دفن کردیا پھر وہ اور جس جسکو مقام دفن سے اطلاع تھی مارے گئے اور اوس کا مقام کسی کو معلوم نہوا۔

(۲) امیر عزیز بن هیازع بن هبة الحسيني الحجازي تھا جس نے ۸۴۳ھ ہجری مین قبہ صحن مسجد کے ایک جانب کا سامان بزعم قرض لیا اوسکو قاہرہ کو لیگئے جہان وہ حالت قید مین قید حیات سے آزاد ہوا۔

(۳) برغوث بن بتیر بن جریس الحسینی
(۴) دبوس بن سعد الحسینی الطفیلی

یہ دونون ۸۶۰ھ ہجری مین ستائیسوین شب ذی الحجہ کو مخفی طور سے سقف مسجد مین داخل ہوے (اوس زمانہ مین مسجد کے دو سقف تھے ایک دوسرے کے اوپر اور بابین اونکے لوگ چل سکتے تھے) اور حجرۂ شریف کے محاذی ہوکر بہت کچھ قسم قنادیل وغیرہ سے لوٹ لیا اور کسی کو خبر نہوی جب یہ دونون کمبخت وہان سے نکلے راستہ مین گرفتار ہوگئے۔ امیر مدینہ نے اونکو قتل کیا اور سولی پر چڑہایا ان کم بختون سے تھوڑا مال ملگیا۔ برغوث کا بیان ہے کہ جسوقت مین لوٹ لیکر بھاگ رہا تھا اور مدینہ کے باہر جاتا کوئی میرے آڑے ہوتا تھا او

[1] اسوقت صحن مسجد مین ایک قبہ تھا جسمین مسجد کا سامان رکھا جاتا تھا ۱۲ منہ

مدینہ کے طرف جاتا تھا تو رستہ صاف ملتا تھا گویا کوئی مجھکو ہانک کر مدینہ کے طرف لارہا تھا

(۵) امیر مدینہ حسن بن زبیر المنصوری - یہہ شخص ایک مسلح جماعت کے ساتھہ ۶ ربیع الاول ۸۰۰؁ھ ہجری کو ظہر کے وقت مسجد شریف مین داخل ہوا اور خزانہ دار حرم سے قبہ صحن شریف کی کنجیان طلب کین اوسنے انکار کیا پھر اوسکو سخت مارا اور قبہ کا دروازہ توڑ کر جو کچھہ سامان اور نقدی سے اوسمین تھا قلعہ کو لیگیا -

(۶) سعود الوہابی تھا جو ۱۲۲۱؁ھ ہجری مین حجاز پر مستولی ہوگیا تھا - اوس نے مدینہ کو تاراج کیا حجرۂ شریف مین جو کچھہ نقدی چاندی سونا - اور جواہر لآلی قنادیل و جواہ سے موجود تھا لوٹ لیا مدینہ والون کو اونکے گھرون سے نکال کر بے خانمان کیا لوگ اہل وعیال کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور جنت البقیع کے سارے قبے جیسے قبہ اہلبیت قبۃ الازواج اور قبۃ البنات منہدم کئے قبۃ الخضرا کو بھی توڑنا چاہا مگر اللہ جل شانہٗ اوس کا محافظ تھا ظالم کے ہاتھہ سے بچالیا سعود نامسعود اوس پر قادر نہوسکا کئے دن مسجد شریف مین اذان اقامت اور نماز نہین ہوی - ایک مدت سعود مدینہ مین رہا اور قنادیل طلائی اور نقردی کو توڑ کر کسیقدر اپنے ساتھیون پر تقسیم کیا اور باقی کے سکے بناکر مدینہ مین جاری کئے - یہہ سکے اصلی سکون سے جدا تھے اور ملک حجاز مین رائج تھے پھر سلطان محمود خان کے حکم سے محمد علی پاشا والی مصر ایک فوج قاہرہ لیکر آیا اور بسرکردگی طوسون پاشا بن محمد علی پاشا کے قریۂ خیف واقع شاہراہ مدینہ مین ایک سخت لڑائی ہوی فتح کیسکو ہوی نہین - طوسون پاشا اپنی فوج لئے ہوے ینبع البحر کو چلا گیا

اور سعود اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج قاہرہ کے ساتھ مدینہ مین چھوڑکر آپ بلاد درعیہ
کو چلا گیا پھر محمد علی باشا ایک لشکر جرار لیکر آیا اور اون بدبختون کا قلع و قمع کیا عبداللہ
بن سعود اور اوسکی جماعت کو قید کرکے مصر لیگیا پھر وہ استنبول بھیجے گئے اور وہان
تین روز کے بعد قتل کئے گئے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

عمل خندق۔ ۵۵۵ھ ہجری مین سلطان عادل نورالدین الشہید محمد بن زنگی نوراللہ
مرقدہ کی سلطنت کے زمانہ مین بعض نصرانی سلاطین کو یہہ سوجھی کہ حضور اقدس کے جسد
مبارک کو حجرۂ شریف سے نکال لین اور انھین اونکے شیطان نے اس خیال خام مین
کامیابی کی امید دلائی تھی اس بنا پر اُن ملعونون نے دو نصرانیون کو مغربیون کے لباس
مین روانہ کیا یہہ دونون مدینہ منورہ داخل ہوے اور فقرہ بنایا کہ اندلسی ہین اور حجرۂ
شریف کے قبلہ کے سمت خارج مسجد آل عمر رضی اللہ عنہ کے گھرون کے متصل جسکو
اب دار العشرہ کہتے ہین فروکش ہوے۔ بناوٹ سے صلاح حال مین معروف و مشہور ہوے
اہل مدینہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے ہمیشہ زیارت حجرۂ شریف اور زیارت
بقیع کرتے تھے صائم الدہر اور قائم اللیل تھے ان لوگون نے ایک سرنگ ڈالی جسکی
انتہی حجرۂ شریف کے پاس ہوتی تھی ہر روز تھوڑی تھوڑی مٹی نکالا کرتے تھے اور
اپنے منزل کے کسی کنوے مین ڈالتے تھے اور کبھی گونی مین بھرکر بقیع غرقد کو لیجاتے
اور قبرون کے درمیان ڈالا کرتے تھے اسطریق سے اون پر ایک مدت گذری۔ اکبر ونو

سلطان شہید مرحوم بعد تہجد خواب مین حضور کی دیدار سعادت آثار سے مشرف ہوا
دیکھا کہ فرماتے ہین ای محمود ان دونون کے شر سے تو مجہ کو بچالے اور پھر آپ نے
ان دونون نصرانیون کے طرف اشارہ کیا یعنے اونکو بتلایا۔ بادشہ اس خواب متوحش
سے گھبرا کر اوٹھا وضو کیا نماز پڑہی اور پھر سویا۔ وہی خواب نظر آیا ایساہی تین مرتبہ ہوا۔
تیسرے دفعہ کے بعد بادشہ پھر سویا نہین اور اپنے وزیر و معتمد علیہ جمال الدین موصلی کو طلب
کیا اور فی الفور شبا شب تہیۂ سفر کر کے اپنے ساتہہ مال کثیر اور حسب روایت مجد الدین
ایکہزار کی فوج لئے ہوے اور ایک روایت سے اپنے خاصگون سے لشمول وزیر مذکور
کے بیس آدمی کو لئے ہوے مدینۂ طیبہ کے جانب راہ لی سولہ دن کے سفر مین شہر طیبہ
کو پہنچکر روضۂ مطہرہ مین نماز پڑہی اور زیارت حجرۂ شریف سے مشرف ہوکر سوچنے لگا
کہ کیا کیا جائے وزیر نے پوچھا کہ آیا بادشہ اون شخصون کو اگر روبرو آئین پہچان سکتا ہے
بادشہ نے کہا کہ ہان۔ پھر وزیر نے مدینہ والون کو مسجد شریف مین جمع کیا اور کہا کہ سلطان
بقصد زیارت آیا ہے اور اوسکے ساتہہ خیرات کے لئے بہت کچہہ مال و متاع ہے تم سب
کے سب آو اور بادشہ سے اپنا اپنا نصیب لیتے جاو۔ لوگ آنے لگے اور خیرات و
صدقات سے مالا مال جانے لگے جو کوئی آتا تھا سلطان اوسکو نظر غور سے دیکھتا تھا
جب خواب کے دیکھے ہوے شخصون کا پتا نہ ملا تو پوچھا آیا مدینہ والون سے کوئی
باقی بھی رہگیا ہے۔ سب نے بعد غور و فکر کے کہا کہ نہین مگر دو مغربی جو کسی سے کچھہ
نہین لیتے اور نہایت صالح ہین۔ یہہ سنتے ہی بادشہ کا دل جمع ہوا اور کہا کہ اون کو

فی الفور میرے پاس لاؤ جب وہ لائے گئے تو وہی خبیث صورتین تھین جو خواب مین بتلائی گئین۔ پوچھا تم کون ہو کہا ہم مغربی ہین حج کو آئے تھے بعد زیارت جوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اقامت اختیار کی پوچھا کیا سچ کہتے ہو ادنھون نے اپنے قول کو مؤکد کیا۔ پوچھا کہان رہتے ہو کہا حجرہ شریف کے متصل رباط مین پھر بادشہ نے اونکو روک لیا اور خود آپ اونکے گھر کو گیا بہت سا مال دیکھا اور بہت سی کتابین طاقچون مین نظر آئین اوسکے خلاف کوئی چیز نظر نہین آئی اور مدینہ والون نے اونکی بڑی تعریف کی کہ یہہ لوگ پنجوقتہ نماز روضہ مین پڑہتے ہین ہمیشہ روزہ رکھتے ہین روز بقیع اور قبر شریف کی زیارت کرتے ہین ہر شنبہ مسجد قبا کو جایا کرتے ہین۔ مدینہ والون کی حاجت روائی مین کبھی کوتاہی نہین کرتے۔ پھر خود بادشہ مکان کو گھوم کر دیکھنے لگا اور ایک حصیر کو جسپر وہ بیٹھا کرتے تھے اوٹھا کر دیکھا ایک تختی بچھی ہوئی نظر آئی اوس تختی کو اوٹھایا تو ایک سرنگ نظر آئی کہ مسجد کی دیوار قبلہ کے نیچے سے حجرہ شریف کے قریب تک پہنچ رہی تھی لوگون نے جب یہہ دیکھا تو گھبرا گئے پھر سلطان نے ان ملعونون سے حقیقت حال دریافت کی ایک بڑے زجر و توبیخ اور زد و کوب کے بعد اعتراف کیا کہ وہ نصرانی تھے جنکو نصرانی بادشاہون نے انتقال جسد شریف کے لئے روانہ کیا تھا اور اوسپر بہت سی دولت و مال کا وعدہ کیا گیا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ جب سرنگ حجرہ شریف کے قریب پہنچی تو سارے مدینہ مین زلزلہ پیدا ہوا جس سے پہاڑ حرکت کرنے لگے بجلی پر بجلی گرتی تھی اوسی روز بادشہ بھی صبح

مین داخل مدینہ ہوا۔ اور یہہ لوگ گرفتار ہوگئے۔ جب اونکا حال ظاہر ہوا بادشاہ
زار زار رونے لگا اور حکم کیا کہ شباک شرقی کے نیچے ان دونون ملعونون کی گردن
ماری جائے۔ قریب شام اونکے ناپاک جسم جلائے گئے۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ رباط عجم وہی مقام ہے جہان یہہ دونون
نصرانی فروکش تھے۔ یہہ غلط ہے رباط عجم ہے حجرۂ شریف مین بعد مسافت ہی رباط
عجم کو اسلئے رباط عجم کہتے ہین کہ اوسکا بانی جمال الدین اصفہانی تھا اور اس وقت
اوسکی اور اوسکے دوست اسد الدین شیرکوہ کی قبور اسی رباط عجم مین ہین۔

غرضکہ بعد احراق اجسام ملاعین بادشاہ نور الدین نے حکم کیا کہ حجرۂ شریف کے
اطراف ایک پنیا سوت (یعنے پانی کے سطح تک) عمیق خندق کھودی جائے اور اوس
خندق مین سیسا پگلا کر بھر دیا جائے جسکی فی الفور تعمیل ہوئی اور زمین کے اندر اطراف حجرۂ
شریف سیسے کی ایک ضخیم دیوار قایم ہوگئی۔

امراء علیدیہ مصر کا خبط۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد مین لکھا ہے
کہ بعض زندیقون نے امراء عبیدیہ مصر کو ورغلایا کہ اگر حضور شریف کا مبارک جسد
اور شیخین کے اجساد مدینہ سے مصر کو لاکر دفن کئے جائین تو ملک مصر اور مصر والونکی
برکت کا سبب ہی۔ چونکہ اوس زمانہ مین حرمین شریفین کی ولایت والیان مصر سے
متعلق تھی بادشاہ مصر نے ایک عمارت عالی مصر مین اس خیال محال سے بنائی کہ اجسام
مقدس کو اوس مین دفن کرے اور اوس عمارت پر ایک بلند حظیرہ بھی بنایا اور اپنے

ایک معتمد علیہ امیر کو جسکا نام ابو الفتوح تھا مدینہ کو روانہ کیا کہ اجساد شریف کو لے آئے
جب مدینہ والون کو یہہ خبر پہنچی تو نہایت پریشان ہوے اول ملاقات مین ابو الفتوح
کو مار ڈالنا چاہا۔ ابو الفتوح نے قسم کھائی کہ اگر میرا سر بھی کاٹ لیا جاے مجہ کو پروا نہین
لیکن موضع شریف پر دست درازی مجھسے نہو سکیگی۔ پھر اوسی شب مین ایک آندہی
چلی اور زلزلہ پیدا ہوا جسمین اونٹ پالان کے ساتھہ اور گھوڑے زین کے ساتھہ مثل
گیند کے اوٹتے تھے۔ ابو الفتوح کے دل مین اس تہدید غیبی سے بڑا خوف پیدا ہوا
اور وہ واپس چلا گیا۔

خسف الرفضہ۔ اور ایک واقعہ غریبہ محب طبری نے ریاض النضرہ مین
بیان کیا ہے کہ حلب کے بعض روافض امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سے ہدایا او
تحف دیکر ورغلانا کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مبارک جسدون کو
حجرۂ شریف سے نکال لینے کی اونکو اجازت دے۔ امیر مدینہ بدمذہب تھا مال دنیا کے
لالچ سے اونکے دام مین آگیا اور بواب حرم شریف کو حکم دیا کہ شب مین جسوقت یہہ حلبی
لوگ آئین حرم کا دروازہ ادنہر کھولدے اور اونکے کسی کام کا مزاحم نہو اور ان کو منع نکرے
اس بواب کا نام شمس الدین صواب تھا وہ کہتا ہے کہ بعد نماز عشا جب لوگ اپنے منازل
کو چلے گئے اور حرم کے دروازے حسب عادت بند کر دیئے گئے چالیس آدمی کدالی
اور بیلچے لئے ہوے باب السلام پر پہنچے اور دروازے پر بار امین نے امیر کے
حکم کے مطابق دروازہ کھول دیا اور ایک کونے مین بیٹھے دیکہہ رہا کہ کیا قیامت ہونے

والی ہے اور بے اختیار رو رہا تھا سبحان اللہ کیا دیکھتا ہون کہ یہہ لوگ ہنوز منبر شریف کے محاذی ہوئے نہ تھے کہ ایک ستون کے پاس جو زیادتی بناء عثمان رضی اللہ عنہ سے قریب ہے زمین پھٹ گئی اور یہہ چالیسون آدمی اپنے اسباب کے ساتھ دھس گئے اور اون کے خسف کے آثار اونکے لباس وغیرہ سے سطح زمین پر عبرت کے لئے نمایان تھے۔ طبری نے اس روایت کے راویونکی توثیق کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الحجرة الشريفة

حجرۂ شریف اصل مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا حجرہ ہے اوسکی بناء مثل مسجد کی بناء کے اینٹ اور لکڑی سے تھی سقف لکڑی اور خرمے کے پتون کی تھی۔ سقف پر کملی کی چاندنی تنی رہتی تھی۔ پھر جب حضورؐ کا وصال ہوا تو اوسی حجرہ مین آپ مدفون ہوئے سقف کی بلندی اتنی تھی کہ کھڑا ہونے والا اوسکو مس کر سکتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر مکان ایسے ہی تھے۔ دیوارین اینٹ کی ہوتی تھین اور مکان مین ایک حجرہ لکڑی کا بنا ہوا ہوتا تھا۔ جسپر کملی کی چاندنی تنی رہتی تھی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے دو دروازے تھے ایک مغرب کے طرف جو اس وقت موجود ہے اور باب عائشہؓ کہلاتا ہے۔ دوسرا شام کے طرف حضورؐ کی رحلت کے بعد اصحابؓ ایک دروازے سے داخل ہوکر صلواۃ وسلام پڑھکر دوسرے دروازے سے نکلتے تھے۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا مکان حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے قبلے طرف تھا دونون کے مابین ایک تنگ راہ تھی جس سے

وہ آپسمین باتین کیا کرتی تھین۔ باب التوبہ کے محاذی جہان زائرین آجکل کھڑے ہوکر سلام پڑہا کرتے ہین وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کا مقام ہے۔ پھر حضرت صدیقہ نے اپنے مکان کے دو حصے کئے ایک مین قبر شریف تھی اور دوسرے مین آپ رہتی تھین اور دونون کے مابین دیوار بھی تھی اور حضرت صدیقہ کبھی کبھی حجرہ قبر شریف مین جایا کرتی تھیں پھر جب حضرت عمر وہان دفن ہوے تو جب تک اپنے آپکو چادر سے خوب ڈہانک نلیتی تھین حجرہ قبور شریف مین جاتی نتھین[1]۔

باقی ازواج مطہرات کے مکان مسجد کو گھیرے ہوے تھے۔ اکثر جہت مشرق مین تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان سے باب النسا تک بلکہ رباط السبیل تک جو عورتون کے لئے ہے اور شمال مین باب النساء محل قدیم باب الرحمۃ تک جو قبر شریف کے محاذی ہوتا ہے اور قبلے طرف مکان حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے محاذی موزب خوخہ تک تعداد مین کل نو مکان تھے اور خلافت ولید مین بنا مسجد کے وقت کل ازواج مطہرات کے مکانات داخل مسجد شریف کردئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مین توسیع مسجد کے وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی مکان کی دیوارین پختہ بنائین اور یہہ مکان بنای ولید بن عبد الملک تک زائرون کو صاف نظر آتا تھا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقہ کو نامحرم سے پردہ کرنیکا کس قدر خیال تھا یہانتک کہ آپ نے نامحرم کے قبر سے بھی پردہ کیا ۱۲

حکم سے اون دیوارون کو منہدم کیا اور اوسکے عوض منقش پتھرون کی دیوارین بنائین
اور اوسکے اطراف ایک خطیرہ بنایا اور کسی مین دروازہ نہین رکھا۔

کہتے ہین کہ قبور شریف کے اطراف تین دیوارین ہین ایک دیوار حضور کے
اصلی مکان کی۔ دوسری دیوار پتھر کی جسکو عمر بن عبدالعزیز نے بنایا۔ تیسری خطیرہ کی
دیوار۔ حجرۂ شریف جیسا اسوقت نظر آتا ہے اوسکے پانچ ضلع ہین لیکن اس خطیرہ کے
اندر وہ مربع ہے جسکی ناپ جانب قبلہ ۱۰ ۲/۳ ذراع جانب شام ۱۱ ۵/۱۲ ذراع اور جانب
شرق وغرب مین ۰ ۵/۸ بتائی جاتی ہے۔ اور بلندی ۱۳ ۱/۲ ذراع ہے۔ یہہ
پیمائش سید سمہودی کی بتائی ہوئی ہے۔ اصل حجرۂ شریف مستطیل تھا اوسپر قبہ بنانے
کے لئے عرض مین کسیقدر وسعت کی گئی پھر وہ مربع ہوا اوسی پر اشرف قائتبائی کا
بنایا ہوا قبہ قائم ہے۔

سید سمہودی کہتے ہین کہ حضور کی مرقد مبارک قبلہ کی دیوار سے
متصل ہے اور مغربی دیوار سے دو ہاتھہ پیچھے ہے کیونکہ فرق مبارک کی علامت کے لئے
دیوار حجرۂ شریف پر جانب قبلہ ایک چاندی کی میخ لگائی گئی تھی جسکے بدل اسوقت
کوکب دری ہے اور راس الماس سے دیوار غربی تک پانچ ہاتھہ کا فاصلہ ہے اور
اس فاصلہ سے تین دیوارون کی تین ہاتھہ کی ضخامت وضع کرنے سے صرف دو
ہاتھہ کا فاصلہ رہتا ہے پس معلوم ہوا کہ فرق مبارک دیوار غربی مکان اصل سے
دو ہاتھہ کے فاصلہ پر ہے۔ امام شافعی سے ایک قول نقل کرتے ہین کہ لحد شریف

دیوار جانب قبلہ کے تحت مین ہے۔ اور قبور شریف بقول مشہود مسطح ہین کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مقدس نشانہ کے پیچھے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے شانۂ مبارک کے پیچھے ہے جسکی صورت یون ہے۔
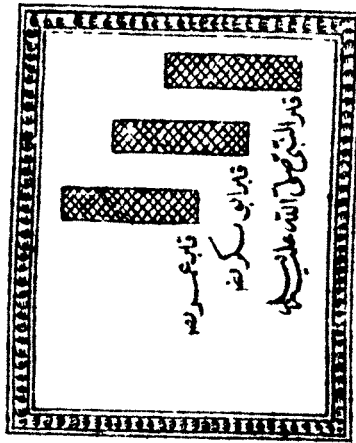
یہہ تینون قبور شریف پہلے مسطح تھے پھر عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین بنای مسجد کے وقت جب قبور شریف پر دیوار گری تو قبرین چوٹی دار ہوگئین۔ بخاری شریف مین سفیان ثوری کی روایت سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ ابو داؤد کی روایت بھی تسطیح قبور پر دلالت کرتی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک بھی قبر کو چوٹی دار بنانے سے مسطح بنانا افضل ہے اور مسطح بنانے کا یہہ مفہوم نہین کہ سطح زمین سے برابر کردیا جائے بلکہ مقابل چوٹی دار کے ہے۔ کہتے ہین کہ بنا عمر بن عبد العزیز مین حجرۂ شریف کی دیوار شرقی ضائع ہوگئی تھی جب اوسکی تجدید کے لئے پایہ کھودا گیا تو میت کے قدم نظر آنے لگے

لوگ اسکو قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر گھبرا گئے پھر عروہ نے کہا قسم اللہ کی یہہ حضور کے قدم نہین بلکہ عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہین پھر فی الفور بایہ بھر دیا گیا اور مشرق طرف حجرہ ذرا سا وسیع کر دیا گیا اس بنا پر نظم قبور کو یون بتاتے ہین
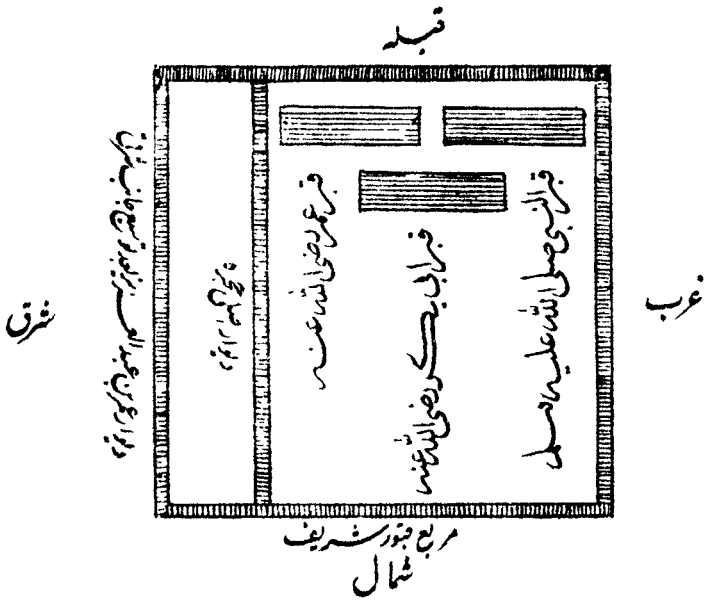
لیکن اصح وہی نقشہ ہے جسکو ہمنے پہلے بتایا ہے۔

شیخ الہند عبد الحق دہلوی جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ سنہ ۵[illegible] ہجری مین جمال الدین اصفہانی نے حجرۂ شریف کے اطراف ایک جالی صندل کی قائم کی۔

حجرۂ شریف کے غلاف کا بیان

تقریباً سنہ ۵[illegible] ہجری مین ابن ابی الہیجا شریف نے کہ سلاطین مصر کے وزرا سے تھا ایک پردہ دیبای سفید سے تیار کروایا اور سرخ ریشم سے اوسپر سورۂ یٰسٓ کا نقش کر کے

حجرۂ شریف پرآویزان کرنے کو روانہ کیا۔ وہ زمانہ خلیفہ مستضی باللہ کی خلافت کا تھا بارگاہ خلافت سے اجازت لیکر مذکور پردہ کو حجرہ شریف پرآویزان کیا۔ اوس کے بعد یہہ عادت رہی کہ مصر کے بادشاہون سے ہرایک سلطان اپنے جلوس کے ابتدائی ایام مین حجرہ شریف کے لئے پردہ روانہ کرنے لگا اوس کے بعد سلاطین روم نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا۔

کسی زمانہ مین والی مصر سلطان الصالح اسمٰعیل بن الناصر محمد بھی بیت المال مصر سے ایک قریہ خرید کر کے اوسکی آمد سے ہرسال کعبہ کا پردہ اور پانچ یا چھے سال مین ایک بار حجرۂ شریف اور منبر شریف کا پردہ دیباج سے تیار کرواکر روانہ کرتا تھا۔

ابن النجار کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ ابن ابی الہیجا نے دیبای سفید کا جو پردہ روانہ کیا اوسکو لال ریشم کا کمربند تھا اور اسی کمربند مین سورہ یس رقم تھا پھر دو برس کے بعد خلیفہ المستضی باللہ نے دیبای بنفشی کا پردہ اسی قسم کا روانہ کیا پہلا پردہ مشہد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کردیا گیا اور اوسکی جاے یہہ پردہ لٹکایا گیا۔ پھر خلیفہ الناصر لدین اللہ نے دیبای سیاہ کا پردہ روانہ کیا اوسکو بنفشی پردہ پر ڈالا پھر خلیفہ کی مان جب حج سے واپس ہوی تو ایسا ہی ایک پردہ روانہ کیا وہ بھی الناصر لدین اللہ کے پردہ پر ڈالا گیا۔

ابن النجار کہتے ہین کہ ہمارے اس زمانہ مین حجرۂ شریف پر تین پردے ہین انتہے

شریف سمہودی تر رین سے روایت کرتے ہین کہ اول وہ جسنے حجرۂ شریف پر پردہ

ڈالا وہ سنہ ۱۶۱ ہجری مین خیزران ہارون الرشید کی مان تھی اور اوسکے پردہ کو کربند تھا
پھر ہر چھے سال مین ایکبار مصر سے پردہ آنے لگا جو سیاہ ریشم کا سفید ریشمی تحریرون سے
مملو ہوتا تھا اور اوسپر روپہلی اور سنہری کام ہوتا تھا۔ اسیطرح التقی الفاسی اور الزین المراغی
نے بھی ذکر کیا ہے۔

پھر اوسکے بعد بادشاہان روم نے اس مبارک خدمت کو اپنے ذمے لیا
اور ابتک وہی جاری ہے۔ سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین سلطان عبد المجید خان مرحوم کا تیار کرایا ہوا پردہ
سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے عہد ریاست مین آیا اوسکے ساتھ اوایک قطعہ سرخ
ریشم کا تھا جسپر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اور شیخین کے
مبارک نام منقش تھے اوس کو قبور شریف کے روبرو لٹکایا گیا۔ یہہ سرخ قطعہ محرر سطور
غفر اللہ ذنوبہ کے مشاہدہ مین نہین آیا۔

مدینہ والونکی عادت یہہ جاری ہے کہ جب نیا پردہ ڈالا جاتا ہے تو
قدیم پردے کی تقسیم ہوتی ہے جیسی غلاف کعبہ کی اور اوس کا حکم بھی غلاف کعبہ
کا حکم رکھتا ہے۔

اس وقت جو پردہ کہ حجرۂ شریف پر ہے وہ دیبای سبز کا ہے اوسپر
ریشم سفید سے آیات قرآنی کلمہ طیب اور درود شریف وغیرہ منقش ہین یہہ پردہ غالبا
سلطان مرحوم عبد المجید خان کا تیار کرایا ہوا ہے۔ مدینہ والون کا بھی یہی بیان ہے کہ کوئی
پچاس برس سے زیادہ منقضی ہوچکے آستان خلافت سے جدید پردہ آیا نہین۔

سلطان حال سلطان عبدالحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کو اطفای نار فتنہ و فساد ملکی سے پوری فرصت ملی نہین اور آپ کو ابتک اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملا نہین۔

سقفِ حجرۂ شریف

مربع قبور شریف پر جو عمر بن عبدالعزیز کا بنایا ہوا ہے پہلے سطح سقف مسجد سے نصف قد آدم بلند ایک سایہ تھا جو اینٹ کی دیوار پر قایم تھا۔ اوس سقف پر لکڑی کی تختیان میخون سے جمائی ہوی تھین اور پھر اوسپر موم جامہ کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ پھر اوسکے بعد ۶۷۸ھ ہجری مین ملک المنصور قلاوون الصالحی نے حجرۂ شریف کے اطراف کے ستونون پر ایک لطیف قبہ بنایا۔ یہہ قبہ اسفل مین مربع تھا اور اعلی مین مثمن یعنے ہشت پہلو۔ اس قبہ پر لکڑی کی تختیان میخون سے جمائی ہوی تھین اور اوس پر سیس کی تختیان جمائی گئین اور یہہ قبہ سقف اول پر بنایا گیا تھا یہانتک کہ حریق اول مین جلگیا۔

پھر ملک الناصر حسن بن قلاوون نے اوس قبہ کی تجدید کی اور ۷۶۵ھ ہجری مین ملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد نے اوس قبہ پر سیس کے تختیون کی تجدید کی پھر دولت الظاہر جقمق مین اوسکا استحکام کیا گیا۔ اور امیر بردبک المعمار نے اپنی عمارت کے ایام مین اوسکی اصلاح کی۔ پھر ۸۸۱ھ ہجری مین ملک اشرف قایتبائی نے بعد حریق ثانی اوس قبہ کو از سر نو بنایا اور مربع قبور شریف کی دیوارون پر قایم کیا اور اوسمین سنگ سفید و سیاہ سے کام لیا۔ اوس قبہ کی بلندی سطح زمین حجرہ سے اوسکے ہلال تک

۱۰ا ہاتھ تھی۔ خطیرہ ظاہر کے دیوار کی بلندی اس قبہ کے مشاہدہ کی مانع ہے۔

سید سمہودی کہتے ہین کہ اس قبہ پر اور ایک قبہ عظیم بنایا جسکے لئے جدید ستون قایم کئے گئے اور بعض ستون مسجد کے ستونون کے ساتھہ ملصق بنائے گئے پھر جب قبہ تمام ہوا اوسمین شق پیدا ہوے اور مرمت سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ آخر یہہ رای قائم ہوی کہ قبہ کے حصہ بلند کو توڑ دین اور قبہ کو کیسقدر چھوٹا بنائین۔ پھر محرابون مین لکڑی کی پٹریان بچھاکر کام شروع کیا تاکہ اوپر سے کچھہ گرے تو حجرۂ شریف پر نہ گرے۔ اس تجدید قبہ مین نہایت ادب سے کام لیا گیا۔ شرقی سمت مسجد سے سیڑھیان لگائی گیئن جس سے اسباب کے لانے اور معمارون اور نجارون کے عمل سے مسجد کے کسی کام مین خلل پیدا نہو۔ اور یہہ عمارت ۸۹۲ھ ہجری مین مکمل ہوی انتہی۔

پھر سلطان محمود خان بن سلطان عبدالحمید خان مرحوم کے زمانہ مین جب اس قبہ مین شقوق پیدا ہوے تو حسب فرمان سلطانی نہایت ادب سے اوسکی ترمیم کیگئی حصۂ بلند کو منہدم کر کے ازسر نو بنایا اور اس امر کا پورا لحاظ رکھا گیا کہ ہدم عمارت مین کوئی شئے قبہ صغیرہ پر یا مسجد مین یا حجرہ مین نگرے اور مسجد مین کھڑے ہونے والے کو یہہ بھی خبر ہوتی نتھی کہ اوپر کیا ہو رہا ہے۔ اس عمارت کے کام مین حصول برکت وسعادت کی نیت سے اکثر مدینہ والے اور انکی اولاد شریک ہے۔ بعد ختم ترمیم حضور سلطانی سے مدینہ والون کے لئے جو شریک عمل ترمیم قبہ تھے سلطانی ہدایا آئے اور

علی السویہ ہر ایک آدمی کو دو سو پچاس قرش دئے گئے۔ یہہ ترمیم ۱۲۳۳ھ ہجری مین ہوی اور سلطان موصوف کے آخری عہد یعنے ۱۲۵۳ھ ہجری مین بحکم سلطانی قبہ شریف کا رنگ ہرا کیا گیا اور اس سے پہلے اوسکا رنگ کبود تھا۔

سید برزنجی کہتے ہین کہ یہہ اول بادشاہ تھا جس نے قبہ کو ہرا رنگوایا اور اسی وقت سے اوسکو قبۃ الخضرا کہنے لگے اور اوسکے پہلے بحوالہ بیان سمہودی کہتے ہین اوسکو قبۃ البیضا یعنے سفید قبہ یا قبۃ الزرقا یعنے کبود رنگ قبہ یا قبۃ الفیحا یعنے وسیع قبہ کہتے تھے۔

راقم سطور کہتا ہے کہ شیخ الہند جذب القلوب مین جسکی تسوید ۱۰۰۱ھ ہجری مین ہوی اس قبہ کو قبۃ الخضرا لکہتے ہین تو معلوم ہوا کہ اوسوقت اوسکا رنگ ہرا تھا اور لوگ اوسکو قبۃ الخضرا کہتے تھے۔ ممکن ہے کہ سید سمہودی کے زمانہ تک جو نوین صدی کا آخر تھا یہہ قبہ کبود رنگ یا سفید رنگ کا رہا ہو۔ اوسکے بعد اوسکا رنگ ہمیشہ ہرا ہوتا رہا پھر ۱۲۰۹ھ ہجری مین سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے حکم سے اوس کا ہرا رنگ تازہ کیا گیا۔

اس قبہ مین جانب قبلہ ایک دریچہ ہے اور اوسکے محاذی قبہ صغیرہ مین جو حجرۂ شریف کے دیوارون پر ہے ایک دریچہ ہے اور اوس دریچہ پر جالی ہے اور جالی مین ایک دروازہ ہے اور دریچہ قبہ کبیرہ پر بھی لوہے کی جالی ہے۔

سید سمہودی کہتے ہین کہ پہلے لوگ ایام قحط اور فقدان بارش مین

اس دریچہ کو کھولکر حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعای استسقا کیا کرتے تھے اور اوسکے بعد یہہ مقرر ہوا کہ باب التوبہ جو جالی مواجہ شریف مین ہی کھولا جاتا ہے اور لوگ وہان جمع ہوکر دعای باران کیا کرتے ہین۔

القصہ بیان صدر سے یہہ مستفاد ہوتا ہے کہ حجرۂ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف تین دیوارین اور ایک جالی ہے۔ پہلی دیوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی مکان کی۔ دوسری پتھر کی منقش دیوار عمر بن عبد العزیز کی بنائی ہوی۔ تیسری دیوار خطیرہ۔ اس دیوار کے اطراف جمال الدین اصفہانی کی بنائی ہوی صندل کی جالی ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان کا حجرہ جس مین تینون ذوات مقدس کا دفن ہوا واقع مین مستطیل یعنے بیاضی تھا۔ لیکن عمر بن عبد العزیز نے قیام قبہ کے لئے اوسکو مربع کیا اور پھر مربع ہونے سے کعبہ کے مربع کا شبہہ ہونے کے اندیشے سے اور نیز اس اندیشہ سے کہ کہین لوگ اوسکے جانب سجدہ کرنے لگین جانب شمال تھوڑی جگہ داخل کرکے خطیرۂ زاویہ دار بنایا۔ اس خطیرہ کے اطراف جالی صندل کی ہے۔ مربع قبور کے شام کے طرف داخل خطیرہ جو خالی جاے ہے اوس مین جبل عقیق کی کنکریون کا فرش ہے۔ اور داخل حجرہ قبور شریف پر بھی یہی کنکری بچھی ہوی ہین۔
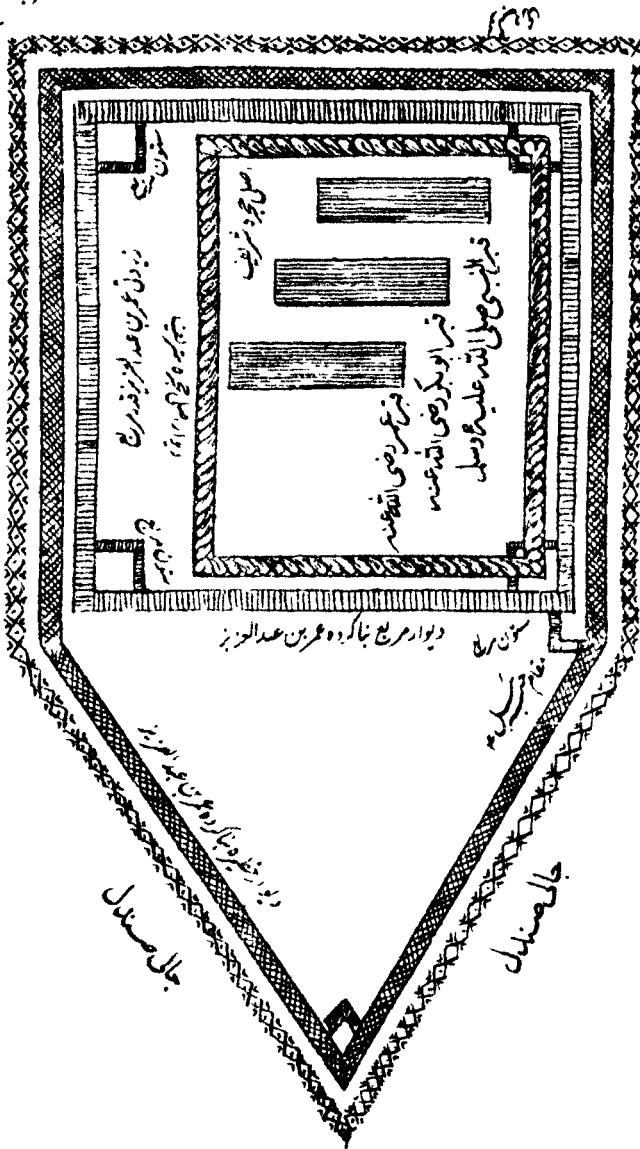
سید برزنجی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری ماہ شعبان مین مدینہ منورہ مین ایک سخت

آندہی چلی جس سے شرقی جانب کی بڑی جالی داخل حجرۂ شریف مین گری۔ لوگون
مین بڑا اضطراب پیدا ہوا فی الفور شیخ الحرم خیراللہ افندی کو خبر دی گئی وہ اپنے ساتھ
علما کی ایک جماعت کو لئے ہوے جن مین مین بھی شامل تھا تحقیق حال کے لئے سقف
مسجد پر منارۂ شکیلیہ سے چڑہے۔ یہہ سب نہایت ادب کے ساتھہ قبہ شریف کے
طرف متوجہ ہوے اور دیوار قبلہ تک پہنچے کہ جالی مذکور کا حال دیکھین مین تا بو
غنیمت جانکر نہایت ادب سے گردن بلند کئے ہوے دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہون
کہ حجرۂ شریف مربع ہے اور اوس پر پردہ پڑا ہوا ہے جسکی وجہ سے داخل حجرہ نظر نہین
آتا اور نہ وہ قبہ نظر آتا ہے جسکا سید سمہودی نے ذکر کیا ہے لیکن پردہ کسی قدر
وسط مین بلند تھا جیسے خیمہ ہوتا ہے (غالبا اس پردہ کے نیچے وہی قبہ صغیرہ ہے جس
کی وجہ سے پردہ وسط مین بلند نظر آتا ہے) مین نے دیکھا کہ دیوار حجرہ شریف کے
اطراف رنگی ہوی جالی کا کٹہرا ہے جو شام کے جانب زاویہ دار بنا ہے جسپر پردہ
معلق ہے لیکن جانب شام پردہ جالی پر نہین بلکہ کسیقدر پیچھے ہٹا ہوا دو لکڑیون
پر معلق ہے جو حظیرہ کی دیوار شرقی و غربی کے منتہی سے نکلکر اوس ستون پر
ملائی گئی ہین جو حجرہ کے شمال طرف واقع ہے۔ اور مربع قبور شریف کے چارون
ستونون کو بھی مین نے دیکھا۔ یہہ ستون پردۂ قبہ صغیرہ سے خارج ہین اور اون پر کوئی
ساتر نہین۔ یہہ ستون قبہ کی بلندی سے کسیقدر بلند ہین اور اونکے سرون پر ایک ایک
مربع پتھر رکھا ہوا ہے۔ شاید کہ بنای قبہ سے پہلے سقف حجرہ انہی ستونون

پر قائم تھی۔ لیکن جب قبہ بنایا گیا تو اوسکی تعمیر مربع حجرہ کے دیوارون پر کی گئی۔

پھر داخل قبہ کبیرہ کو دیکھنے لگا اوسمین اعلی درجہ کا نقش ونگار پایا قبہ کے اندر جلی

قلم سے کچھہ لکھا ہوا ہے۔ مغربی جہت مین جو میرے روبرو تھا مین نے یہہ لکھا پایا۔

انشأ هذه القبة الشريفة العالية المعترف بالتقصير الراجي

عفو ربه القدير القايتبائي۔ یعنے اس قبہ شریفہ عالیہ کا بانی اپنے قصورات

کا معترف اور اپنے رب قدیر کے عفو کا امیدوار قایتبائی ہے۔

مقصورۂ شریف

۶۶۸ھ ہجری مین ملک الظاہر رکن الدین بیبرس نے حظیرۂ دائر حجرہ شریف اور

بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اطراف ستونون کے مابین لکڑی کا ایک مقصورہ

بنایا اور اس مقصورہ کے چوبینہ جالی کی بلندی دو قد آدم تھی اوسکے تین دروازے

تھے ایک جانب قبلہ جسکو باب التوبہ کہتے ہین دوسرا شرقی جسکو باب فاطمہؓ کہتے

ہین۔ تیسرا غربی جسکا باب الوفود نام تھا۔ ۶۹۴ھ ہجری مین الملک العادل زین الدین

نے اوسکے اطراف ایک جالی قایم کی جسکی بلندی سقف مسجد کو پہنچی۔ پھر جب

۷۲۹ھ ہجری مین جانب شمال ایک کمان بڑہائی گئی تو شمال کے طرف بھی ایک

چوتھا دروازہ کھولا گیا اوسکا نام باب التہجد یا باب الشامی ہوا۔

شریف سمہودی کہتے ہین کہ اون کے وقت کی عمارت اولی مین

روضۂ مطہرہ کے متصل جالی مین کچھہ مرمت کی گئی۔ پھر جب وہ حریق ثانی مین

جلگئی تو اوسکے عوض جانب قبلہ تانبے کی جالی قائم کی گئی اور اوسکے حصۂ اعلیٰ مین تانبے کی تار کی رسن بناکر لگادی کہ کبوترون کو داخل مقصورہ ہونے سے مانع ہواو باقی جالی جہت شمال ومغرب ومشرق مین نیچے کا حصہ وہی تانبے کا منقش کٹہرا اور اوپر کا حصہ تانبے کی تار کی جالی کا بنایا گیا اور سارے دروازے تانبے کے منقش تھے الا دروازہ جہت قبلہ اور وہ ساج کی لکڑی کا تھا پھر اوسکو بھی تانبے کا منقش بنادیا۔ اور پھر بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حظیرہ حجرہ شریف کے مابین ایک لوہے کی جالی نصب کی گئی جسمین دو دروازے بنائے گئے ایک مثلث حجرہ کے داہنے بازو دوسرا بائین بازو گویا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر خود ایک مستقل مقصورہ ہوگیا۔ پھر سلطان احمد بن سلطان محمدؒ نے مقصورہ شریف کے لئے طلائی نقش ونگار کی جالیان بھجوائین جو مواجہ شریف مین نصب کی گئین اوسکو سعود والوہابی نے لوٹ لیا۔ پس مقصورہ کے چھے دروازے ہین دو داخل مقصورہ مثلث حجرہ کے داہنے اور بائین۔ ایک غرب مین باب الوفود جسکو باب عائشہؓ کہتے ہین۔ ایک شرق مین باب فاطمہؑ اور ایک شام کے طرف باب التہجد اور ایک جانب قبلہ باب التوبہ ہے۔

باب التوبہ کے ایک کواڑ پر نقروی جالی مین لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور دوسرے کواڑ پر محمد رسول اللہ الصادق الوعد الامین منقش ہے اور اوسکے بازو یہہ دو شعر اسی جالی مین منقش ہین۔

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمہ | وطاب من طیبہن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ | فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

راقم سطور غفر اللہ لہ ذنوبہ نے جو اپنے آنکھون سے مشاہدہ کیا تو جالی مواجہ شریف کو جو باب التوبہ پر ہے چاندی اور سونے سے منقش پایا معلوم نہین یہہ کس کی قائم کردہ ہے سلطان احمد خان مرحوم کی روانہ کی ہوی سنہری اور روپیلی جالی کو اگر سعود الوہابی لوٹ لیگیا تو پھر موجودہ جالی کیسی اور کہان سے آئی ؟

مقصورۂ شریف کے پردے

مقصورہ شریف پر جو پردے پڑے ہین اوس کی ابتدا کب سے اور کس سے ہوی معلوم نہین سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے زمانہ مین ۱۲۸۰ھ ہجری مین جو پردے آئے اوسکے ساتھہ مقصورہ شریف کا پردہ بھی آیا۔ سید برزنجی اس پردے کو سبز پر دہ سنہری کام کیا ہوا بتلاتے ہین لیکن محرر سطور نے جسکو دولت زیارت اول مرتبہ اوائل صفر ۱۳۲۵ھ ہجری مین ہوی اپنے آنکھون سے جو دیکھا تو پردہ مقصورہ کو بالکل ہرے ریشم کا لیکن سادہ مثل ہندی تافتہ اور بافتہ کے پایا۔ یہہ پردہ مقصورہ کے سرے سے فرش زمین مسجد تک ہی۔ صبح مین جب مسجد کو جہاڑتے ہین تو پردے چھوڑ دیتے ہین تاکہ گرد داخل حجرۂ معلے نہو اور بعد فراغ ریشمی رسیون سے جو پردے کے ساتھہ ہین کھینچکر پیتل کے میخون سے جو اساطین مین لگائی گئی ہین بلندی پر باندہ دیتے ہین تاکہ زائرون کو داخل مقصورہ مشاہدہ

صورة مقصورة الشریفہ

کرنے کا موقع ملتا رہے۔

صندوق صندل

دیوار غربی حجرۂ شریف سے اخیر دیوار قبلہ کے متصل ستون ملصقہ حجرہ کے نیچے ایک
صندوق محاذی اسطوانہ سریر کے رکھا ہوا ہے اوسمین صندل ہندی رکھا جاتا ہے
اور یہہ صندوق داخل پردہ ہے اوسکی ابتدا کب سے ہوی معلوم نہین لیکن حریق اول
مین یہہ صندوق موجود تھا اور حریق ثانی مین جلگیا۔ پھر اوس کی تجدید کی گئی اور اوسکے
اوپر ایک مرمر کی تختی جسپر بسم اللہ اور درود شریف منقش ہے لگا دی گئی۔

سید برزنجی کہتے ہین کہ کچھ بعید نہین کہ اس صندوق کا حدوث حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہو تاکہ مسجد کی خوشبو کے لئے عود صندل اور عنبر جو
آتا تھا اوسمین رکھا جائے۔ پھر دوسرے خلفا اور سلاطین نے اس سنّتِ عمریہّ کی
پیروی کی اور مرور زمانہ مین جبکہ خزائن مسجد متعدد ہو گئے تو عود و عنبر وغیرہ دوسرے
مقامون مین رکھنے لگے اور صندوق صندل کے لئے مختص ہوا۔ اور ہر سال جب
صندل آتا ہے تو صندوق سے پُرانا صندل نکالکر جدید صندل کو عطر و گلاب سے
تخمیر کرکے رکھتے ہین اور یہہ صندل ایام معلومہ مین شیخ الحرم یا نائب الحرم کے مکان
سے لایا جاتا ہی اوسکے ساتھہ اغوات یعنے خواجہ سرایان حرم نبوی ازواج خدام
مسجد مشائخ حرم کی گھر والیان اور بعض مدینہ والون کی عورتین نعتیہ اشعار اور درود
شریف پڑہتی ہوی آتی ہین۔ پھر دسترخوان چنا جاتا ہے۔ حاضرین سب اوس سے

اپنا اپنا حصہ لے جاتے ہین پھر اغوات اس صندل کو تہلیل و تکبیر اور درود شریف کے
ساتھ صندوق مذکور مین داخل کرتے ہین۔ اس ستون کو جسکے نیچے صندوق صندل
ہے اسطوانۃ الصندوق کہتے ہین۔

صندوقِ مصحف عثمانی

اسطوانۃ الصندوق کے محاذی اسطوانۃ السریر ہے اوسکے نزدیک داخل شباک
اور ایک صندوق ہے جسمین مصحف عثمانی ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ وہی مصحف ہے
جسکو روبرو رکھے ہوے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے قتل کے وقت تلاوت
فرماتے تھے۔ ابن جبیر کا بیان ہے کہ یہہ منجملہ ان مصحفون کے ہے جنکو حضرت عثمان
ذو النورین رضی اللہ عنہ نے بعد تدوین قرآن اقطار و امصار مین روانہ فرمایا نہ وہ جو وقت
شہادت روبرو تھا شاطبی نے امام مالکؒ سے مذکور مصحف عثمانیؓ کے غائب ہو جانے
کی روایت کی ہے۔ ابن سلام کہتے ہین کہ مین نے بعض امرا کے خزانہ مین اُس
مصحف کو دیکھا ہے جسکا نام امام مصحف عثمانؓ تھا اور جو وقت شہادت آپ کی
تلاوت مین تھا۔ مین نے خون کے نشان اوس قرآن پر دیکھے ہین۔ ابو جعفر النحاس
نے اس قول کا رد کیا ہے۔ سید برزنجی کہتے ہین کہ اوسکا رد ہو نہین سکتا۔ امام مالکؒ
کے قول مین مصحف شریف مذکور کا معدوم ہو جانا پایا نہین جاتا۔ ممکن ہے کہ بعد
غیبوبیت پھر ظاہر ہوا اور اوسکو مدینہ طیبہ کو لاکر مسجد نبوی مین رکھا ہو۔

اس وقت مصر مین ایک مصحف ہے جسپر فسیکفیکھم

اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ کی آیت پر خون کا نشان ہے اور ایسا ہی ایک قرآن مکہ مین ہے ۔ غالبا یہہ وہ مصاحف ہین جنکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد تدوین قران مختلف شہرونکو روانہ فرمایا جسکا ذکر ابن جبیر نے مصحف موجودہ مدینہ منورہ کے متعلق کیا ہے اور یہہ خون کے نشان ممکن ہے کہ کسی خوشبودار مصالح کے ہون۔ اب مسجد شریف مین بہت سے خوش قلم مطلا مصاحف ہین جنکی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک مصحف عظیم ایک بڑی کرسی پر حجرۂ باب السلام مین رکھا ہوا ہے اوسکو ۱۲۸۱ھ ہجری مین بعض سربرآرایان ہند نے روانہ کیا تھا۔

مقام جبرئیل

خطیرۂ مربع قبور شریف کی مغربی دیوار جس مقام سے مڑکر شمال کے طرف خمیدہ جاتی ہے اس زاویہ کا نام مقام جبرئیل ہے نشان کے لئے وہان ایک چاندی کی میخ لگائی گئی تھی لیکن جب وہ گر گئی پھر اوسکی تجدید ہوی نہین اسمقام پر پردہ پڑا ہوا ہی وہ مقام مہبط جبرئیل تھا یعنے حضرت جبرئیل جب آتے تھے وہین اوترتے تھے

مسجد نبوی کے دروازون کا بیان

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا پہلے گذرا ابتدای بنا مین صرف تین دروازے تھے ایک جانب قبلہ۔ دوسرا جانب غرب باب عاتکہ تیسرا جانب شرق باب آل عثمان۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعمیر مین مسجد کے چھے دروازے ہوے

(۲) **باب الرحمہ** اسکو باب عاتکہ بھی کہتے ہین کیونکہ عاتکہ بنت عبداللہ بن زید بن معاویہ کا مکان اوسکے مقابل تھا اوسکو باب السوق بھی کہتے تھے کیونکہ اسوقت بازار مدینہ اسی دروازے کے غربی جانب مین تھا لیکن اسوقت مدینہ کا بڑا بازار باب السلام کے طرف ہے۔ اسکو باب الرحمہ کہنے کی توجیہ یون کرتے ہین کہ ایک وقت ایک شخص جمعہ کے دن ایک دروازے سے مسجد مین داخل ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ پڑہتے تھے اوسنے حضور سے قحط سالی کی شکایت اور دعای باران کی استدعا کی۔ آپنے دعا کی اور فی الفور نزول رحمت الٰہی کے آثار پیدا ہوئے۔ پہر آٹھ روز تک موسلا دہار بارش رہی چونکہ مذکور سائل نزول رحمت الٰہی کا سبب ہوا لہذا اوسکو رحمت مجسم جانکر جس دروازے سے وہ داخل ہوا اُسکو باب الرحمہ کہنے لگے

باب الرحمہ کے دونون کواڑون پر یا مفتح الابواب (اے کھولنے والے دروازون کے) لکھا ہی۔ داخل دروازہ پتھر کی تختی پر یہ آیت کندہ ہے وَاِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۔ ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر) جو لوگ ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین تمھارے پاس آیا کرین تو (تم اونکی دلدہی کرنا اور) کہو کہ (خدا کے طرف سے) تمکو سلامتی (کی خوشخبری) ہو (اور) تمھارے پروردگار نے (بندون پر) مہربانی کرنا (از خود) اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ اور خارج دروازہ سر پر لکھا ہے

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ترجمہ (اى پیغمبر لوگون سے) کہدو اى ہمارے بندو جنھون نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیان کی ہین اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ تعالى تمام گناہون کو معاف فرماتا ہے۔

اس دروازے پر خارج مسجد کے دہنے بازو حنفیہ ہے جس کو سلطان عبد المجید خان مرحوم نے اپنی عمارت سے پہلے تیار کیا اور اوسکے محاذی والی سبیل اور میضاۃ سلطان احمد خان مرحوم کی بنائی ہوی ہے۔

(۳) **باب التوسّل**۔ جو سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین سلطان عبد المجید خان مرحوم کے حکم سے جانب شام کھولا گیا جس وجہ سے اوسکو باب المجیدي بھی کہتے ہین۔ اس دروازے سے باہر نکلنے والے کے بائین جانب حنفیہ ہی اور اوسکے مقابل میضاۃ ہے جسمین متعدد پائخانے ہین۔ یہہ سب سلطان عبد المجید خان مرحوم کی بنا سے ہے

باب المجیدی کے دونون کواڑون پر جَنّاتُ عدنٍ مفتّحۃً لهُمُ الابواب لکھا ہے۔ ترجمہ۔ رہنے کے باغین انکے لئے (اوسکے دروازے (ہمیشہ) کھلے ہوے ہین۔

(۴) **باب النسا** جسکو عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے کھولا۔

سنن ابو داؤد مین طریق بکیر بن نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مردون کو باب النسا سے داخل مسجد ہونے سے منع فرماتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی اس دروازے سے داخل مسجد ہوے نہین۔

باب النساء کے دونون کواڑون پر افتح لنا خیر الباب (کھول

ہمارے لئے اچھا دروازہ) لکھا ہے۔ چونکہ باب النسا باب الرحمہ کے مقابل ہے اور

باب الرحمہ کے کواڑون پر یا مفتح الابواب لکھا ہے لہذا باب النسا کے کواڑون پر

مقصود لہذا افتح لنا خیر الباب کا لکھا جانا ایک لطف بخشتا ہے۔ باب النساء

کے داخل باب لوح تحتانی پر قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ

لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا

رِزْقًا كَرِيْمًا۔ ترجمہ۔ اور تم مین سے جو اللہ اور اوسکے رسول کی فرمان برداری

اور نیک عمل کریگی اوسکو ہم اوسکا اجر (بھی) دوہرا دینگے اور ہمنے (آخرت مین) اوسکے

لئے عزت کی روزی بھی تیار رکھی ہے۔ اور لوح فوقانی پر لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا

اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ

كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ لکھا ہے۔ ترجمہ۔ مردون نے جیسی کمائی کی ہو اون

کو اونکا حصہ اور عورتون نے جیسی کمائی کی اونکو اونکا حصہ اور ہر وقت اللہ سے اسکا

فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز سے واقف ہی۔

(۵) باب عثمان یا باب النبی یا باب جبرئیل۔

اس کو باب عثمان کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ آل عثمان کا گھر اوسکے مقابل تھا۔ باب النبی اس لئے

کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے داخل

مسجد ہوتے تھے۔ باب جبرئیل کہنے کا سبب یہہ ہے کہ جنگ خندق کے بعد فی الفور

جنگ بنی قریظہ کا حکم جب حضرت جبرئیل لائے تو اسی دروازے پر موضع الجنائز کے پاس ابلق گھوڑے پر سوار کھڑے تھے۔ باب جبرئیل کے دونوں کواڑوں پر جنات عدن مفتحۃ لھم الابواب لکھا ہے۔

مسجد نبوی کے مناروں کا بیان

اسوقت مسجد شریف کے منار جملہ پانچ ہیں۔ منارۃ رئیسیۃ۱۔ منارۃ باب السلام۔ منارۃ باب الرحمۃ۔ منارۃ المجیدیۃ۱ منارۃ السلیمانیہ۱۔ حضور رسالت پناہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام من اللہ کے زمان تقدس نشان مین مسجد شریف کا کوئی منارہ نتھا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین۔ اذان ہمیشہ ایک ستون پر ہوا کرتی تھی جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان مین تھا جسکو اب دار العشرہ کہتے ہین۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس ستون پر بذریعہ اقتاب[۱] کے چڑہتے تھے۔

سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز نے زیادت ولید مین مسجد کے چار کونون پر چار مینار بنائے۔ کثیر بن جعفر کا بیان ہے کہ چوتھا منارہ مروان کے گھر پر سایہ انداز تھا جسوقت سلیمان بن عبد الملک حج کو آیا اور موذن اذان کے لئے منارہ پر چڑہا تو اوسکا سایہ سلیمان پر پڑہا اوسنے منارہ کو گرا دینے کا حکم کیا اور مسجد کے تین ہی منار رہگئے۔ پھر ۷۰۶ھ ہجری مین حسب بیان مطری سلطان محمد بن قلاون نے

[۱] اقتاب اس سڑہی کو کہتے ہین جو بال کی رسی کو گرہ دیکر بناتے ہین ۱۲ منہ

اوس کی تعمیر کی۔

ابن فرحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ہجری مین جبکہ شیخ الخدام عزیز الدولہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا شبل الدولہ کافور المظفری معروف بحریری رحمہ اللہ شیخیت خدام حرم مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اوسکی سعی اور کوشش سے یہہ منارہ سنہ ہجری مین بنایا گیا اسوقت باب السلام پر جو منارہ ہے یہہ وہی حریری کا بنایا ہوا منارہ ہے۔

منارہ باب الرحمہ کی تعمیر از سر نو حریق ثانی کے بعد اشرف قاتیبائی کے زمانہ مین ہوی منارہ مجیدیہ کی تعمیر از سر نو سلطان عبد المجید خان مرحوم کے وقت مین اوسکے پایہ سے ہوی اور منارہ سلیمانیہ کی تعمیر از سر نو سنہ ۱۲۹ ہجری مین سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے زمانہ مین کرسی منارہ کے اوپر سے ہوی۔ اسی وجہ سے منارہ سلیمانیہ کو منارہ عزیزیہ بھی کہتے ہین۔ مسجد کے شامی مشرقی زاویہ پر جو منارہ ہے اوسی کو منارہ بخاریہ منارہ سلیمانیہ اور منارہ عزیزیہ بھی کہتے ہین۔ اور مسجد کے شامی غربی زاویہ والے منارہ کو منارہ شکیلیہ اور منارہ مجیدیہ کہتے ہین۔

مسجد نبوی کے فرش کا حال

مسجد شریف کے فرش کے لئے ہر سال مصر سے چار سو حصیر آتے ہین اور قسطنطنیہ سے قیمتی قالین حسب ضرورت آتے ہین جب قدیم قالین پرانے ہوجاتے ہین تو نئے

قالین آتے ہین اور پرانے قالین خدام پر اور دوسرے مساجد و مزارات پر تقسیم ہوتے ہین۔ دہوپون مین مسجد کا فرش حصیرون سے ہوتا ہے۔ جاڑے اور بارش اور موسم حج مین قالین سے۔

مسجد نبوی کے فانوسون کا حال

نماز عشا کے بعد خدام مسجد جو فانوس لئے ہوے لوگون کو مسجد سے باہر روانہ کرتے ہین یہہ فانوس شبل الدولہ کافور المظفری کے مقرر کئے ہوئے ہین اس سے پہلے مشعلون سے کام لیا جاتا تھا۔ حریری ممدوح کے زمانے سے مشعلون کا کام فانوسون سے لیا جانے لگا۔

مسجد نبوی مین عود اور لوبان جلانیکا حال

مسجد شریف مین سب سے پہلے جسکے حکم سے عود جلایا گیا وہ حضرت عمر تھے رضی اللہ عنہ اوس وقت سے ابتک یہہ سنت عمریہ جاری ہے۔ شب جمعہ اور روز جمعہ منبر کے پاس اور اطراف مسجد مین خوشبو دار چیزین جیسے عود عنبر اور لوبان جلاتے ہین۔ عود دان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین چاندی کا تھا جو شام سے تحفہ آیا تھا جسکو آپ نے جد المؤذنین حضرت سعد کو دیکر فرمایا کہ جمعہ اور رمضان مین اسمین جلایا کرے۔ اوس وقت موذنین مجمرہ مین خوشبو جلاتے ہوے مسجد کے اطراف لوگون مین گھومتے رہتے تھے اور آج بھی یہہ عادت جاری ہے۔ پھر بادشاہون اور امیرون سے

سعد بن عائذ الانصاری معروف بہ سعد القرظ صحابی تھے اونکا انتقال سنہ ہجری مین ہوا ۱۲ منہ

خاصتہ بادشاہان عثمانیہ سے چاندی کے سونے کے اور مرصع قیمتی جواہر کے عودان
تحفۃً آتے رہے جبکا اسوقت ایک بڑا ذخیرہ ہے اور حجرۂ شریف مین شیخ الحرم
کی نظارت مین محفوظ ہے جسقدر ضرور ہوتے ہین اوسیقدر استعمال مین لائے جاتے ہین۔
عود جلانے والے کو ماہوار خزانہ سلطانی سے مدینہ منورہ مین پانسو قرش
وظیفہ ملتا ہے۔

منبر شریف پر خطیبون کا تقرر

ابتدا مین منبر شریف کی خطبہ خوانی امامیہ مین تھی۔ یہان تک کہ وہ آل سنان کو پہنچی
پھر حسب بیان ابن فرحون ۶۸۲ھ ہجری مین خطابت آل سنان سے چھین لی گئی۔
اہل سنت کے لئے ایک امام ہوتا تھا جو نماز پنجگانہ پڑہاتا تھا اوس وقت بادشاہ الملک
المنصور قلاؤن الصالحی تھا۔ اہل سنت کا پہلا خطیب جس نے منبر شریف پر خطبہ پڑہا
وہ قاضی سراج الدین تھا۔ پھر ہر سال قافلہ حجاج کے ساتھ ایک مرتبہ اور قافلہ رجبیہ
کے ساتھ ایک مرتبہ بادشاہ کے نزدیک سے ایک ایک شخص اہل سنت کی
خطابت اور امامت کے لئے آیا کرتا تھا۔ جو صرف چھے مہینے رہا کرتا تھا۔ چونکہ
ان روزون سادات امامیہ کا بڑا تسلط تھا خطیبون اور امامون پر وہ چھے مہینے بھی
بڑی تکلیف سے گذرتے تھے۔ قاضی سراج الدین جب دوبارہ خطابت مسجد
پر مامور ہوکر آیا تو چالیس برس مقیم رہا اس مدت مین اوسکو امامیہ کے ہاتون بہت
تصدیع ہوتی تھی انواع و اقسام سے ستایا جاتا تھا یہان تک کہ اوسنے قلشانی

رئیس الامامیہ کی لڑکی کو نکاح کیا اوسوقت سے امامیہ بسبب قرابت دامادی کے
اوسکی ایذارسانی سے باز رہے اور پھر حسب درخواست اہل سنت ملک الناصر محمد
بن قلادون کے طرف سے وہی قاضی سراج الدین اہل سنت کے لئے حاکم مقرر ہوا قاضی
سراج الدین بہت نیک بخت تھا فقرا و ضعفا کے حال پر رحم کرتا تھا۔ یتیمون اور بیواؤن
کے ساتھہ مہربانی سے پیش آتا تھا اونکے ساتھہ اپنے ذاتی مال سے سلوک و مدارات
کرتا تھا۔

خواجہ سراؤن (اغوات) کا تقرر

بلحاظ تقدس و حرمت حجرۂ شریف اوسکی خدمت کے لئے نورالدین شہید نے بارہ اغوات
مقرر کیئے۔ یہہ سب حافظ قرآن اور صلاح و تقوے سے آراستہ تھے۔ پھر صلاح الدین نے
اوسپر اور بارہ زیادہ کیئے پس خدام کی تعداد چوبیس ہوی اونکے اخراجات کے لئے
دریای نیل پر دو قریہ نقادہ اور قبالہ وقف کئے گئے جسکی آمد سے اونکو وظیفہ دیا
جاتا تھا۔ پھر اونکی تعداد بڑہتی گئی۔ یہانتک کہ اوسوقت کل اغوات اور اونکے خدام کی مجموعی
تعداد قریب دوسو کے ہوگئی۔ اب انکی تعداد تقریبا ایک سو ہوگی۔ اونکے تین قسم ہین۔
بواب۔ خبرنہ۔ بطالین بواب اول درجہ کے اور بطالین آخر درجہ کے ہین
ان اغوات کی تنخواہین ماہوار تقریبا پچاس روپیون سے چارسو روپیون تک ہوتی ہی
ان سب کا ایک رئیس ہوتا ہے جسکو مستسلم کہتے ہین اور یہہ سب شیخ الحرم کے تابع
ہین۔ اونکا عمامہ اور کلاہ مدور ہے لباس مکلل پہنے ہوے کمربستہ ہاتھہ مین عصا لئے

ہوے رہتے ہین گویا ایک بادشاہ عظیم الشان کے دربار کے نقیب ا ور چوبدار ہین سالانہ
کی تنخواہین دولت علیہ عثمانیہ سے دیجاتی ہین اونکے لئے قانون بھی خاص ہی۔ اون سے
ہر روز ایک جماعت باری باری سے مسجد اور حجرہ شریف کی حراست کرتی ہی۔ یہہ لوگ
بہت اچھی زندگی کرتے ہین۔ اور بہت مالدار بھی ہین حقوق خدمت اچھی طرح بجا
لاتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ بہت خوشحال ہین غالبؔ
سب کے سب نہایت خلیق اور ذی مروت ہین۔

تحف وہدایای مسجد وحجرہ شریف

اس سے پہلے گذر چکا کہ ایک بڑا بلورین درخت قنادیل جو روضہ مطہرہ کے پاس روشن
ہوتا ہے اور چار فرشی بلورین درخت جو روضہ اور اوسکے مغرب مین ایک صف مین روشن
کئے جاتے ہین عباس پاشا والی مصر کا ہدیہ ہے۔ حجرہ شریف کے قدآدم والے دو
شمعدان مرصع طلائی جسکی قیمت تخمیناً بیالیس لاکھہ روپیہ سکہ انگریزی بتائی گئی اور چھوٹے
دو طلائی شمع جو شب کو داخل حجرہ کئے جاکر صبح تک روشن رہتے ہین اور صبحکو مخزن مین رکھے
جاتے ہین یہہ سب سلطان عبد المجید خان مرحوم کے بھیجے ہوے ہین۔ کوکب دری مرسلہ
سلطان احمد خان مبرور بن سلطان محمد خان مرحوم کا ذکر بھی آگے گذر چکا ہے۔ اسی کے
ساتھہ سلطان مبرور موصوف نے اور ایک الماس روانہ کیا تھا جو کوکب دری کے تحت
مین نصب ہی اوسکی قیمت تخمیناً اسی ہزار دینار یا پانچ لاکھہ روپیہ ہوتی ہے اوسی
سلطان کے زمانہ مین صدر الدولۃ العثمانیہ سلحدار مصطفے پاشا نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین ایک

الماس جسکے اطراف اور مختلف جواہر جڑے ہوے ہین روانہ کیا۔ یہہ الماس اول الذکر دو الماس کے نیچے نصب ہی۔

علامہ ابن سلیمان اپنے ذخر النافع مین بیان کرتے ہین کہ ۱۲۸۵ھ ہجری مین فتح ملک بلغاریہ مین جو غنیمت کہ منس الماس و جواہر سے ملی اوسکے منجملہ بہت سے جواہر شامی قافلہ حجاج کے ساتھہ بنگرانی علی پاشا ابن عبدی پاشا کے آستانہ علیا سے تحفۃً حجرۂ شریف کے لئے آئے اور یہہ علی پاشا جنگ بلغاریہ مین میر عسکر تھا۔ ۱۲۹۰ھ ہجری مین سلطانہ عادلہ بنت سلطان المرحوم محمود خان نے سونے کی ایک تختی روانہ کی جو تقریباً ۴ انچہ چوڑی اور ۱۳ انچہ لمبی تھی اوسپر نہایت خوش قلم طلائی حروف سے کلمہ طیب لکھا تھا اور ان حروف مین قیمتی الماس سے مرصع کاری ہوی تھی۔ اس تختی کے ساتھہ ایک طلائی زنجیر بھی تھی اوس زنجیر سے یہہ تختی کوکب دری سے ذرا بلند مواجہ شریف مین لٹکا دی گئی۔ علاوہ اوسکے سلطانہ ممدوحہ نے بہت سے چاندی کے گلاب پاش اور عوددان روانہ کئے یہہ سب اسی وقت سے خزینہ مسجد نبوی مین محفوظ ہین۔

باغ فاطمہ اور بیر فاطمہ کا حال

صحن مسجد شریف مین لکڑی کا ایک مربع کٹیرا ہے جسمین ایک بیر کا اور آٹھہ خرمے کے درخت ہین اوسکے سوا ایک درخت ہی جسکو حمرہ کہتے ہین انکو باندوالی باولی سے پانی دیا جاتا ہے۔ اس باولی کو بیر فاطمہ اور نخیل کو باغ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتے ہین نہ اوسکی وجہ معلوم ہے اور نہ کہین اوسکا اصل نظر آتا ہے۔ لیکن اس قدر ثابت

ہوتا ہے کہ طوغان کے زمانے مین جسکی سعی سے محراب سلیمانی بنائی گئی یہہ نخل موجود تھا
اور طوغان کا زمانہ ۸۶۰ھ ہجری ہے تو معلوم ہوا کہ نوین صدی سے پہلے یہہ نخل صحن
مسجد مین موجود تھا جس سے آج تقریبا پانسو برس گذر چکے۔ اوس کے ثمر عموم مسلمانون
پر جائز ہین یا نہین اسمین اختلاف ہی جواہر الثمینہ مین السید کبریت کہتے ہین کہ یہہ ثمر تمام مسلمانون
پر مباح ہین۔ اور ابن حجر کہتے ہین کہ نہین بلکہ مصالح مسجد مین صرف کئے جائین بعض لوگ
بیر فاطمہ کے پانی کو کوثر کہتے ہین اوسکا ذائقہ کسیقدر زمزم سے ملتا ہی۔

مسجد نبوی مین صراحیون کے رکھے جانیکا حال

مسجد مین سقالوگ پانی کی صراحیان بھری رکھتے ہین جو زائرین اور مصلیون کے کام آتی ہین
معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی عادت بہت قدیم سے جاری ہے اور یہہ صراحیان اکثر باب الرحمہ اور
باب النسا کے درمیانی ستونون کے مابین اور صحن مسجد مین رکھی جاتی ہین۔ سقالوگ پانی پلانے
کے لئے اپنا محنتانہ بھی لے لیتے ہین۔

مسجد نبوی مین تعلیم دینی کے حلقونکا بیان

شیوخ مدینہ بین الظہر والعصر مسجد شریف مین تفسیر وحدیث وفقہ کا درس دیتے ہین اور
دلائل الخیرات کی تدریس عموماً ہوتی ہے۔ ہر شیخ کے پاس ایک حلقہ درس ہوتا ہی اور اکثر
اوقات صحن مسجد کے غربی کنارون مین میلاد شریف پڑھا جاتا ہی۔

اہل نظر کہتے ہین کہ ان مجالس مین محبین صادق اور مشتاقین عاشق کو
جمال محبوب المحبوبین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

کی دیدار سعادت آثار سے آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین اور زیارت حقیقی نصیب ہوتی ہے۔

اللهم اجعلنا منهم ولا تحرمنا رويته

مدینہ منورہ مین زایرونکی خدمت کیلئے معلمونکے تقرر کا حال

حاجیونکی تعلیم اور خدمت کے لئے جیسے کہ معظمہ مین سرکار کے طرف سے مطوف مقرر ہین مدینہ منورہ مین زیارت کی تعلیم اور خدمت کے لئے معلم اور مزور مقرر ہین یہہ لوگ قافلہ کے استقبال کو مدینہ سے باہر جاتے ہین اور اپنے حاجیون کو ساتھ لئے ہوے مدینہ داخل ہوتے ہین پہلے روز حاجیون کی ضیافت اپنے معلمونکے یہان ہوتی ہے مکان بھی یہی لوگ کرایہ کر دیتے ہین پھر حرم شریف کو جا کر زیارت کراتے ہین۔ ان معلمون کے متعدد خادم اور صبی ہوتے ہین جو ہر روز بلا ناغہ چار مرتبے بعد نماز مکتوبہ باستثنا نماز عشا کے سلام پڑہاتے ہین اور زیارت آثر نبویہ مین رفیق رہتے ہین ہمارے یعنے مدراسیونکے لئے معلم سید احمد و سید حسن بافقیہہ تھے جو علاوہ ذی علم ہونے کے وجیہ او ذی خلق بھی ہین

جمعہ مین نماز کے لئے حضور سے اجازت لینے کا حال

جمعہ کو خطیب اول حجرہ منارہ رئیسیہ پر کھڑا ہو کر دعا کرتا ہے اور صلوٰۃ و سلام پڑہتا ہی پھر مواجہ شریف مین آکر بعد صلوۃ و سلام و دعا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کی اجازت اور اذن طلب کرتا ہے اور پھر روضہ مطہرہ مین آکر منبر پر چڑھکر نہایت دردناک آواز مین کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بوجہ اجرای سنت آپ حجرہ شریف سے باہر تشریف لا نہین سکتے اسلئے اپنے اس خادم کو خطبہ اور نماز پڑہنے حکم فرمایا ہے۔ ان کلمات کو سننے سے حاضرین پر سجدرقت طاری ہوتی ہے اور رونے لگتے ہین۔

الحمدللہ کہ مسجد نبوی کا حال حتے الوسع تفصیل سے لکہا گیا اس پر بھی اگر کچھ چھوٹ گیا ہے تو محرر سطور اپنی لاعلمی کا معترف ہی اور معافی کا امیدوار۔

یہان سے وہ دعائین لکہی جاتی ہین جو وقت زیارت مختلف مقامون مین زائرون کو پڑہائی جاتی ہین۔

آداب زیارت مسجد نبوی

زایر جسوقت حرم شریف کو پہنچے تو کہے اللّٰھُمَّ ھٰذا حرم رسولك فاجعله لی وقایة من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب۔ اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك وارزقنی فی زیارة نبیك ما رزقتها اولیائك واھل طاعتك واغفرلی وارحمنی یاخیر مسئول پھر چاہیئے کہ باب جبرئیل سے یا باب السلام سے داخل مسجد ہو اسوقت لوگ اکثر باب السلام سے داخل

سلہ ای میرے اللہ یہہ تیرے رسول کا حرم ہے اسکی وجہ سے تو مجکو دوزخ سے بچا اور عموم عذاب سے اور سختی حساب سے امن دے ای میرے اللہ تیری رحمت کے دروازے مجہ پر کھول اور تیری نبی کی زیارت مین مجہکو وہ شئی نصیب کر جو تو نے اپنے دوستون اور تابعدارونکے نصیب کیا تھا اور میرے گناہونکو بخش اور مجہپر رحم کر ای بہتران سب کے جنسے کچہہ مانگا جاتا ہو۔

منظر خارجی مسجد نبوی بواقف بلندی محاذی باب المجیدی

منارهٔ سلیمانیه

منارهٔ رئیسیه

قبة الخضرا

منارهٔ باب السلام

منارهٔ باب الرحمان

مینارهٔ شکیلیه

مسجد

باغ فاطمه

باب المجیدی

باب المدرسة

باب الطهاره للاغوات

باب المخزن

منظر مسجد نبوی بواقف صح
صلوۃ فی مسجدی هذا افضل من الف صلوۃ فیما سوا
منارہ باب السلام
الله
محمد
عمر
علی
زبیر
سعید
عبد الرحمن
حسن
زین العابدین
جعفر

قبۂ الخضراء
منارۂ رئیسیہ
رضا
کاظم
باقر
حسین
سعد
طلحہ
عثمان
باب فاطمہ

صفحہ ۱۳۵۰ھ
منظر مسجد نبوی بہ مستقبل منارۂ سلیمانیہ

منظر داخلی مسجد نبوی بو اقف صحن و مستقبل قبة الخضرا

قبة الخضرا

منارۂ رئیسه

باغ فاطمه

صحن مسجد

صفحہ ۱۴۵۔ و۔ منظر داخلی مسجد نبوی لب و اقف محاذی باب جبرئیل و مستقبل باب الرحمٰن

منظر داخل مسجد نبوی بواقف محاذی باب جبرئیل و مستقبل روضه مطہرہ

ہوتے ہین اور مسجد مین داخل ہونے سے پہلے دروازے پر ذرا وقفہ کرے جیسے
کوئی صاحب مکان سے اذن طلب کرتا ہے۔ پھر نہایت ادب خشوع و خضوع کے ساتھ
دہنا پاؤن مسجد مین رکھے اور کہے اَللّٰھم وفقني واعني على ما يرضيك
ومن على بحسن الادب السلام عليك ايها النبي السيد الكريم و
رحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين اللهم
انت السلام ومنك السلام واليك يرجع السلام فحينا ربنا بالسلام
وادخلنا دارك دار السلام تباركت ربنا وتعاليت يا ذا الجلال والاكرام
رب ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدق واجعل لي من
لدنك سلطانا نصيرا وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان
زهوقا وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمومنين ولا يزيد الظالمين
الا خسارا اور پھر نیت اعتکاف الی الخروج کرے پھر روضہ مطہرہ کو آئے اور محراب

لہ ترجمہ۔ ای میرے اللہ تیری خوشنودی کے کام کرنے کی مجھکو توفیق دے اور ہمین میری مدد کر اور حسن ادب کی تعلیم سے مجھ پر احسان کر سلام ہو آپ پر ای نبی ای سردار کرم کرنے والے اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتین آپ پر ہون سلامتی ہو ہمپر اور خدا کے نیک بندونپر۔ ای میرے اللہ تیرا نام سلام ہے اور سلامتی تیری ذات سے ہے اور سلامتی کا رجوع تیرے طرف ہے پھر ای ہمارے پروردگار ہمکو سلامتی کے ساتھ جلا اور داخل کر ہمکو تیرے گھر مین جو سلامتی کا گھر ہے ای ہمارے رب تو برکت والا ہی اور تیری ذات بلند ہے ای بزرگی والے اور ای بخشش والے ای رب مجھکو خیر سے مدینہ مین داخل کر اور خیر ہی سے نکال اور میرے لیے اپنے طرف سے غلبہ اور نصرت عطا کر اور کہدو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی جانے والا تہا اور قرآن مین ہم وہ چیزین نازل کرتے ہین جو ایمانداروں کے لیے شفا اور رحمت ہین اور نا انصافونکو تو اس سے اور بہی نقصان زیادہ ہو جاتا ہے ۱۲

نبوی کے پاس ممکن ہو تو مصلی نبوی یا اوس سے متصل یا منبر کے پاس اور نہو سکے تو روضہ سے کسی ایک مقام مین دو رکعتین تحیۃ المسجد کی پڑہے اگر اوس وقت نماز مکتوبہ کی جماعت ہوتی ہو تو جماعت مین شریک ہو جائے اوسمین تحیت بھی ادا ہو جاتی ہے۔ پھر اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر اور اوسکی حمد دل و زبان متفقہ سے ادا کرے اور رضائے توفیق خیر قبول اعمال نیک اور بلوغ مقاصد کی دعا کرے۔ روضۂ مطہرہ کی دعا بہتر ہے کہ ان الفاظ مین ہو اللّٰھم ان ھذہ روضۃ من ریاض الجنۃ شرفتھا و کرمتھا و مجدتھا و عظمتھا و نورتھا بنور نبیک و حبیبک محمد صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اللھم کما بلغتنا فی الدنیا زیارتہ و ما ثرہ الشریفۃ فلا تحرمنا یا اللہ فی الاخرۃ من فضل شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ و سلم و احشرنا فی زمرتہ و تحت لوائہ و امتنا علی محبتہ و سنتہ و اسقنا من حوضہ المورود بیدہ الشریفۃ شربۃ ھنیئۃ لا نظما بعدھا ابدا انک علی کل شیء قدیر۔

سلہ ترجمہ۔ اے میرے اللہ البتہ یہ ایک روضہ ہے جنت کے باغوں سے تو نے اوسکو شرف دیا اسکو بزرگ کیا اوسکی بزرگی بیان کی اور اوسکی تعظیم کی اور تیرے نبی اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اوسکو روشن کیا الٰہی جسطرح دنیا مین تو نے ہمکو اوسکی زیارت اور اوسکے بزرگ نشانونکی زیارت سے کامیاب کیا پھر ہمکو یا اللہ آخرت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی بزرگی سے محروم نکرنا اور ہمکو انکی جماعت مین اور انکے جھنڈے کے تحت مین محشور کرنا اور ہماری موت اونکی محبت و سنت کی تابعداری مین کرنا اور ہمکو اونکے حوض مورود پر اونکے مبارک ہاتھ سے کوثر پلانا ایسا مبارک پلانا کہ پھر ہمکو کبھی پیاس نہو البتہ تو ہر ایک چیز پہ قدرت رکھنے والا ہے

آداب زیارتِ قبورِ شریف

پھر نیت زیارت کرکے نہایت ادب خشوع وخضوع سے باب جبرئیل پرسے ہوتا ہوا جانب بائین قبور مبارک حد شرقی کے طرفسے نکلکر باب التوبہ کے روبرو زائر کے وہنے جانب کے مصراع یعنے دروازے کے کواڑ کے محاذی دست بستہ مودب کھڑا ہو اور نظر سید ہے حجرۂ شریف پر ہے گویا حضور کو دیکھ رہا ہی نقش ونگار حجرہ و جالی ودیوار وسقف مسجد کے تماشا ورمشاہدہ مین مشغول نہو اور خم نہو۔ زمین کو بوسہ ندے اور سجدہ نکرے کہ ایسے کامونسے حضور ناخوش ہوتے مین۔ سلام کے وقت یہہ خیال کرے کہ بھگوڑا غلام خدا کا گنہگار بندہ اپنے گناہون اور خطاؤن کو معاف کرا لینے خدا کے حکم کے موافق اوسکے پیارے نبی کو وسیلہ ٹہرانے اور عرض حال کرنے حاضر ہوا ہی حضور قبر شریف مین زندہ موجود مین اس غلام کے سلام کو سنتے ہین اور خود ہی سلام کا جواب دیتے ہین پھر دبی آوازسے سلام الفاظ مذکور الذیل مین پڑہے۔

السّلام علیك ایها النبي السّید الکریم والرّسول العظیم والحبیب الرؤف الرّحیم ورحمۃ اللّٰه وبرکاته الصّلوۃ والسّلام علیك یاسیّدنا ومولانا ونبینا وحبیبنا وقرۃ اعیننا یا رسول اللّٰه الصلوۃ والسلام علیك

سلہ ترجمہ۔ سلام ہو آپ پر ای نبی ای سردار کرم کرنے والے اور ای رسول بڑی قدر والے اور ای اللہ کے دوست امت پر مہربان اور رحم کرنے والے اور آپ پر خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین ہون۔ درود وسلام آپ ای ہمارے سردار ہمارے مولا ہماری نبی ہماری حبیب اور ہماری آنکھونکی ٹھنڈک ای اللہ کے رسول صلوۃ اور سلام ہو آپ پر

يا نبي الله الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله الصلوة والسلام عليك يا جمال ملك الله
الصلوة والسلام عليك يا نور عرش الله الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله الصلوة والسلام
عليك يا شفيع المذنبين عند الله الصلوة والسلام عليك يا من ارسله الله تعالى رحمة
للعالمين وقد قال الله تعالى في حقك العظيم ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك
فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما الصلوة
والسلام عليك يا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ابن
هاشم يا طه يا يس يا بشير يا سراج يا منير يا مقدم جيش الانبياء
والمرسلين وها انا يا سيدي يا رسول الله قد جئتك هاربا من ذنوبي ومن
عملي ومستشفعا ومستجيرا بك الى ربي فاشفع لي يا شفيع الامة اشفع
لي يا كاشف الغمة اشفع لي يا سراج الظلمة اجرني من النار يا نبي الرحمة

ے ای اللہ کے نبی درود وسلام ہو آپ پر ای اللہ کے حبیب درود وسلام ہو آپ پر ای اللہ کے ملک کی روشنی درود اور سلام ہو آپ پر ای اللہ کے عرش کے نور۔ درود وسلام ہو آپ پر ای اللہ کے ساری مخلوقات سے بہتر درود اور سلامتی ہو آپ پر ای گنہگاروں کیلئے اللہ کے پاس سفارش کرنیوالے درود۔ سلام ہو آپ پر ای وہ حضرت جسکو اللہ نے عالم کیلئے رحمت بناکر بھیجا ہے اور اللہ تعالی نے آپکے بزرگ حق میں فرمایا ہے اور ای پیغمبر جب ان لوگوں نے (ہماری نافرمانی کرکے) اپنی اوپر آپ ظلم کیا تھا اگر اسوقت یہہ لوگ تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول (یعنی تم بھی) انکی معافی چاہتے تو (یہ لوگ) دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنیوالا ہے درود وسلام ہو آپ پر ای محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ای طہ ای یس ای بشیر ای سراج ای منیر ای انبیا ومرسلین کے لشکر کے آگے رہنے والے ذرا مجھ طرف دیکھنا ای میرے سردار ای اللہ کے رسول البتہ حضوری میں حاضر ہوا ہوں درحالیکہ گریزاں ہوں اپنی گناہوں اور بداعمال سے طلبگار شفاعت کا اور طالب پناہ کا آپکی ذات سے پروردگار کے پاس پھر میری سفارش کرنا ای شفیع امت کے میری سفارش کرنا ای کھولنے والے بدلی کے

يارسول الله اتيناك زائرين وقصدناك راغبين وعلى بابك العالي

واقفاين وبحقك عارفين فلا تردنا خائبين ولا عن باب شفاعتك

محرومين ياسيدي يارسول اسئلك الشفاعة واسئل الله تعالى

بك الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة والمقام المحمود والحوض المورود

والشفاعة العظمى في اليوم المشهود ؎

ياخير من دفنت في الترب اعظمه ❊ فطاب من طيبهن القاع والاكم

نفسي الفداء لقبر انت ساكنه ❊ فيه العفاف وفيه الجود والكرم

انت الحبيب الذي ترجي شفاعتك ❊ عند الصراط اذا مازلت القدم

انت الحبيب ياحبيب الله انت الشفيع ياشفيع المذنبين عند الله اشهد

میری سفارش کرنا ای چراغ اندہیری کے مجکو آتش دوزخسے بچانا ای نبی رحمت والے۔

عہ ای رسول اللہ کے ہم آپ کی زیارت کو آئے ہین اور آپکی رغبت کے ساتہہ آپکا قصد کئے آئے ہین اور آپ کے باب عالی پر کہڑے ہین آپ کے حقوق کو پہچانتے ہین پہر ہمکو ناکام نچلانا اور اپنی شفاعت کے دروازے سے محروم نکرنا۔ ای ہمارے سردار ای ہمارے رسول مین آپسے شفاعت کا طالب ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ آپکو ہمارا وسیلہ بنادے آپکو بزرگی بخشے بلند درجہ دے مقام محمود اور حوض جسپر لوگ جمع ہونگے دے اور قیامت کے دن شفاعت عظمی آپکو مرحمت فرمادے۔ ای بہتر اون تمام کے جنکی ہڈیان مٹی مین دفن ہوی ہون۔ پہر اونکی خوشبو سے سارا صحرا وجنگل مہک اوٹھا ہو۔ جس قبر مین آپ آرام فرماتے ہو اوس قبر پر میری جان فدا ہے۔ کیونکہ اوسمین عفت ہے جود ہے اور بخشش ہے۔ آپ وہ حبیب ہین جنکی شفاعت کی امیدواری الصراط پر ہے جبکہ قدمین پہسلا کرینگے۔ آپ حبیب ہین ای اللہ کے حبیب۔ آپ شفیع ہین یا گنہگارون کے شفیع نزدیک اللہ کے مین گواہی دیتا ہون۔

انك یا رسول الله قد بلغت الرسالة و ادیت الامانة ونصحت الامة

وكشفت الغمة وجلیت الظلمة وجاهدت فی سبیل الله حق جهاده

وعبدت ربك حتی اتاك الیقین جزاك الله تعالی عنا وعن والدینا

وعن الاسلام خیر الجزاء و نسئلك الشفاعة ان تشفع لنا عند الله

یوم العرض یوم الفزع الاكبر یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی

الله بقلب سلیم اشفع لنا ولوالدینا ولجیراننا ولمشائخنا ولاستاذنا

ولمن احسن الینا ولمن اوصنا وقلدنا عندك بدعاء الخیر والزیارة

الصلوة والسلام علیك یا سلطان الانبیاء والمرسلین ورحمة الله وبركاته

پھر داہنے بازو ہٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ میں سلام پڑھے۔

السلام علیك یا سیدنا ابابكر الصدیق السلام علیك یا خلیفة

عه اے اللہ کے رسول کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ کی امانت کو پہنچایا۔ امت کی خیرخواہی کی بدلی کو کھولا اندھیری کو روشن کیا اللہ کی راہ میں کوشش کرنے کے حق سے کوشش کی اور وقت وفات تک خدا کی عبادت کی اللہ آپ کو جزای خیر دے ہمارے طرف سے ہمارے والدین کے طرف سے اور اسلام کے طرف سے بہتر جزا۔ اور ہم آپ سے شفاعت کے خواستگار ہیں یہہ کہ آپ اللہ کے پاس ہماری شفاعت کریں اوس دن کہ اعمال تبلائے جاوینگے بڑی گھبراہٹ کے دن جسدن کہ مال و اولاد نفع رسان نہیں ہونگے مگر وہ جو خدا کے حضور میں قلب سلیم سے آیا ہو۔ ہماری شفاعت کرنا ہمارے والدین کی ہماری ہمسایونکی شیوخ کی اوستادونکی اور محسنون کی اور اوس شخص کی جس نے ہمکو وصیت کی اور دعای خیر و زیارت کا بوجہہ ہمارے گردن پر رکہا۔ درود و سلام ہو آپ پر ای بادشاہ انبیا اور مرسلین کے اور اللہ کی رحمت اور برکتیں آپ پر نازل ہوں۔

عه سلام ہو آپ پر ای ہمارے سردار ابوبکر صدیق سلام ہو آپ پر ای خلیفہ اللہ کے۔

رسول اللہ فی التحقیق السلام علیک یا صاحب رسول اللہ السلام علیک

یا خلیل حبیب اللہ السلام علیک یا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار السلام

علیک یا امام المهاجرین والانصار السلام علیک یا من انفق ماله

کله فی حب اللہ وحب رسوله حتی تخلل بالعبا رضی اللہ تعالیٰ عنک

وارضاک احسن الرضا وجعل الجنة منزلک ومسکنک ومحلک وماواک

السلام علیک یا اول خلفاء الراشدین وتاج العلماء المهدیین وصهر

المصطفی النبی الامین ورحمة اللہ وبرکاته

پھر ایک قدم داہنے جانب ہٹے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ میں سلام پڑھے

السلام علیک یا سیدنا عمر بن الخطاب السلام علیک یا ناطق بالعدل

والصواب السلام علیک یا حنفی المحراب السلام علیک یا مُظہر دین

ے رسول کے خلیفہ سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ کے صحابی۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب کے خلیل۔ سلام ہو آپ پر اے مقصود آیۂ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کے سلام ہو آپ پر اے امام مہاجرین و انصار کے۔ آپ پر سلام ہو اے وہ جنھنے اپنے سارے مال کو اللہ و رسول کی محبت میں خرچ کر دیا یہاں تک کہ صرف عبا سے رہگئے اللہ آپ سے راضی ہو اور آپکو راضی کرے اچھا راضی ہونا۔ اور جنت کو آپکا گھر مسکن محل اور پناہ گاہ بنادے۔ سلام ہو آپ پر اے خلفای راشدین سے اول خلیفہ ہدایت والے علما کے سرتاج حضرت مصطفےٰ نبی امین کے خسر۔ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں آپ پر ہوں ۱۲

ترجمہ۔ سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عمر بن خطاب سلام ہو آپ پر اے بات کرنے والے عدل اور صواب کے۔ سلام ہو آپ پر اے دین مستقیم والے سلام ہو آپ پر اے مدد کرنے والے

الاسلام السلام علیك یا مکسر الاصنام السلام علیك یا ابا الفقراء والضعفاء

والارامل والایتام انت الذی قال فی حقك سید البشر لوکان نبی من

بعدی لکان عمر رضی اللہ تعالی عنك وارضاك احسن الرضا وجعل الجنۃ

منزلك ومسکنك ومحلك وماوئك السلام علیك یا ثانی الخلفاء وتاج

العلماء وصہر النبی المصطفی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پھر امین صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ٹہرے اور کہے۔

السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ السلام علیکما یا معینی رسول اللہ

السلام علیکما ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر قبلہ کے طرف متوجہ ہو اسطرح کہ پیٹھہ حجرۂ شریف طرف ہوا ور ہاتھہ اوٹھاکر یہہ دعا کرے

اللّٰھم یارب العالمین یا رجاء السائلین یا امان الخائفین ویاحرز

سے دین اسلام کے سلام ہو آپ پر ای توڑنے والے بتون کے سلام ہو آپ پر ای فقیرون ضعیفون بیوگون اور یتیمون کے باپ۔ آپ ہین جسکے حق مین حضرت سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہو اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو البتہ عمر ہوتے اللہ تعالی راضی ہو آپ سے اور آپکو راضی کرے اچھا راضی کرنا اور جنت کو آپکی منزل مسکن محل اور ماوی بناوے سلام ہو آپپر ای دوسرے خلیفہ خلیفون سے علما کے تاج اور نبی مصطفے کے سسر۔ اللہ کی رحمت اور اوس کی برکتین آپ پر ہون۔ ۳

ع سلام ہو آپ پر ای دو وزیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام ہو آپ پر ای دو مددگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام ہو آپ دونون پر رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی۔

سلہ ای ہمارے اللہ عالم کے پروردگار مانگنے والون کے امیدگاہ ڈرنے والون کو امن دینے والے توکل کرنے والون کو بچانے والے

المتوکلین یا حنان یا منان یا دیان یا سلطان یا سبحان یا قدیم الاحسان

اللهم بحرمة سیدنا محمد وآل سیدنا محمد وازواج سیدنا محمد وذریات

سیدنا محمد وسیدنا ابی بکر الصدیق وسیدنا عمر الفاروق وسیدنا

عثمان ذی النورین وسیدنا علی المرتضی وانت یا الله الرب الاعلی

فاطر السموٰت والارض وبجاه سیدنا الحسن والحسین وانت المحسن الینا

وبجاه سیدنا اسمعیل وانت یا الله دیا سامع الدعاء اسمع دعائنا وتقبل

زیارتنا وامن خوفنا واستر عیوبنا واغفر ذنوبنا وارحم امواتنا وتقبل

حسناتنا وکفر سیاتنا واجعلنا یا الله عندک من العائذین الفائزین

الشاکرین المحبورین من الذین لاخوف علیهم ولاهم یحزنون برحمتک

یا ارحم الراحمین یارب العالمین۔

سے ۵ ای مہربان ای احسان کرنے والے ای جزا دینے والے ای غلبہ والے ای پاک ذات ای قدیم احسان والے
الٰہی بحرمۃ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بحرمۃ اونکی آل ازواج اور ذریات کے اور بحرمۃ ہمارے سردار
ابوبکر صدیق اور ہمارے سردار عمر فاروق اور ہمارے سردار عثمان ذوالنورین اور ہمارے سردار علی مرتضیٰ کے
اور تو یا اللہ بلند رتبہ والا رب ہی آسمانون اور زمینون کو پیدا کرنے والا اور بحرمۃ ہمارے سردار حسن اور حسین کے
اور تو ہمارا محسن ہے اور بحرمۃ ہمارے سردار اسمعیل کے اور تو یا اللہ ای دعاؤن کو سننے والے ہماری دعا کو سُن
ہماری زیارت کو قبول کر ہمکو ڈر سے امن دی کر ہمارے عیبونکو ڈھانپ ہمارے گناہون کو بخش ہمارے مردون پر رحم کر
ہمارے نیکیونکو قبول کر گناہون سے درگذر کر ای اللہ ہمکو اپنے نزدیک پناہ لینے والون سے کامیابون سے
شکر گذارون سے خوشحالون سے کر جن پر کسی قسم کا خوف نہین اور وہ غمگین ہونے والے نہین اپنی رحمت سے
ای رحم کرنے والون سے بڑے رحم کرنے والے ۱۲

اوسکے بعد فرق مبارک حضور کے طرف رجوع کرے اور کھڑا ہو کر دست بستہ پڑہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ

ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی

اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم ان اللہ وملٰئکتہ

یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللّٰہم

صل وسلم وبارک علیہ ۔

پھر ستر مرتبہ (صلی اللہ علیک وسلم یا رسول اللہ) کہے پھر یہہ دعا پڑہے۔

اللّٰہم انی اسئلک بحرمۃ ہذا النبی الکریم ان ترزقنی ایمانا کاملا

ثابتا یباشر بہ قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی

سلہ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی مین کے ایک رسول آئے ہین تمہاری تکلیف اون پر شاق گذرتی ہے اور اون کو تمہاری بہبودی کا ہوکا ہے اور وہ مسلمانون پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہین اس پر بھی یہہ لوگ سرتابی کرین تو (ای پیغمبر ان سے صاف) کہدو کہ مجھ کو خدا بس کرتا ہے اوسکی ذات کے سوای کوی معبود نہین اوسی پر مین بھروسہ کرتا ہون اور عرش جو (مخلوقات مین سب سے) بڑا ہے اوس کا بھی وہی مالک ہے۔ تحقیق کہ خدا اور اوسکے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے (رہتے) ہین تو مسلمانو (تم بھی پیغمبر پر درود وسلام بھیجتے رہو۔ ای اللہ صلوۃ وسلام اور برکت نازل کر اون پر ۱۲

سہ صلوۃ وسلام خدا کے طرف سے آپ پر ہو ای رسول اللہ کے۔ ۱۲

سلہ ای اللہ البتہ مین تجھسے مانگتا ہون بتوسل اس نبی کریم کے کہ نصیب کر مجکو ایمان کامل ثابت جس سے خوش رہے میرا دل اور یقین صادق یہانتک مین جانلون کہ نہین پہنچیگی مجکو کوئی شے مگر وہ جو تونے میرے لئے مقدر کر رکھا ہے

وعلما نافعا وقلبا خاشعا ولسانا ذاكرا وولدا صالحا ورزقا واسعا

وحلالا طيبا وتوبة نصوحا وصبرا جميلا واجرا عظيما وعملا صالحا

مقبولا وتجارة لن تبور يا نور النور يا عالما بما في الصدور واخرجني وجميع

المسلمين من الظلمات الى النور في الدنيا وتوفني مسلما والحقني بالصلحين

برحمتك يا ارحم الراحمين يا رب العالمين۔

پھر متوجہ قبلہ ہو کر یہہ دعا پڑھے۔

اللهم لا تدع لنا في مقامنا هذا الشريف بين يدي سيدنا رسول الله

ذنبا الا غفرته ولا هما يا الله الا فرجته ولا عيبا يا الله الا سترته ولا مريضا

يا الله الا شفيته وعافيته ولا مسافرا يا الله الا رديته ولا غائبا يا الله الا رددته

ولا عدوا يا الله الا خذلته ودمرته ولا فقيرا يا الله الا اغنيته ولا حاجة يا الله

ہے اور علم نافع اور دل ڈرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور اولاد صالح اور رزق کشادہ اور حلال پاکیزہ اور توبہ نصوح اور صبر جمیل اور اجر عظیم اور نیک عمل جو مقبول ہو اور وہ تجارت جسمین نقصان نہو ای نور کے نور ای جاننے والے دلون کے حالات کے مجکو اور سارے مسلمانون کو اندہیری سے طرف نور کے نکال دنیا مین اور میری موت اسلام پر کرا اور مجہہ کو نیک لوگون کے ساتھہ ملا اپنی رحمت سے ای رحم کرنیوالون کے بڑے رحم کرنے والے ای عالم کے پروردگار۔ ۱۲

سلہ ای اللہ اس بزرگ مقام مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہماری ساری گناہونکو بخش ای اللہ ہماری ساری مشکلون کو کہول دے ای اللہ ہمارے سارے عیبونکو پوشیدہ کر ای اللہ ہماری بیمارونکو شفا اور عافیت دے ای اللہ ہماری سارے مسافرونکو اونکے اوطان کو پہنچا ای اللہ ہماری غیب ہوونکو واپس لا۔ ای اللہ ہماری کل دشمنونکو رسوا اور ہلاک کر اور ای اللہ ہمارے محتاجون کو غنی کر اور ای اللہ

من حوائج الدنيا والاخرة لك فيها صلاح الا قضيتها ويسرتها اللهم اقض

حوائجنا ويسر امورنا واشرح صدورنا وتقبل زيارتنا وامن خوفنا واستر

عيوبنا واغفر ذنوبنا واكشف كروبنا واختم بالصالحات اعمالنا وردّ غربتنا

الى اهلنا واولادنا سالمين غانمين مستورين من عبادك الصّالحين من

الذين لاخوف عليهم ولاهم يحزنون برحمتك يا ارحم الراحمين يا

ربّ العالمين۔

پھر واپس آکر مقام جبرئیل کے محاذی کھڑا ہو کر ملائکہ پر سلام پڑہے

السّلام عليك يا سيدنا جبرئيل السلام عليك يا سيدنا ميكائيل

السلام عليك يا سيدنا اسرافيل السّلام عليك يا سيدنا عزرائيل

السّلام عليكم يا ملائكة المقربين من اهل السّموات والارضين كافة

عامّه السّلام عليكم ورحمة الله وبركاته

سه ہماری دنیا اور آخرت کی کل حاجتونکو جنمین تو خوبی دیکھتا ہو برلا اور آسان کر ای اللہ ہماری حاجتونکو پوری کر ہمارے کل کام آسان کر ہمارے دلونکو کھول ہماری زیارت قبول کر ہمکو ڈر سے امن دے ہماری عیوب کو پوشیدہ کر ہماری گناہونکو بخش ہماری سختیونکو کہول اور ہمارا خاتمہ نیک اعمال پر کر ہماری مسافرت کو ختم کرکے اہل وعیال مین پہنچا درحالیکہ ہم صحیح وسالم رہین مظفر ستورین تیرے نیک بندونسے جن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونیوالے ہین اپنی رحمت سے ای رحم کرنے والونسے بڑے رحم کرنے والے ای پروردگار عالم کے۔ ۱۲

سله سلام ہو تمپر ای سیدنا جبرئیل، سلام ہو تمپر ای سیدنا میکائیل سلام ہو تمپر ای سیدنا اسرافیل سلام ہو تمپر ای سیدنا عزرائیل سلام ہو تمپر ای کل مقرب فرشتے آسمانون اور زمینون کے سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتین ۱۲

پھر باب فاطمہ کے مقابل کھڑا ہوکر یون سلام پڑھے۔

السّلام علیكِ یا سیدتنا فاطمۃ الزھراء یا بنت رسول اللہ السلام علیكِ یا بنت

حبیب اللہ السّلام علیكِ یا بنت المصطفی السلام علیك یا خامسۃ اھل الکسأ

السلام علیكِ یا زوجۃ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ فی الجنۃ

السلام علیكِ یا ام الحسن والحسین السیدین الشھیدین الکوکبین القمرین

النیرین الشابین شباب اھل الجنۃ فی الجنۃ ابی محمد الحسن وابی عبد

اللہ الحسین رضی اللہ تعالی عنہما وعنكِ وارضاكِ احسن الرضا وجعل

الجنۃ منزلكِ ومسکنكِ ومحلكِ وماوٰكِ السلام علیكِ وعلی ابیكِ

المصطفی وبعلك علی المرتضی وبنیك الحسنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ[۱]۔

پھر باب جبرئیل طرف منھہ کرکے اہل بقیع غرقد پر سلام پڑھے۔

السّلام[۲] علیکم یا اھل البقیع یا اھل الجناب الرفیع انتم السابقون ونحن

---

[۱] سلام ہو تمپر ای ہماری سردار فاطمہ زہرا ای بیٹی رسول اللہ کی سلام ہو تمپر ای بیٹی نبی اللہ کی سلام ہو تم پر ای بیٹی حبیب اللہ کی سلام ہو تمپر ای بیٹی مصطفے کی سلام ہو تمپر ای پانچوین چادر والون کی سلام ہو تمپر ای بی بی امیر المومنین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی جنت مین سلام ہو تمپر ای مان حسن اور حسین کی جو دو سردار تھے دو شہید تھے دو ستارے تھے دو چاند تھے دو آفتاب تھے جوانان جنت سے دو جوان تھے جنت مین جنکے نام ابو محمد الحسن اور ابو عبد اللہ الحسین ہے۔ راضی ہو اللہ تعالی اون سے اور تم سے اور راضی کرے تمکو اچھا راضی کرنا اور جنت کو تمھاری منزل مسکن محل اور ماوی بنا وے۔ سلام ہو تمپر اور تمھارے باپ مصطفے پر اور تمھارے شوہر علی مرتضی پر اور تمھارے فرزندان حسنین پر اور اللہ کی رحمت اور اوسکی برکتین۔ ۱۲

[۲] سلام ہو تمپر ای اہل بقیع ای بلند مقام والو تم آگے ہو چکے ہو اور ہم

انشاء اللہ تعالیٰ بکم لاحقون ابشروا بان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث

من فی القبور انسکم اللہ تعالیٰ شرفکم اللہ تعالیٰ بقول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

وحدہ لا شریك له واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ؎

پھر جانب شام منھہ کرکے سیدنا حمزہ اور شہدای احد پر یون سلام پڑہے۔

السلام علیك یا سیدنا حمزۃ بن عبد المطلب السلام علیك یا عم رسول

اللہ السلام علیك یا عم نبی اللہ السلام علیك یا عم حبیب اللہ السلام

علیك یا عم المصطفیٰ السلام علیك یا سید الشہداء ویا اسد اللہ ویا اسد

رسولہ السلام علیکم یا شہداء یا سعداء السلام علیکم بما صبرتم فنعم

عقبی الدار السلام علیکم یا شہداء احد کافۃ عامۃ ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ ؎۔

پھر اگر کسی نے سلام کی وصیت کی ہو اوسکو پوری کرے یعنے جسکو سلام پہنچانا ہی اوسکی

سلام کی جاے پر آوے اور کہے یا فلان السلام علیك من فلان ابن فلانۃ۔ یا

؎ انشاء اللہ تعالیٰ تم سے آکر ملنے والے ہین خوش خبری ہو تمکو کہ قیامت آنے والی ہے اوس مین کوی شک نہین اور البتہ اللہ قبور مین سونیوالون کو اٹھائیگا اللہ تمکو سلامت رکھے اللہ تمکو بزرگی دے ساتھ قول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کے ۱۲

؎ سلام ہو تمپر ای ہمارے سردار حمزہ بن عبد المطلب سلام ہو تمپر ای رسول اللہ کے چچا سلام ہو تم پر ای نبی اللہ کے چچا سلام ہو تمپر ای حبیب اللہ کے چچا سلام ہو تمپر ای مصطفے کے چچا سلام ہو تمپر ای شہیدونکے سردار ای اللہ کے شیر ای رسول اللہ کے شیر سلام ہو تمپر ای شہدا ای نیک بختو سلام ہو تمپر تمہاری صبر کی وجہ پھر اچھا ہو عاقبت کا گھر سلام ہو تمپر ای احد کے کل شہیدو اور رحمت اللہ کی اور برکتین۔ ۱۲

in such notices, and the mode, time, and frequency of the payment of royalties, including (if they think fit) regulations requiring payment in advance or otherwise securing the payment of royalties.

4. If, at any time after the death of the author of a literary, dramatic or musical work which has been published or performed in public, a complaint is made to the Judicial Committee of the Privy Council that the owner of the copyright in the work has refused to republish or to allow the republication of the work or has refused to allow the performance in public of the work, and that by reason of such refusal the work is withheld from the public, the owner of the copyright may be ordered to grant a licence to reproduce the work or perform the work in public, as the case may be, on such terms and subject to such conditions as the Judicial Committee may think fit.

Comp[illegible] licence[illegible]

5. (1) Subject to the provisions of this Act, the author of a work shall be the first owner of the copyright therein :

Owne[illegible] of cop[illegible] etc.

Provided that—

(a) where, in the case of an engraving, photograph, or portrait, the plate or other original was ordered by some other person and was made for valuable consideration in pursuance of that order, then, in the absence of any agreement to the contrary, the person by whom such plate or other original was ordered shall be the first owner of the copyright ;

(b) where the author was in the employment of some other person under a contract of service or apprenticeship and the work was made in the course of his employment by that person, the person by whom the author was employed shall, in the absence of any agreement to the contrary, be the first owner of the copyright, but where the work is an article or other contribution to a newspaper, magazine, or similar periodical, there shall, in the absence of any agreement to the contrary, be deemed to be reserved to the author a right to restrain the publication of the work, otherwise than as part of a newspaper, magazine, or similar periodical.

(2) The owner of the copyright in any work may assign the right, either wholly or partially, and either generally or subject to limitations, to the United Kingdom or any self-governing dominion or other part of His Majesty's dominions to which this Act extends, and either for the whole term of the copyright or for any part thereof, and may grant any interest in the right by licence, but no such assignment or grant shall be valid unless it is in writing signed by the owner of the right in respect of which the assignment or grant is made, or by his duly authorised agent :

Provided that, where the author of a work is the first owner of the copyright therein, no assignment of the copyright, and no grant of any interest therein, made by him (otherwise than by will) after the passing of this Act, shall be

operative to vest in the assignee or grantee any rights with respect to the copyright in the work beyond the expiration of twenty-five years from the death of the author, and the reversionary interest in the copyright expectant on the termination of that period shall, on the death of the author, notwithstanding any agreement to the contrary, devolve on his legal personal representatives as part of his estate, and any agreement entered into by him as to the disposition of such reversionary interest shall be null and void, but nothing in this proviso shall be construed as applying to the assignment of the copyright in a collective work or a licence to publish a work or part of a work as part of a collective work.

(3) Where, under any partial assignment of copyright, the assignee becomes entitled to any right comprised in copyright, the assignee, as respects the rights so assigned, and the assignor, as respects the rights not assigned, shall be treated for the purposes of this Act as the owner of the copyright, and the provisions of this Act shall have effect accordingly.

Civil Remedies.

e-n-
at
ght.

6. (*1*) Where copyright in any work has been infringed, the owner of the copyright shall, except as otherwise provided by this Act, be entitled to all such remedies by way of injunction or interdict, damages, accounts, and otherwise, as are or may be conferred by law for the infringement of a right.

(*2*) The costs of all parties in any proceedings in respect of the infringement of copyright shall be in the absolute discretion of the Court.

(*3*) In any action for infringement of copyright in any work, the work shall be presumed to be a work in which copyright subsists and the plaintiff shall be presumed to be the owner of the copyright, unless the defendant puts in issue the existence of the copyright, or as the case may be, the title of the plaintiff, and where any such question is in issue, then—

(*a*) if a name purporting to be that of the author of the work is printed or otherwise indicated thereon in the usual manner, the person whose name is so printed or indicated shall, unless the contrary is proved, be presumed to be the author of the work;

(*b*) if no name is so printed or indicated, or if the name so printed or indicated is not the author's true name or the name by which he is commonly known, and a name purporting to be that of the publisher or proprietor of the work is printed or otherwise indicated thereon in the usual manner, the person whose name is so printed or indicated shall, unless the contrary is proved, be presumed to be the owner of the copyright in the work for the purposes of proceedings in respect of the infringement of copyright therein.

7. All infringing copies of any work in which copyright subsists, or of any substantial part thereof, and all plates used or intended to be used for the

یافلان یسلم علیک فلان ابن فلان نہ اور اگر سلام عورت کا ہے تو فلان کی جائی
فلانہ اور یسلم کی جای تسلم کہے۔

الحمدللہ کہ مسجد نبوی اور اوسکے ملحقات اور لواحق کا بیان مع آداب
زیارت وادعیہ زیارت ختم ہو چکا اب یہان سے دوسرے آثر نبوی کا حال مختصر الکھاجاتا
ہے تاکہ کتاب حتی الوسع تمامی آثر کے بیان پر شامل رہے۔

مساجد مدینہ

مسجد نبوی کے حالات رقم ہونے کے بعد مناسب نظر آتا ہے کہ
دوسرے اون مساجد کا ذکر ہو جو مدینہ منورہ مین اور اوسکے اطراف مین۔

(۱) **مسجد قبا**۔ مسجد نبوی کے بعد اسی مسجد کا درجہ ہے۔ اوسکی ابتدائی بنا کا
حال ابتدای کتاب مین بیان ہو چکا ہے اور اوسکے بعض فضایل بھی رقم ہو چکے ہین
اکثر مفسرین کا بیان ہے کہ اسلام مین اول مسجد جو تعمیر ہوی وہ مسجد قبا ہے اور آیۂ
لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم الخ اسی مسجد کے شان مین اوتری
ہے۔ اگرچہ بعض کہتے ہین کہ آیۂ مذکور مسجد نبوی کے حال مین اوتری ہے لیکن تحقیق
اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شان نزول آیۂ اگرچہ مسجد قبا ہے لیکن یہہ حکم ہر دو مساجد
کو شامل ہے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر شنبہ کو کبھی پیدل اور کبھی سوار مسجد قبا کو تشریف فرما ہوتے تھے۔ عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کی بھی یہی عادت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی

کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ مسجد قبا کی بنا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ پتھر اوٹھاتے تھے اگر یہ مسجد دنیا کے کسی کنارہ مین
ہوتی تو اوس کی زیارت کے لئے ہم دور و دراز کا سفر اختیار کرتے اور فرمایا شکر ہے
پروردگار عالم کا کہ اوسنے مسجد قبا کو ہم سے نزدیک کر دیا اور اگر وہ مسجد دنیا کے کنارے
ہوتی تو ہم اونٹون کے جگر توڑ کر اوسکی زیارت کے لئے سفر کرتے سعد بن ابی وقاص
سے روایت ہے کہ فرمایا مسجد قبا مین ایک بار دو رکعت نماز پڑہنا میرے نزدیک
مسجد بیت المقدس کے دو بار زیارت کرنے سے محبوب تر ہی حدیث شریف مین
ہے من صلی فی المساجد الاربعۃ غفر لہ ذنوبہ ترجمہ جسنے چارون
مساجد مین نماز پڑہی اوسکے سارے گناہ بخشے جاتے ہین۔ چار مسجد سے مراد مسجد
حرام مسجد نبوی مسجد قبا اور مسجد اقصی بیت المقدس ہے۔ طول و عرض قبا کا برابر ۶۶
ذراع ہے۔ بعضے مورخون کا بیان ہے کہ منارہ کے جانب کسیقدر حصہ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے اس مسجد کے تزئین مین بھی سعی کی
ہے۔ طول زمانہ بر یہ مسجد بھی منہدم ہوتی گئی تو زمانے کے امرا اور سلاطین اوسکی تجدید
اور تعمیر کرتے رہے۔ سعد بن خیثمہ کا مکان اس مسجد کے قبلہ کے سمت تھا اور دروازہ
بھی اسیجانب۔ تحویل قبلہ کے بعد وہ دروازہ مسدود کر دیا گیا۔ اسی مسجد مین تیسرے
ستون کے پاس حضور کا مصلا تھا۔ اسی مسجد کے رکن غربی کے طرف ایک مسجد
(۲) **مسجد علی** کے نام سے مشہور ہے غالباً اسی جا می سعد بن خیثمہ کا مکان

تھا۔حضور نے اس مکان مین خواب راحت فرمایا تھا اور وضو کرکے نماز پڑہی تھی
شایق کو چاہئے کہ ضرور اس مسجد یعنے مسجد علی مین نماز پڑہے۔ سہل بن حنیف سے
روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
کوئی شخص اپنے گھر سے وضو کرکے نکلا اور مسجد قبا کو آکر نماز پڑہی تو اوسکو عمرہ کا ثواب
ہے۔ اس وقت صحن مسجد سے متصل کمان کے پاس کسی قدر بلند مقام ہے اوس
کے محراب پر ایک پتھر پر آیۂ لمسجد اسس علی التقوی الخ منقوش ہے یہی
مقام مصلای نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صحن مسجد مین جو ایک قبہ ہے وہ حضور
کی اونٹنی کے بیٹھنے کی جاے ہے اوسکو مبرک الناقہ کہتے ہین۔ منارہ عمر بن عبدالعزیز
کا بنایا ہوا ہے۔ اس مسجد کے ضد مین منافقون نے ایک مسجد بنائی تھی جسکا نام
قرآن مجید مین مسجد ضرار سے بتایا گیا ہے جسکے باب مین خدا نے حضور کو اس مسجد
مین نماز پڑہنے سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا لا تقم فیہ ابداً یعنے کبھی اس
مسجد ضرار مین نماز نہ پڑہنا۔ یہہ مسجد حضور کے حکم سے جلادی گئی اور کوڑا کرکٹ
اوس جای ڈالنے لگے اسوقت اوسکا نام و نشان تک باقی نہین۔

قبا مین ایک اور مسجد ہے جسکو (۳) **مسجد ابوبکر** کہتے
ہین غالبا یہہ کلثوم بن الہدم کے مکان کی جاے ہے جہان حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایام قیام قبا مین تشریف رکھتے تھے (۴) **مسجد عشرہ**
نام والی اور ایک مسجد ہے۔ بیر اریس کے متصل اور ایک مسجد ہے ان تینون مسجدون

کا ذکر محدث مدراسی مولانا مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم نے
اپنے کتاب قوت الارواح مین کیا ہے ان سارے مسجدون کی زیارت کی جائے
محرر سطور نے اور ایک مسجد دیکھی جسکو (۵) **مسجد فاطمہ** کہتے ہین اوس مسجد
مین ایک محراب مین ایک پتھر ہے جسکو لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چکی کہکے
بتلاتے ہین۔ واللہ اعلم (۶) **مسجد بیر اریس یا مسجد بیر خاتم**
جسکا اوپر ذکر ہوا ہے ایک باولی کے پاس ہے جسکو بیر اریس کہتے ہین۔ اریس ایک
یہودی کا نام تھا یہہ باولی اوس سے منسوب ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی انگوٹھی اس باولی مین گر ہی تھی اوسکا تفصیلی حال انشاء اللہ باولیون کے
ذکر مین آئیگا۔

(۷) **مسجد الجمعہ یا مسجد الوادی یا مسجد عاتکہ** یہہ تینون نام
ایک ہی مسجد کے ہین۔ اس سے قبل مذکور ہوچکا ہے کہ جب حضور قبا سے مدینے کے
طرف متوجہ ہوے قبیلۂ بنی سالم بن عوف مین پہنچے نماز جمعہ کا وقت ہوچکا تھا
حضور نے وہین نماز جمعہ ادا کی۔ حضور کے مدینہ کو رونق افروز ہونے کے بعد
اول نماز جمعہ جو مدینہ مین پڑ ہی گئی وہ اسی مسجد مین تھی۔ اس مسجد کے قریب ایک
وادی ہے جسمین بنی سالم کے مکانات تھے۔ عتبان بن مالک کا مکان بھی اسی
وادی مین تھا۔ ایک روز عتبان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین آئے اور کہا کہ میری قوت باصرہ بہت ضعیف ہوگئی بارش اور پانی کے

وقت مسجد قبیلہ کو آنا مجھے دشوار ہے اگر حضور میرے گھر کو تشریف لائین اور وہان نماز
پڑہین تو مین اوس کو اپنا مصلا بنا لونگا اور ضرورت کے وقت وہین نماز پڑہا کرونگا
وادی بنی سالم مین دو مسجدین ذکر کی گئین ہین ایک مسجد صغیر وہی مسجد الجمعہ
ہے۔ اور دوسری مسجد کبیر غالبا عتبان کے گھر کی مسجد ہے یہہ مسجد منہدم ہوگئی تھی
نوین صدی مین بعض عجمیون نے اوسکی تجدید کی۔ اس مسجد کا طول قبلہ سے شام تک
۲۰ بیس ذراع ہے اور عرض مشرق سے مغرب تک ساڑے ۱۶½ سولہ ذراع۔

(۸) **مسجد الفضیخ** جس کو **مسجد الشمس** بھی کہتے ہین یہہ ایک چھوٹی
مسجد ہے۔ مسجد قبا سے قریب جانب مشرق ایک بلند ٹیکری پر سیاہ پتھر سے بنی ہوئی
ہے اوس پر سقف نہین اوسکا طول وعرض ہر دو برابر گیارا ذراع ہے۔ محاصرہ
بنی النضیر مین اس جانب **حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کا ڈیرہ دیا گیا تھا
حضور نے یہان چھے روز نماز پڑہی تھی اوس جای مسجد بنادی گئی۔ ابن شیبہ اور ابن
زبالہ کہتے ہین کہ انصاری لوگ یہان بیٹھکر فضیخ نامی ایک قسم کی شراب پیتے تھے
جس وقت عموم خمر کی حرمت پر آیت اوتری تو اوس جای جس قدر فضیخ محفوظ تھی زمین
پر بہادی گئی اسی وجہ سے اوس کو مسجد فضیخ کہتے ہین۔ غالبا یہہ خبر بنای مسجد سے
پہلے کی ہو۔ اور چونکہ یہہ مسجد بلندی پر ہے اور طلوع شمس کا اثر سب سے پہلے
اسپر ہوتا ہے اسلئے اسکو مسجد شمس کہتے ہین نہ کہ معجزۂ ردِ شمس اوسپر ہوا۔ کیونکہ واقعہ ردشمس
بلاد خیبر سے مقام صہبا مین ہوا۔ اور یہہ مسجد عوالی مدینہ مین ہے۔

(۹) **مسجد بنی قریظہ** حرہ شرقیہ کے نزدیک باغون کے اخیر مسجد شمس کے مشرق طرف یہہ مسجد ہے محاصرہ بنی قریظہ مین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام مین اترے تھے پھر وہان مسجد بنا دی گئی اوس مسجد کے پاس ایک عورت کا گھر تھا جسمین حضور نے نماز پڑہی تھی ولید بن عبد الملک نے بنای مسجد کے وقت اس گھر کو بھی مسجد بنی قریظہ مین شامل کر دیا۔ قدیم عمارت مین اوس گھر پر ایک منارہ تھا مثل منارہ مسجد قبا کے اور اس مسجد کی شکل بھی مسجد قبا کی سی تھی مرور زمانہ پر اسوقت مسجد باقی نہین۔ اوسکی جای ایک نصف قد آدم دیوار کا محاصرہ ہے۔ اوسکا طول قبلہ سے شام تک چوالیس ذراع اور عرض مشرق سے مغرب تک ترتالیس ذراع ہے۔

(۱۰) **مسجد مشربۃ ام ابراہیم** حرہ شرقیہ سے متصل نخلستانون کے درمیان مسجد بنی قریظہ کے شمال مین ایک چار دیواری بلا سقف ہے قبلہ سے شام تک گیارہ ذراع اور مغرب سے مشرق تک چودہ ذراع اسجای حضور نے نماز پڑہی تھی۔ مشربہ باغیچہ کو کہتے ہین۔ اس جای ام المومنین ماریہ قبطیہ کے ملک سے جو حضرت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مان تھین ایک باغ تھا اسجای سیدنا ابراہیم کی ولادت بھی ہوی تھی۔ ماریہ قبطیہ نہایت جمیلہ تھین حضور کو بہت پسند اور منظور نظر تھین۔ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی ناگوارگی خاطر کے اندیشہ سے حضور نے ماریہ رضی اللہ عنہا کو پہلے حارثہ بن النعمان کے گھر مین رکھا تھا پھر عوالی مدینہ مین اونکا مقام مقرر فرمایا

اور خود کبھی کبھی اونکے مکان کو تشریف لیجایا کرتے تھے۔

(۱۱) **مسجد بنی ظفر**۔ اس کو **مسجد بغلہ** بھی کہتے ہین اور عوام الناس **سفرۂ پیغمبر** کہتے ہین یہ مسجد فاطمہ بنت اسد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ماں کے قبہ کے راستے سے بقیع کے مشرق کے طرف واقع ہے اس مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پتھر پر تشریف رکھے تھے آپ کے ساتھ اصحاب سے ابن مسعود اور معاذ بن جبل تھے حضور نے ایک قاری کو قرآن پڑہنے کے لئے فرمایا جب آیہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا پڑہی گئی حضور رونے لگے اور فرمایا کہ خداوندا مین اون لوگون کے حال کا گواہ ہون جن کو مین نے دیکھا ہے اور جنکو مین نے دیکھا نہین اونکا حال کیا جانون۔ اہل تاریخ کہتے ہین کہ اس پتھر کی ایک خاصیت ہے کہ جس عورت کو حمل نہوا ہو اس پتھر پر بیٹھنے سے حاملہ ہوتی ہے اور مدینہ والون مین اس پتھر کا مذکور اثر معروف ومشہور ہے۔ سید سمہودی اپنے زمانہ مین لکھتے ہین کہ اس وقت اس مسجد مین کوئی پتھر نہین مگر داخل مسجد کے بائین طرف دروازہ مسجد کے بازو ایک پتھر ہے۔ مطری کہتے ہین کہ حرہ مین اس مسجد کے قبلہ کے سمت تھوڑے پتھر ہین جن پر نشانیان ہین کہتے ہین کہ وہ نشانیان حضور کے خچر کے سم کے ہین اور ایک پتھر پر کہنی کا نشان اور ایک پر انگلیون کے نشان ہین کہتے ہین کہ حضور نے اس پتھر پر کہنی سے تکیہ فرمایا تھا او سین مرمر کی ایک تختی ہے جسپر لکھا ہے

خلد اللہ ملک الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المومنین

عمر سنہ ثلثاین وست مائۃ یعنے اللہ ملک الامام ابو جعفر المنصور مستنصر باللہ امیر المومنین کی سلطنت کو آباد رکھے اس مسجد کی تعمیر ۳۰۶ھ میں کی۔ یہہ مسجد مربع طول وعرض میں برابر اکیس ذراع ہی۔

مولانا قاضی الملک مرحوم قوت الارواح مین لکھتے ہین کہ لوگ کہتے ہین مسجد قبلہ ٹوٹ گئی اور وہ پتھر جسپر عورت بیٹھی تو حاملہ ہو جاتی تھی سعود والوہابی اپنے تسلط کے ایام مین نکال پر پھینک دیا۔ محرر سطور عرض کرتا ہے کہ مین نے یہان دو مسجدین دیکھین ایک

(۱۲) **مسجد المائدہ** اس مسجد مین ایک پتھر پر پیالون کے مانند گڑھے مین کہتے ہین کہ اوسمین اہل بیت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی اور خرما تناول فرمایا تھا۔ اسوقت بھی لوگ جب وہان زیارت کو جاتے ہین تو روٹی اور خرما ساتھ لئے جاتے ہین اور اون پیالہ نما گڑھون مین ڈالکر کھاتے ہین اور اوسکا پس ماندہ تبرکا اپنے اوطان کو لیجاتے ہین۔ مسجد المائدہ کے بائین طرف ایک مسجد ہے اُس کے روبرو صحن ہے اوسکو

(۱۳) **مسجد الفاطمہ** کہتے ہین مسجد مائدہ کے روبرو ایک بنا کوٹھے کے مانند ہے اس مین ایک غار ہے صاحب قوت الارواح فرماتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر اسی غار مین گرکر مرا تھا اور اوس کوٹھے مین اس خچر کی قبر ہے۔ محرر سطور کو وہان کوئی قبر نظر آئی نہین معلم نے اس کوٹھے کا نام مسجد الفتح

بتایا غالباً یہی مسجد البغلہ ہے۔

(۱۴) **مسجد الاجابہ۔** یہہ مسجد بقیع کے شمال کے طرف ہے قبور شہدائے مدفون بقیع کے احاطہ سے گزرین تو سالک کے بائین جانب ایک بلند مقام پر یہہ مسجد ہے قبلہ سے شام تک اسکا طول بست ذراع اور شرق سے مغرب تک عرض پچیس ذراع ہے اسکو **مسجد بني معاویہ** بھی کہتے ہین اور بنی معاویہ اوس کا ایک قبیلہ تھا صحیح مسلم مین ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالیہ سے تشریف لارہے تھے آپکا گزر مسجد بنی معاویہ پر ہوا آپ نے وہان دو رکعت نماز پڑہی ساتھ والے اصحاب نے بھی نماز پڑہی پھر حضور نے ایک بہت طویل دعا کی اور فرمایا مین نے خدا سے تین درخواستین کین دو قبول ہوئین اور ایک سے مناہی کی گئی مین نے درخواست کی کہ میری امت قحط سے ہلاک نہو اور غرق نہو اور آپس مین مقاتلہ نکرے پہلی ہر دو درخواستین قبول ہوئین تیسری کے متعلق ارشاد ہوا کہ تیری امت تلوار ہی سے ہلاک ہوگی۔ اس مسجد مین حضور کی دعائین قبول ہونے سے اوسکو مسجد الاجابہ کہتے ہین۔ اس مسجد مین مصلی شریف محراب سے داہنے جانب دو ذراع پر ہے حضور نے یہان نماز پڑہی ہے اور کھڑے ہوکر دعا کی ہے زائرین کو بھی لازم ہے کہ اتباع سنت کرین۔ یہہ مسجد مشرق سے مغرب تک پچیس ذراع اور قبلہ سے شام تک کوئی بیس ذراع ہے۔

(۱۵) **مسجد طریق السافلہ** اسکو **مسجد ابی ذر الغفاری**

بھی کہتے ہین. مشہد سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کے شرقی رستہ کے دہنے جانب ہے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسجا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہی پھر
سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ مین رہے راوی حدیث عبد الرحمن بن عوف کہتے ہین مجھکو
گمان ہوا کہ شاید حضور کا وصال ہوچکا مین رونے لگا حضور نے سجدہ سے سر اوٹھایا
اور مجھسے پوچھا تو کیون روتا ہے مین نے کہا حضور نے سجدہ مین اس قدر دیر کی کہ مجھکو
وفات کا گمان ہوا. آپ نے فرمایا کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ پروردگار عالم فرماتا ہی کہ جو شخص
آپ پر درود پڑہتا ہے مین اوس پر رحمت بھیجتا ہون اور جو آپ پر سلام پڑہتا ہی مین اوس پر
سلام پڑہتا ہون پس مین نے اس نعمت کے شکریہ مین سجدۂ شکر کیا. یہہ مسجد بہت چھوٹی
طول و عرض مین صرف آٹھہ ذراع ہی۔

(۱۶) **مسجد البقیع** جنت البقیع کے دروازے سے نکلنے والے کے
داہنے جانب قبہ عقیل اور قبۂ امہات المومنین کے مغرب کے طرف واقع ہی. بعض
کہتے ہین کہ یہہ حضور کا مصلائی عید تھا. سمہودیؒ کہتے ہین کہ یہہ **مسجد ابی بن کعب**
ہے جسمین حضور اکثر نماز پڑہا کرتے تھے۔

(۱۷) **مصلی العید**. خارج مدینۂ منورہ دروازۂ مصری سے مغرب طرف
واقع ہے جس راستہ سے مکہ معظمہ کا قافلہ آتا ہے. واقدیؒ کہتے ہین کہ پہلے عید کی
نماز حضور نے سنہ ۲ ہجری مین یہین پڑہی. ابن زبالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول مرتبہ عید الفطر اور

عید الضحی کی نماز حکیم ابن العدا کے گھر سے قریب ایک مقام مین پڑہی ارباب تاریخ کہتے
ہین کہ وہ مقام باب السلام سے ہزار گز کی مسافت پر ہے اب اس مقام پر ایک مسجد ہی
جسکو مصلای عید کہتے ہین سید سمہودی کے پاس اس موضع کا نام **مسجد علی** ہے
جسکا ذکر آگے آتا ہی۔ اوایل زمانہ مین بازار مدینہ اسجا سے تھا اور حکیم بن العدا کا مکان بھی ہین
تھا۔ اسی مقام مین اور ایک مسجد ہے جسکو

(۱۹) **مسجد ابو بکر** کہتے ہین۔ یہہ مسجد منہدم ہو گئی تھی شیخ الحرم نے
اوسکی تجدید کی اوسکے اطراف ایک رباط بنایا اور پانی جاری کیا اور ایک چھوٹا سا باغ بنایا
اس مسجد کے پاس اور ایک چھوٹا باغ تھا جسکو عریضہ کہتے تھے اوسکے نشان ابھی
باقی ہین۔ اور ایک مسجد اسی کے متصل

(۲۰) **مسجد علی** سے موسوم ہے جسکو بعض عجمی امیرون نے بنایا ہی یہہ مسجد بڑی
ہے اور اوسکا صحن وسیع۔ کہتے ہین کہ ایام محاصرۂ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت
علی رضی اللہ عنہ یہین تشریف رکہتے تھے نماز عید بھی یہین پڑہی سمہودی اسی مسجد کو مصلای
عید سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ مقام مصلای
عید سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام ہونے کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ
نے تبرکا نماز عید وہین پڑہی۔ حضور کے زمانہ تقدس نشانہ مین مصلای عید کی کوئی بنا
نتھی بلکہ آپ نے اوسکی تعمیر سے منع فرمایا تھا۔ خطبۂ عید بھی منبر پر ہوتا تھا۔ خطبہ عید کو
جسنے اول وہلہ منبر پر پڑہا وہ مروان بن الحکم تھا ابن ابی شیبہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے

کہ اول مرتبہ منبر پر خطبہ عید جسنے پڑہا وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور نے نماز استسقا
اسی مصلا مین پڑہی اور خطبہ منبر پر قرأت فرمایا اسی پر قیاس کر کے خطبہ عید کے لئے
بھی منبر اختیار کیا گیا۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ یہہ تینون مسجدین یعنے مصلی العید
مسجد ابوبکر اور مسجد علی عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین تیار ہوئین حضور جب کسی سفر
سے واپس آتے تھے تو مصلا پر سے گذر ہوتا تھا آپ وہان متوجہ الی القبلہ کھڑے
ہوتے تھے اور دعا فرماتے تھے۔ بروایت سعید بن المسیب جنازہ نجاشی پر اسی مقام
مین نماز پڑہی گئی حدیث شریف مین ہے مابین بیتی ومصلائی روضۃ
من ریاض الجنۃ۔ یعنے میرے گھر اور میرے مصلا کے مابین جنت کے باغون
سے ایک باغیچہ ہے۔

(۲۱) **مسجد الفتح**۔ اور دوسرے مساجد جو اوسکے قبلہ کے جانب ہین ان
سب کو مساجد فتح کہتے ہین اور عام لوگ چار مسجد کہتے ہین لیکن دراصل مسجد الفتح وہی ایک
مسجد ہے جو جبل سلع کے قطعہ غربیہ مین بلندی پر واقع ہے مشرق وشمال مین اس کے
زینے ہین اسکو **مسجد الاحزاب** اور **مسجد اعلی** بھی کہتے ہین
حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد
فتح مین تین روز دوشنبہ سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو دعا کی ہے اور چہار شنبہ کو اجابت دعا کی
بشارت پائی جس سے حضور بہت خشاش اور بشاش نظر آتے تھے جابر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ جب کبھی مجھہ کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو مین مسجد الفتح کو جا کر دعا کرتا تھا

اور قبولیت دعا کی بشارت پاتا تھا جنگ خندق کے روز حضور نے اسی جا کفار قریش
پر دعا کی ہے۔ جنگ خندق کے دن خوف اعدا سے نماز ظہر عصر اور مغرب کے لئے قابو
ملا نہین حضور نے بعد مغرب سارے نمازون کو قضا فرمایا۔ جنگ خندق اور جنگ احزاب
ایک ہی جنگ کا نام ہے یہی اخیر جنگ تھی جو کفار قریش نے مکہ سے آکر مدینہ مین کی
جب مسلمانون کو مشکل کا سامنا ہوا تو حضور اوٹھے اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے ایک سخت
آندہی کو کافرون پر مسلط فرمایا۔ کافر اوسکی تاب لا نسکے۔ اور واپس چلے گئے قرآن شریف
مین سورہ احزاب مین اوسکی تفصیل ہی حضور نے اصحاب سے فرمایا کہ قریش اسکے
بعد پھر کبھی مسلمانون سے مقابل نہونگے اور اون سے نہین لڑینگے اسی لئے اسکو مسجد فتح
کہتے ہین اور مسجد احزاب بھی۔ یہ مسجد وادی کے داہنے جانب واقع ہی۔ امام جعفر صادق سے
روایت ہے کہ جب حضور مسجد فتح کو آئے دو قدم راہ چلے اور کھڑے ہو کر دعا کے لئے
اپنے ہر دو مبارک ہاتھ اوٹھائے اور دعا مین اسقدر مبالغہ فرمایا کہ مبارک چادر شانہ
اقدس سے گر گئی اور حضور دعا مین مشغول تھے۔ اس مسجد مین حضور کے قیام کی جا کے
متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ ستون وسطی مسجد حضور کا مقام ہے بعض کہتے
ہین کہ صحن مین مقابل محراب مسجد موضع مبارک ہے اور حضور جو داخل مسجد ہوے
شمالی زینہ کے جانب سے داخل ہوے اس زینہ سے چڑھکر دو خطوہ آگے بڑھین تو
موضع قیام حضور حاصل ہوتا ہی اس مسجد مین حضور کی دعا یہ تھی۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ هَدَيْتَنِيْ مِنَ الضَّلَالَةِ فَلَا مُكْرِمَ لِمَنْ اَهَنْتَ وَ

لا مھین لمن اکرمت ولا معز لمن اذللت ولا مذل لمن اعززت

ولا ناصر لمن خذلت ولا خاذل لمن نصرت ولا معطی لما منعت و لا

مانع لما اعطیت ولا رازق لمن حرمت ولا حارم لمن رزقت ولا رافع لمن

خفضت ولا خافض لمن رفعت ولا خارق لمن سترت ولا ساتر لمن خرقت

ولا مقرب لمن باعدت ولا مباعد لمن قربت یا صریخ المکروبین

ویا مجیب المضطرین اکشف ھمی وغمی وکربی فقد تری حالی وحال

اصحابی۔

سید سمہودی نے زائرون کے لئے اس دعا کے اول اس قدر بڑھایا ہے لا الہ

الا اللہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السموٰت

ؔ (متعلق صفحہ ۱۶۹) ای اللہ تیرا شکر ہے تونے گمراہی سے مجھکو ہدایت دی جسکی تونے اہانت کی کوئی اسکو اکرام کرنے والا نہین اور کوئی اہانت کرنیوالا نہین جسکا تونے اکرام کیا اور کوئی عزت دینے والا نہین جسکو تونے ذلیل کیا اور کوئی ذلیل کرنے والا نہین جسکو تونے عزت دی کوئی مدد کرنیوالا نہین جسکو تونے رسوا کیا اور کوئی رسوا کرنے والا نہین جسکی تونے مدد کی کوئی دینے والا نہین جسکو تونے دیا نہین اور کوئی منع کرنیوالا نہین جسکو تونے دیا۔ کوئی روزی دینے والا نہین جسکو تونے محروم کیا اور کوئی محروم کرنے والا نہین جسکو تونے روزی دی کوئی اٹھانے والا نہین جسکو تونے گرایا اور کوئی گرانے والا نہین جسکو تونے اوٹھایا کوئی پردہ دری کرنے والا نہین جسکو تونے پوشیدہ کیا اور کوئی پوشیدہ کرنے والا نہین جسکی تونے پردہ دری کی کوئی نزدیک کرنیوالا نہین جسکو تونے دور کیا کوئی دور کرنیوالا نہین جسکو تونے نزدیک کیا ای مصیبت زدونکی آواز سننے والے ای بیقرارونکی دعا قبول کرنیوالے کھول میری مصیبت کو غم کو اور سختی کو تحقیق تو میرا حال اور میرے اصحاب کا حال دیکھتا ہی ۱۲ ؔ نہین کوئی معبود

ورب الارضین ورب العرش الکریم۔ اور آخر مین ولامباعد لمن قربت کے بعد دعا کو یون ختم کیا ہے۔ اللھم انت عضدی و نصیری بک احول وبک اصول وبک اقاتل اللھم یاصریخ المستصرخین والمکروبین ویاغیاث المستغیثین ویامفرج کرب المکروبین ویا مجیب دعوة المضطرین صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم واکشف عنی کربی وغمی وحزنی وھمی کما کشفت عن حبیبک ورسولک صلی اللہ علیہ وسلم کربہ وحزنہ وغمہ فی ھذا المقام وانا استشفع الیک بہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فقد تری حالی

(بقیہ حاشیہ) برحق مگر اللہ پروردگار آسمانون کا اور پروردگار زمینون کا اور پروردگار عرش کریم کا ۱۲

سلہ ای اللہ تو میرا قوت بازو ہے میرا مددگار ہے تیری مدد سے مجھ کو طاقت ہے تیری مدد سے مین غلبہ کرتا ہون اور مقابلہ کرتا ہون ای اللہ چلانے والون کی اور مصیبت والون کی سننے والے دادخواہون کی فریاد کو پہنچنے والے مصیبت والون کی مصیبت کو دور کرنے والے بیقرارون کی دعا کو قبول کرنے والے صلوٰة و سلام نازل کر ہمارے سردار محمد پر اور ان کے آل واصحاب پر میری مصیبت کو غم کو رنج کو اور مشکل کو دور کر جیسے تو نے اپنے حبیب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ و سلم سے اونکی سختی رنج و غم کو اس مقام مین دور کیا۔ اور مین اپنے اس کام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے دربار مین شفیع بناتا ہون تحقیق تو دیکھتا ہے میرے حال کو۔

* اور نہین کوئی دور کرنے والا جسکو تو نے نزدیک کیا ۱۲

و تعلم[1] عجزی وضعفی یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اسألك

من خیر ما سالك منه عبدك وحبیبك سیدنا محمد صلی اللّٰه

علیه وسلم۔

بہتر ہے کہ اس دعا کے بعد وہ دعا بھی پڑہے جو امام شافعی نے ہارون کے مہم مین

ہارون پر پڑہی تھی۔ اور وہ دعا یہہ ہے۔ شہد[2] اللّٰه انه لا اله الا هو والملئکة و

اولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزیز الحکیم انا اشهد بما شهد اللّٰه

به واستودع هذه الشهادة وهی ودیعة عند اللّٰه یودیها الی یوم القیمة

اللهم انی اعوذ بنور قدمك وعظمة طهارتك وبركة جلالك من

كل آفة وعاهة ومن طوارق اللیل والنهار وطارق الجن والانس الا

طارقا یطرق بخیر اللهم انت غیاثی فبك اغوث وانت ملاذی

فبك الوذ وانت عیاذی فبك اعوذ اعوذ بجلال وجهك وكرم جلالك

---

[1] اور جانتا ہی میرے عجز اور ضعف کو ای مہربان ای منت والے ای بخشش اور احسان والے مین تجھ سے خیر کا طالب ہون جسکو طلب کیا تجھ سے تیرے بندے اور حبیب سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ۱۲

[2] (خود) اللّٰہ اس بات کی گواہی دیتا ہی کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین اور فرشتے اور علم والے بھی (گواہی دیتے ہین ۱۲) اور اللّٰہ عدل و انصاف کیساتہہ (کارخانۂ عالم کو) سنبھالے ہوے ہی اوسکے سوا کوئی معبود نہین۔ زبردست اور حکمت والا ہی۔ مین گواہی دیتا ہون ساتہہ اوس چیز کے کہ گواہی دی خدا نے ساتہہ اوسکے اور ودیعت کرتا ہون اس گواہی کو اور وہ امانت ہی نزدیک اللّٰہ کے جسکو قیامت مین ادا کریگا ای اللّٰہ مین پناہ مانگتا ہون ساتہہ نور قدم تیرے اور ساتہہ تیری طہارت کے اور جلال کی برکت کے ہر ایک آفت اور بلا سے

من خزيك وكشف سترك ونسيان ذكرك والانصراف عن شكرك

انا في حرزك وكنفك وكلائك في ليلي ونهاري ونومي وقراري وظعني

واسفاري وحياتي ومماتي ذكرك شعاري وثنائك دثاري لا اله الا انت

سبحانك وبحمدك تنزيها لاسمك وعظمتك وتكريما لسبحات وجهك اجرني

من خزيك ومن شر عبادك واضرب علي سرادقات حفظك وقني سيئات

عذابك وجد علي وعدني منك بخير يا ارحم الراحمين ولا حول ولا قوة الا

بالله العلي العظيم الكريم والصلوٰة علي النبي المرتضى محمد واله وصحبه

وسلم۔

اس مسجد کے متصل اور مساجد ہین ان تمام مسجدون مین حضور نے نماز پڑہی ہے اس

(بقیہ حاشیہ) اور آندن کے اترنے والونسے اور جن وانس کے اترنے والونسے مگر جو ساتھ خیر کے اترتا ہے یا اللہ تو میرا فریادرس ہے مین تجھسے فریاد کرتا ہون اور تو میرا ملاذ ہی مین تیرے نزدیک پناہ لیتا ہون اور تو میرا پناہ گاہ ہے مین تیرے نزدیک پناہ لیتا ہون اور مین پناہ لیتا ہون ساتھ تیرے منھ کے جلال کے اور تیرے جلال کی بزرگی کے تیرے رسوا کرنے سے اور تیری پردہ دری کرنے سے تیرے ذکر کو بھولنے سے اور تیرے شکر سے منھ پھیرنے سے مین تیری پناہ مین ہون رات مین اور دن مین سونے مین قرار مین اقامت مین سفرون مین حیات مین موت مین تیرا ذکر میرا شعار ہے تیری تعریف میرا دثار ہے نہین کوئی معبود برحق مگر تو پاک ہے تو اپنے حمد کے ساتھ اپنے نام کی پاکی اور اپنے منہ کے شعاعونکی بزرگی کیساتھ بچالے مجکو اپنے رسوا کرنیسے اور اپنے بندونکے شر سے اور اپنی حفاظت کے پردے مجھ پر چھوڑ اور اپنے عذاب کے برائیون سے بچا لے میری دستگیری کر اور میرے ساتھ خوبی کا وعدہ کر یا ارحم الراحمین نہین کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ علی وعظیم وکریم کو اور درود وسلام مقبول نبی محمد پہ اور آل واصحاب پہ ۱۲

مسجد کو مسجد فتح کہنے کی وجہ یہی ہے کہ دعای فتح کے قبول ہونے کی بشارت اسی مسجد
مین ملی دعا بھی یہین کی گئی اور قبول بھی یہین ہوی۔ مسجد الاحزاب کہنے کی وجہ یہہ ہے
کہ اس مسجد کو جنگ احزاب سے تعلق ہے اور بلندی پر رہنے سے مسجد اعلی کہتے ہین۔
بعض لوگ جو کہتے ہین کہ سورۂ فتح یہان نازل ہوی اسکا کوئی ثبوت نہین۔ اس مسجد
کے قریب جانب قبلہ اور ایک مسجد ہی جسکو

(۲۲) **مسجد سلمان فارسی** کہتے ہین اور اوسکے پیچھے ایک مسجد ہے۔

(۲۳) **مسجد علی** رض اوس کا نام ہے۔ اور ٹیکرے کے نیچے جانب قبلہ سارے
مسجدون سے چھوٹی

(۲۴) **مسجد ابو بکر** رض ہے یہہ مسجدین ان بزرگون کے نام سے کیون منسوب ہوئین
اوسکی وجہ معلوم نہین غالباً جنگ احزاب مین یہہ حضرات اون مقامون مین اوترے ہون
اور برکت کے لئے حضور رض نے ان منازل مین نماز پڑہی ہو جب ان مقامون مین
مسجدین بنائی گئین تو اون حضرات کے مبارک نامون سے نامزد ہوئین۔ ان مساجد کو
جسنے اول بنایا وہ عمر بن عبد العزیز تھے پھر جب مرور ایام پر منہدم ہوے تو ۵۷۵ھ
مین سیف الدین حسین بن ابی الہیجا نے کہ ملوک عبیدین کے وزیرون سے تھا
مسجد اعلی کو اور ۵۷۵ھ ہجری مین دوسرے دو مسجدون کو از سر نو بنایا مسجد علی کو ۸۷۶ھ
ہجری مین امیر مدینہ ضیغم الدین منصوری نے از سر نو بنایا۔ مسجد ابو بکر ویران پڑی تھی
۹۰۲ھ ہجری مین بعض بزرگون کو اوسکی ترمیم کی توفیق ہوی۔ مسجد الفتح کی پیمائش قبلہ

سے شام تک بیس ذراع اور مشرق سے مغرب تک جانب قبلہ سترہ ذراع ہے۔
مسجد سلمان کی پیمایش قبلہ سے شام تک چودہ ذراع اور مشرق سے مغرب تک
جانب قبلہ سترہ ذراع ہے۔ مسجد علی کی پیمایش قبلہ سے شام تک تیرہ ذراع اور مشرق
سے مغرب تک جانب قبلہ سولہ ذراع ہے یہان جبل سلع مین ایک غار ہے اوس کو
کہف بنی حرام کہتے ہین جنگ خندق کی راتون مین یہان حضور نے شب باشی کی
ہے اوسکی زیارت بھی ضروری ہے اس غار کے قریب

(۲۵) **مسجد بنی حرام** ہے حضور نے اس مین نماز پڑہی ہے عمر بن
عبدالعزیز نے اس مسجد کی تجدید کی اور اوسکو کسی قدر وسیع کیا اب اس مقام مین
صرف ایک چار دیواری ہے۔ معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ ایک روز مین حضور
کو ڈہونڈتا نکلا جب جبل ثواب (یہہ جبل سلع کا نام ہے) کو آکر داہنے اور بائین دیکھنے
لگا تو حضور کو غار مین سر بسجود پایا حضرت کے سجدہ کی درازی اور مقام کی جلالت دیکھہ
کر مین اتر گیا اور پھر واپس جاکر دیکھا تو حضور ہنوز سجدہ مین تھے مجھہ کو گمان ہوا کہ شاید
حضور کا وصال ہوگیا۔ پھر آپ نے سجدہ سے سر اوٹھایا اور فرمایا کہ جبرئیل امین تشریف
لائے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی آپ پر سلام پڑہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ای حبیب تو
کچھہ جانتا ہے کہ مین تیری امت کے ساتھہ کیا معاملہ کرنے والا ہون مین نے کہا خداوندا
تو جانتا ہے مین کیا جانون۔ پھر جبرئیل آئے اور کہا پروردگار فرماتا ہے کہ آپ
خوش رہین مین آپ کی امت کے ساتھہ ایسا سلوک ہرگز نکرونگا جو آپ کو شاق او

ناگوار ہو سجدہ شکر مین نے سر سجدہ مین رکھا اور اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجالایا۔ اسی معاذ بندہ کو خدا کے ساتھ جو بہترین تعلق ہوتا ہے وہ سجدہ کی حالت مین ہوتا انہی صدقے ہمارے آقا کے کیا مبارک وسیلہ اور کیا خوب ذریعہ ہی۔

چہ غم دیوار امت راکہ دارد چو تو پشتیبان چہ خوف از موج بحر آنراکہ باشد نوح کشتیبان

مساجد فتح کے مغرب مین قریب نصف میل مسافت پر

(۲۶) **مسجد القبلتاین** ہے بر رومہ اور وادی عقیق سے متصل اصح الاقوال پر تحویل قبلہ کا حکم اسی مسجد مین ہوا جسکا حال آگے گذرچکا ہے لیکن شیخ مجدالدین فیروزآبادی کے پاس تحویل قبلہ کا حکم مسجد قبا مین ہونا متحقق ہے۔ اس مسجد کی ترمیم ۸۹۳ ہجری مین الشجاعی شاہین الجمال نے کی۔

(۲۸) **مسجد السقیا** سقیا ایک باولی کا نام ہے جہان حضور نے جنگ بدر مین مسلمانون کی فوج کا جائزہ لیا تھا اور وہان نماز پڑہی تھی اور مدینہ والون کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ مین نے اس مسجد کی تلاش کی اور زمین کھودا کر دیکھا تو مسجد کی چارون دیوارون اور محراب کا نشان پایا اسکی پیمائش طول وعرض مین برابر سات ذراع ہے شیخ الہند جذب القلوب مین فرماتے ہین ہمارے عہد مین مسجد السقیا اوس مسجد کا نام ہے جو کہ معظمہ سے آنیوالونکی راہ مین مدینہ منورہ سے قریب ملتی ہے اوسکی زیارت پہلے نصیب ہوتی ہے۔

(۲۸) **مسجد الذباب** جسکو اسوقت **مسجد الرایہ** کہتے ہین شام کو

جانے کے راستہ مین داہنے بازو ایک چھوٹی ٹیکری پر جس کا نام ذباب ہی واقع ہے اوسکا بانی عمر بن عبدالعزیز ہے پھر ۸۶۱ھ ہجری مین بعض امرای مدینہ نے اوسکی ازسرِنو مرمت کی

مساجد فتح مین اوراس مین جبلِ سلع ہے پہاڑ کے مشرق کے طرف یہ مسجد ہے اور مغرب کے جانب مساجد فتح یہہ مسجد بھی بلندی پر ہے اور بہت روشن اور تفریح کا مقام ہے یہان سے مدینہ منورہ مسجد نبوی اور قبہ شریف نہایت خوبی سے نظر آتے ہین جنگ خندق مین حضور کا ڈیرہ ذباب پر دیا گیا تھا۔ اس مسجد کو مسجد الرایہ کہنے کی وجہ یہہ بتلاتے ہین کہ مدینہ والون نے یزید بن ہرمز امیر عراق سے جب جنگ کی تو یزید کی جھنڈی اسی جای تھی مولانا قاضی الملک مرحوم فرماتے ہین یہہ مسجد بہت پرانی ہوگئی ہے اصل مسجد کا ایک چھوٹا حجرہ ہے دونون جانب دو صوفے ہین۔

(۲۹) **مسجد الفسح**۔ جبل احد کے دامن مین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشہد کے شمال کے طرف یہہ مسجد ہی اسی مسجد مین آیہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجَالِسِ الخ نازل ہوی اس مسجد کو لوگ **مسجد جبل احد** بھی کہتے ہین مطری کا بیان ہے کہ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے ظہر اور عصر اس جای پڑھی تھی۔

عہ مسلمانو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس مین کھل کھل کر بیٹھو۔

مسجد الفتح کے شمالی جہت مین ایک غار ہی جس مین منقول ہے کہ حضورؐ
چھپے تھے۔ اسی مسجد کے متصل پہاڑ کے ایک پتھر مین آدمی کے سر کے برابر ایک
گڑھا ہے کہتے ہین کہ حضور اس پتھر پر سر رکھکر لیٹے تھے سر مبارک کے لگنے سے پتھر
موم ہوگیا اور فرق مبارک کا اسمین نشان ہوگیا۔ کوئی شخص اپنا سر اوس گڑھے مین رکھے
تو اوسکو درد سر نہین ہوتا۔ مسجد الفتح سے متصل

(۲۰) **مسجد الثنایا** نام والی ایک مسجد ہی کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے دندان مبارک اسی جاے شہید ہوے تھے سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین سلطان محمود خان
کے حکم سے یہہ مسجد تیار ہوی اس مسجد مین قبلہ کی دیوار مین ایک پتھر نصب ہی مسجد کے
مجاور نے بتایا کہ حضور کے شہید شدہ دندان اس پتھر مین نصب ہین۔ محرر سطور غفر اللہ له
ذنوبہ نے اپنے آنکھون سے بعض انسانی دانت کو اون پتھرون مین نصب پایا مین نے
انگلیون سے مس کر کے بھی اوسکو دیکھا اوسوقت میرے ساتھ جتنے لوگ تھے سبھون
نے دیکھا لیکن میرے قافلہ والون نے دوسرے وقت جاکر دیکھا تو اونکو وہ دانت نظر آئے
نہین واللہ اعلم بالصواب جب حضور کا مبارک نام آیا تو مین اور میرے رفقا نے درود
شریف پڑھکر اوسکو بوسہ دیا ع چیزے نمی توان گفت روی تو درمیان است۔

(۲۱) **مسجد العینین**۔ سیدنا حمزہ کے مشہد کے قبلہ کے سمت عینین نامی
پہاڑ کے ایک کنارے پر یہہ مسجد ہے سیدنا حمزہ اسی مقام مین نیزہ سے مجروح ہوکر
گرے تھے اس پہاڑ کو جبل الرمات بھی کہتے ہین کیونکہ جنگ احد مین تیر اندازان لشکر

اسلام اسی جاے کھڑے تھے۔ جنگ احد مین حضور نے یہان نماز ظہر پڑہی ہے

(۳۲) **مسجد الوادي** جبل عینین کے شامی کنارہ پر ہے مطری رح کہتے ہین کہ محل شہادت سیدنا حمزہ یہی مسجد ہے۔ مسجد عینین مین آپ کو نیزہ لگا اور مسجد وادی مین آپ گرے۔ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ سیدنا حمزہ شہید ہوکر جبل الرمات پر ہی پڑے تھے پھر حضور کے حکم سے اونکو بطن وادی سے اوٹھا کر اُس مقام مین دفن کیا جہان اب اون کی قبر شریف ہے اس مسجد کو **مسجد العسکر** بھی کہتے ہین۔

ان مساجد کے علاوہ محرر سطور غفر اللہ ذنوبہ نے اور مساجد بھی دیکھے ہین جنکا ذکر نہ صاحب خلاصہ نے کیا ہے نہ صاحب جذب القلوب نے اور نہ صاحب قوت الارواح نے۔ باب مصری سے خارج جہان مسجد ابوبکرؓ اور علیؓ کا ذکر ہے وہان (۳۳) **مسجد عمرؓ** (۳۴) **مسجد عثمانؓ** (۳۵) **مسجد بلالؓ** اور (۳۶) **مسجد الغمامہ** ہے ان مساجد سے اکثر کو ایک ایک مینا ہے۔ مسجد غمامہ کے متعلق کہتے ہین کہ **حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** پر دہوپ کے موسم مین اس مقام پر ابر نے سایہ کیا تھا واللہ اعلم۔ وقت کی تنگی سے اوسکی پیمایش اور تحقیق مزید حالات کا قابو ملا نہین۔

(۳۷) **مسجد السبق** مدینہ منورہ سے مشہد سیدنا حمزہ کو جانے والے کی راہ مین بائین جانب جو ایک چھوٹی سی مسجد آتی ہے اوسکو مسجد سبق کہتے ہین کہ حضور جب اس راہ

سے سفر جاتے تھے تو آتے جاتے یہان اوترتے تھے۔

یہہ وہ مسجدین ہین جو داخل مدینہ یا عوالی مدینہ منورہ ہین۔

مدینے سے مکہ کو جانے کے راستہ مین جو مساجد ہین انکا بیان

صاحب قوت الارواح نے اور تھوڑے مسجدونکا ذکر کیا ہے جو مدینہ سے باہر لیکن قریب ہین اور قاصد مکہ کو راستہ مین ملتے ہین۔ تبرکا اوختصار انکا بھی ذکر کیا جاتا ہے

(۱) **مسجد الشجرہ** اس مسجد کو مسجد **ذی الحلیفہ** بھی کہتے ہین اس مقام کو اب ابیار علی کہتے ہین وہان تین باولی ہین مکہ کو جانے والے کے بائین طرف ایک مسجد ہی طول وعرض مین برابر باون ذراع اس مسجد کی پانچ کامین تھین سقف ضایع ہوگئی ہے فقط دیوارین باقی ہین۔ مسجد الشجرہ کے قبلہ کے جہت مین

(۲) **مسجد المعرس** ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کو واپس آتے وقت شب کو وہان اترے تھے مسجد بہت چھوٹی ہے لیکن قدیم ہے۔

(۳) **مسجد شرف الرّوحا** مدینہ سے مکہ کو جانے کی راہ مین بائین طرف ہے مسجد ضائع ہوگئی صرف دیوار باقی ہے۔ وہان ایک باولی ہے اوسکا پانی بہت میٹھا ہے۔ اور روحا مین ایک مسجد ہی۔

(۴) **مسجد الروحاء** روحا کے بیچ

(۵) **مسجد عرف الظبیہ** ہے وہان بہت سے ٹوٹے قبور ہین اس کے بائین جانب جبل ورقان ہی۔

(۶) مسجد المنصرف اسکو مسجد الغزالہ بھی کہتے ہیں یہ مسجد وادی روحا کے اخیر ہے مسجد ٹوٹ گئی نشان باقی ہیں۔

(۷) مسجد الرویثہ۔ روحا سے تیرہ یا سولہ میل پر ہے۔

(۸) مسجد ثنیۃ رکوبہ عرج سے تین میل آگے مدارج نامی مقام میں واقع ہے۔

(۹) مسجد العرج بھی مدارج کے پاس ہے۔ عرج سے چار میل پر ہے

(۱۰) مسجد طرف تلعہ ہے سقیا سے سات میل پر

(۱۱) مسجد لحی جمل ہے اور تین میل پر

(۱۲) مسجد تعہن ہے انیس میل پر

(۱۳) مسجد الرّمادہ اور اکیس میل پر

(۱۴) مسجد الابواء ہے ابوا کے وسط میں ابوا سے پانچ میل پر

(۱۵) مسجد بیضہ آٹھ میل پر

(۱۶) مسجد ھرشی۔ جحفہ میں دو مسجدیں ہیں ابتدائی مسجد کا نام

(۱۷) مسجد الائمہ۔ تین میل پر ایک گنٹھ ہے اوسکو غدیر خم کہتے ہیں ایک نہر کا پانی اوس گنٹھ میں گرتا ہے نہر اور گنٹھ کے درمیان

(۱۸) مسجد خم غدیر ہے اسی گنٹھ کے پاس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ

و عاد من عاداہ یعنے مین جسکا مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے یا اللہ جس نے علی کو دوست رکھا تو بھی اوسکو دوست رکھہ اور جس نے علی سے دشمنی کی تو بھی اس سے دشمنی کر۔ قدید نامی مقام مین تین میل پر

(۱۹) **مسجد قدید** ہے اور اوس سے آٹھہ میل کے فاصلہ پر خلیص کے گھاٹھہ کے متصل حرہ کے پاس ایک مسجد ہے اور عین خلیص مین ایک بڑی مسجد

(۲۰) **مسجد خلیص** ہے غالباً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد یہی ہے۔

(۲۱) **مسجد مرّالظہران** جسکو مسجد وادی فاطمہ بھی کہتے ہین۔

(۲۲) **مسجد سرف** جہان ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف ہے

(۲۳) **مسجد التنعیم** جسکو **مسجد عائشہ** بھی کہتے ہین۔

(۲۴) **مسجد طوی** یہہ سارے مساجد مدینہ سے مکہ کو آنے والون کی راہ مین ہین

بیان مدینہ کی اون مساجد کا جسکا نام اور مقام معلوم ہی مگر اب وہ نظر نہین آتین

اب یہان سے اون مساجد کا ذکر کیا جاتا ہے جنکا مدینہ اور اوسکے عوالی مین ہونا حدیثون سے ملتا ہے اونکی بہت بھی بتلائی گئی ہے مگر اسوقت وہ نظر نہین آتین۔ ممکن ہے کہ شائق مفتش کو کچھہ پتا لگ جائے۔ اس باب مین محرر نے صاحب خلاصۃ الوفا کی تحریر کی صرف تقلید کی ہے۔

(۱) **مسجد بنی جدیلہ** جسکو مسجد ابی بن کعب بھی کہتے تھے۔ یہہ مسجد منازل بنی جدیلہ مین مدینہ کی شامی دیوار کے متصل بئر حار کے پاس تھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد مین متعدد اوقات نماز پڑہی ہے۔

(۲) **مسجد بنی حرام** بعضون کو گمان ہے کہ یہہ مسجد قبلتین ہے۔ واقع مین مسجد بنی حرام قاع یعنے میدان مین ہے اور منازل بنی حرام مساجد فتح کے مغرب طرف تھے وادی بطحان (جو بنی عبید کی پہاڑی کے پاس ہی) اور معاویہ کی نہر دونون مسجدین بنی حرام کے مشرق مین ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبلتین اور مسجد بنی حرام ہردو مین نماز پڑہی ہے۔

(۳) **مسجد الخربہ** تا بنی سلمہ سے بنی عبید کے منازل بنی حرام کے مغرب مین سے تھے یہہ مسجد اون کے منازل مین واقع تھی اوسکے سامنے جابر رضی اللہ عنہ کا نخلستان تھا جسکو قراصہ کہتے تھے حضور نے متعدد اوقات اس مسجد مین نماز پڑہی ہے

(۴) **مسجد جہینہ** تا۔ یہہ مسجد منازل قبیلۂ بلی مین قبیلہ جہنیہ کی خواہش پر بنی اور ان ہردو قبیلون کے منازل ثنیہ عثعث کے قبلہ کے جانب امیر مدینہ کے حصن کے پاس بازار مدینہ کے مغرب کے طرف تھے حضور نے اس مسجد کا قبلہ متعین فرمایا لیکن نماز پڑہی نہین۔

(۵) **مسجد بیوت المطر**۔ یہہ مسجد منازل بنی غفار مین تھی حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے یہہ منازل صحابی رسول ابورہم کلثوم بن الحصین الغفاری کے آل کے

تھے۔ یہہ منازل جہنیہ کے باز ؤ ثنئیہ عثث کے قریب جانب قبلہ بازار مدینہ کے مغرب طرف تھے۔

(۶) **مسجد بنی زریق**۔ انصار سے خزرج کے قبائل سے بنی رزیق ایک قبیلہ تھا یہہ اونکی مسجد ہے یہہ مسجد ثنیۃ الوداع سے ایک میل پر تھی۔

(۷) **مسجد بنی ساعدہ** یہہ مسجد داخل مدینہ سقیفۂ بنی ساعدہ مین تھی سقیفہ بنی ساعدہ وہ مقام ہے جہان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر بیعت لیگئی یہہ مقام سوق مدینہ کے شام کیطرف تھا۔

(۸) **مسجد بنی ساعدۃ الخارج من بیوت المدینۃ** بنی ساعدہ کی اور ایک مسجد مدینہ کی آبادی سے خارج تھی جو ذباب نامی پہاڑی کے قریب تھی۔

(۹) **مسجد بنی خدارہ**۔ بنی خدارہ بنی خدرہ کی برادری سے تھے جو قبائل خزرج سے ایک قبیلہ تھا یہہ مسجد بنی ساعدہ کی اوّل الذکر مسجد سے متصل تھی حضور نے اُسی مین نماز پڑہی ہے۔

(۱۰) **مسجد رایح**۔ یہہ مسجد بئر جاسم کے پاس جبل ذباب کے مشرق کیطرف شام کیجانب میل کرتی ہوی تھی۔

(۱۱) **مسجد بنی عبد الاشہل** بنی عبد الاشہل اوس کے قبائل سے ایک قبیلہ تھا اس مسجد کو مسجد واقم بھی کہتے تھے یہہ مقام منازل بنی ظفر کے شام کے طرف تھا حضور نے متعدد اوقات اس مسجد مین نماز پڑہی ہے۔

(۱۲) **مسجد القرصہ** یہہ مسجد حرہ شرقی مین شمال کے طرف تھی حضور نے
اوس مین نماز پڑہی ہے

(۱۳) **مسجد بنی حارثہ** قبائل اوس سے بنی حارثہ ایک قبیلہ تھا یہہ اونکی مسجد تھی
حضور نے اوس مین نماز پڑہی ہے۔

(۱۴) **مسجد الشیخین** جسکو مسجد البدائع بھی کہتے تھے شیخین ایک
موضع کا نام ہے جو شرقی راہ سے مابین مدینہ اور جبل احد واقع ہے حضور نے اس مسجد
مین نماز پڑہی ہے اور شب کو آرام فرمایا ہے اور نماز صبح پڑہ کر جنگ احد کے لئے اس
مسجد سے نکلے تھے۔

(۱۵) **مسجد بنی دینار** قبائل خزرج سے بنی دینار بن النجار کی مسجد ہے
اس مین حضور نے نماز پڑہی ہے۔ اسدی نے اس مسجد کا نام مسجد غسالین بتایا ہے
یہہ مسجد بطحان کے مغرب کے طرف تھی۔

(۱۶) **مسجد بنی عدی بن النجار**۔ اور

(۱۷) **مسجد دار النابغہ** حضور نے ہر دو مسجدون مین نماز پڑہی ہے مسجد
بنی عدی مین غسل کیا ہے دار نابغہ وہ محلہ ہے جسمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کی قبر شریف ہے اور بنی عدی کا محلہ مسجد کے شام کے
طرف بنی جدیلہ کے ہمسایہ مین تھا۔

(۱۸) **مسجد بنی مازن بن النجار** حضور نے اس مسجد کی حد قائم کی مگر اسمین

نماز پڑہی نہین بنی مازن منازل بنی زریق کے مشرق مین قبلہ کے طرف تھے ام بردہ
جو سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی تہی بنی مازن سے تہی
ابراہیم کا انتقال اوسی کے گہر ہوا اور حضور اپنے فرزند کے انتقال پر اوس کے گہر
تشریف لائے تہے۔

(۱۹) **مسجد بقیع الزبیر**۔ بقیع الزبیر بنی غنم کے گہرون کے جوار مین بنی زریق
کے مشرق طرف تہا حضور نے اس مسجد مین نماز چاشت کی آٹھ رکعتین پڑہی ہین۔

(۲۰) **مسجد بنی عمرو بن مبذول بن مالک بن النجار** حضور نے
اس مسجد مین نماز پڑہی ہے بنی عمرو بن مبذول کا قبیلہ بقیع الزبیر کے پاس رہتا تہا۔

(۲۱) **مسجد صدقة الزبیر**۔ یہہ مسجد مشربہ ام ابراہیم کے مغرب مین تہی
حضور نے اس مین نماز پڑہی ہے۔

(۲۲) **مسجد بنی خدرہ** قبائل خزرج سے بنی خدرہ کے منازل مین ایک
چہوٹی مسجد ہی حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی نہین۔

(۲۳) **مسجد بنی الحرث بن الخزرج** اور
(۲۴) **مسجد السنح**۔ یہہ دونون مسجدین مسجد نبوی سے ایک میل پر متصل
واقع تہین حضور نے دونون مین نماز پڑہی ہے۔ اس محلہ مین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
ایک مکان تہا جسمین اونکی بی بی بنت خارجہ رہتی تہین۔

(۲۵) **مسجد بنی الحبلی** ابی بن سلول کا قبیلہ مسمی بنی الحبلی خزرج سے تہا اُن

کے منازل قبا اور منازل بنی حرث کے مابین بطحان کے مشرق طرف تھے۔ یہہ اوس قبیلہ کی مسجد تھی اوسمین حضور نے نماز پڑہی ہے۔

(۲۶) **مسجد بنی بیاضہ**۔ قبائل خزرج سے بنی بیاضہ کی مسجد تھی بنی بیاضہ کے منازل بنی سالم کے شام طرف تھے اور بنی مازن کے قبلہ کے سمت حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ منازل بنی سالم و بنی بیاضہ کے مابین خدا کی رحمت واقع ہوی۔ اون لوگون نے اوس مقام مین قبرستان بنایا اوس مین اپنے مردون کو دفن کرتے تھے۔

(۲۷) **مسجد بنی خطمہ** اور

(۲۸) **مسجد العجوز**۔ حضور نے ان مسجدون مین نماز پڑہی ہے۔ مسجد عجوز کے پاس برا ابن معرور صحابی کی قبر ہے۔ مسجد بنی خطمہ کے صحن مین جو باولی ہے حضور نے اوس سے وضو کیا ہے۔ بنی خطمہ قبائل اوس سے تھے۔ چونے کی بھٹیون کے پاس اب ان مساجد کے نشان ملتے ہین۔

(۲۹) **مسجد بنی امیہ**۔ انصار سے قبایل اوس سے بنی امیہ بن یزید کی مسجد مین حضور نے نماز پڑہی ہے یہہ مسجد حرۂ شرقیہ مین تھی۔

(۳۰) **مسجد بنی وائل**۔ قبائل اوس سے بنی وائل کی مسجد تھی اوسمین ہر دو ستون مقدم کے مابین امام کے مقام سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر حضور نے نماز پڑہی ہے ابن زبالہ کے بیان سے وہ مسجد قبا مین ہے۔ اور مطری کہتے ہین کہ مسجد الشمس

کے مشرق طرف ہے۔

(۳۱) **مسجد بنی واقف**۔ اس مسجد مین حضور نے نماز پڑہی ہے اور وہ عوالی مین مسجد الفضیخ کے قبلہ کے سمت تھی۔

(۳۲) **مسجد بنی انیف** بنی انیف قبیلہ بلی کا ایک گروہ تھا جو اوس کے حلیف تھے حضور جب طلحہ بن البراء کی عیادت کو تشریف لاتے تھے تو وہان نماز پڑہتے تھے بعد وہان مسجد بنائی گئی یہہ مسجد قبا کی مسجد کے مغرب مین بئر غدق کے پاس تھی۔

(۳۳) **مسجد دار سعد بن خیثمہ** یہہ مسجد قبا مین جانب قبلہ مسجد قبا کے متصل تھی حضور نے اسمین نماز پڑہی ہی۔

(۳۴) **مسجد التوبہ**۔ عصبہ مین تھی اور عصبہ مسجد قبا کے مغرب مین ہی۔ اسمین کھیت اور باولیان کثرت سے ہین اوسکا نام مسجد توبہ ہونے کی وجہ معلوم ہوی نہین اور سب کے سب اوسکو مسجد توبہ کہتے ہین۔

(۳۵) **مسجد النوّر**۔ حضور نے اسمین نماز پڑہی ہی مگر اوسکا مقام متعین ہوا نہین کوئی قبا کے کنارے بتاتے ہین اور کوئی مدینہ کے کنارے۔

(۳۶) **مسجد عتبان بن مالک**۔ یہہ مسجد اصل مزدلف مین تھی اوسمین حضور نے نماز پڑہی ہے۔

(۳۷) **مسجد میثب**۔ صدقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میثب نام ایک صدقہ تھا اوسمین حضور نے نماز پڑہی ہی۔

(۳۸) **مسجد المنارتین**۔ ابن زبالہ کی روایت ہے کہ حضور نے تحقیق الکبیر کی راہ مین دو مناروں کے پایہ کے متصل جو مسجد ہے اوسمین نماز پڑہی ہے۔

(۳۹) **مسجد فیفاء الخبار**۔ حضور نقب بنی دینار پر سے ہوتے ہوے فیفاء الخبار پر گزرے اور بطحاء ابن ازہر مین ایک جھاڑ کے نیچے جسکو ذات الساق کہتے تہے اوترے اور وہان نماز پڑہی اسجای مسجد بنائی گئی۔ یہہ جای عقیق کے مغرب طرف ہی

(۴۰) **مسجد بنی الجشجاثہ و بئر شداد** عقیق کے کنارے بقیع کے متصل تھی حضور نے اس مسجد اور بئر شداد کے مابین نماز پڑہی ہی۔

تنبیہ یہہ امر ہمیشہ ملحوظ رہے کہ مساجد مذکورہ سب کے سب حضور کے زمانہ مین مسجد کے شکل مین نتہے بلکہ عادت ایسی رہی کہ حضور کے وصال کے بعد جہان جہان حضور کا نماز پڑہنا ثابت ہوا وہان مسجدین بنائی گئین اور حسب موقع و مقام نامزد ہوئین دوسری بات قابل لحاظ یہہ ہے کہ قدیم مساجد کی بنا سے جس مسجد کا کام منقوش پتھر سے ہوا ہے وہ مسجد عمر بن عبد العزیز کی بنا سے ہے کیونکہ تولیت تعمیر مسجد نبوی کے ایام مین عمر بن عبد العزیز نے حضور کے نماز پڑہے ہوے سارے مقامون مین مسجدین بنائین جن سے بعض کے آثار ہنوز باقی ہین اور بعض منہدم ہو گئے اور اونہون نے جتنی مسجدین بنائین سب منقوش پتھر کی تہین۔

مدینہ کے مقابر اور مشاہد کے بیان مین

بقیع الغرقد۔ مدینہ منورہ مین مسلمانون کا عام مقبرہ جنت البقیع ہے۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب کے وقت اوٹھے اور گھر سے نکلکر مقبرۂ بقیع کو تشریف لے گئے مین بھی حضور کے
پیچھے گئی حضور بقیع کو تشریف لے جاکر بہت دیر تک ہاتھ اوٹھائے دعا کرتے رہے
جب واپس ہونے لگے مین بھی جلدی سے گھر کو چلی آئی حضور تشریف لائے اور
فرمایا کہ حضور رب العالمین سے جبرئیل آئے تھے اور حکم ہوا تھا کہ اہل بقیع کے لئے
مین دعا و استغفار کرون جسکی تعمیل کیگئی۔ حدیث شریف مین ہے کہ مقبرہ بقیع سے
ستر ہزار آدمی بحساب جنت مین داخل ہونگے جنکے منھ چودھوین رات کے چاند کے موافق
روشن ہونگے اور ایک روایت مین تعداد لاکھ آدمیون کی بتائی گئی ہے۔ حدیث
شریف مین ہی کہ قیامت مین اول محشور حضور ہونگے پھر ابوبکر پھر عمر اون کے بعد
اہل بقیع اون کے بعد مکہ والے۔ حدیث شریف مین آیا ہے من مات باحد
الحرمین بعث من الآمنین یوم القیمۃ یعنے جسکی موت مکہ مین یا مدینہ مین
ہوی قیامت کے روز اوسکو ہر طرح کا امن ہے۔ اسکے آگے بیان ہوچکا کہ مقبرہ
بقیع پر ملائکہ مقرر ہین جب قبرستان مُردون سے معمور ہوجاتا ہے تو اوسکے کنارے
پکڑکر جنت مین پھینک دیتے ہین۔ امام مالک سے روایت ہے کہ بقیع مین دس ہزار
صحابی مدفون ہین اور اسی طرح اکثر سادات اہل بیت اسمین مدفون ہین چونکہ زمانہ سلف
مین قبرون کے نشان بنانے اور نام کا پتھر نصب کرنے کی عادت نتھی اس لئے یہان
کے مدفون اصحاب وغیرہم کا تحقیق سے نشان نہین ملتا اور جن جن کا نشان ملا ہی

۱ قبۃ الحزن۔ اس مقام میں حضرت فاطمۃ الزہرا بعد انتقال آنحضرت صلعم کے بیٹھی رویا کرتی تھیں۔ ایک روایت سے حضرت فاطمۃ الزہرا یہیں مدفون ہیں لیکن اس میں قبر کا نشان نہیں۔

۲ قبہ اہل بیت اسمیں حضرات ذیل مدفون ہیں

(۱) فاطمۃ الزہرا بروایت صحیحہ

(۲) عباس رضی اللہ عنہ حضرتؐ کے چچا

(۳) امام حسن

(۴) امام زین العابدین

(۵) امام محمد باقر

(۶) امام جعفر صادق

(۷) سر امام حسین علیہ السلام

(۸) امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ (بروایت زبیر بن بکار)

۳ قبۃ البنات۔ اس میں زینب رقیہ اور کلثوم حضور کی بیٹیاں مدفون ہیں

۴ قبۃ الازواج۔ اسمیں سوائے حضرت خدیجہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے کل ازواج مطہرات مدفون ہیں

۵ قبۃ العقیل۔ اسمیں عبداللہ بن جعفر طیار۔ سفیان بن الحارث اور ایک روایت سے عقیل بن ابی طالب بھی مدفون ہیں۔

قبہ اہلبیت

پیر شاہ محی الدین عبد اللطیف قادری قطب ویلور کی قبر شریف

رسول اللہ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا قبہ

سیدنا عقیل کا قبہ

ازواج مطہرات

رسول اللہ کی بیٹیوں کا قبہ

رسول اللہ کی ازواج کا قبہ

حضرت امام زین العابدین کے مکان کا مقام

سیدنا اسمٰعیل بن جعفر الصادق کے قبہ کا راستہ

اس باولی میں امام باقر صغر سنی میں گر گئے تھے جب کہ حضرت سجاد نماز میں تھے

(۷) قبہ نافع مدنی۔ اس میں نافع مدفون ہیں بعض کہتے ہیں کہ نافع سے مراد امام القرا نافع مدنی ہیں اور بعض کہتے ہیں نافع مولی بن عمر عبداللہ راوی احادیث ہیں ایک روایت سے عبدالرحمن اوسط بن عمر بن الخطاب جنکی کنیت ابو شحمہ تھی مدفون ہیں۔
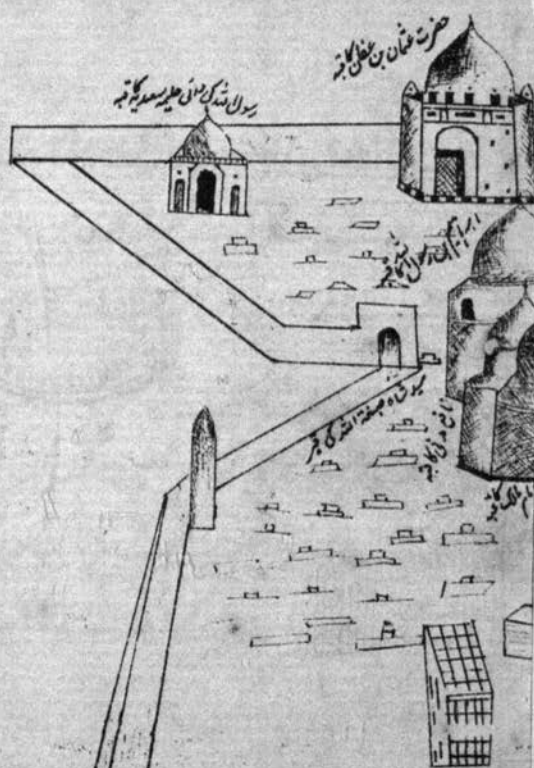
وہ بھی گمان غالب پر ہے۔ فی الجملہ جنکے قبور جنت البقیع مین متعین ہین اور زیارت کی جاتی ہے وہ حسب ذیل ہین۔

قبۂ عمات رسول اللہ مدینہ منورہ سے بقیع کو جاتے وقت دروازہ دیوار مدینہ سے خارج ہوتے ہی بائین جانب کوچۂ بقیع کے سرے پر خارج حدود بقیع قبۂ عمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسمین حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور عاتکہ رضی اللہ عنہا مدفون ہین۔ بقیع مین داخل ہوتے ہی زائر کے دہنے ہاتھہ پر ایک بہت بڑا قبہ

قبۂ اہل بیت ہے جسکو قبۂ عباس بھی کہتے ہین۔ اس قبہ کو اول خلفای عباسیہ سے ایک خلیفہ نے ۵۱۹ھ ہجری مین بنایا۔ علی اختلاف الروایات اس قبہ مین سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا عباس بن عبدالمطلب۔ امام حسن بن علی۔ امام زین العابدین بن امام حسین۔ امام محمد باقر بن امام زین العابدین اور امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہم اجمعین مدفون ہین۔ ایک روایت مین ہے کہ یزید بن معاویہ نے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو بعد واقعۂ کربلا مدینۂ منورہ کو عمرو بن العاص کے پاس روانہ کیا جو یزید کے طرف سے عامل تھے اونھون اوسکو حضرت خاتون قیامت فاطمۃ الزہرا کے پاس دفن کیا۔ زبیر بن بکار کی روایت مین ہے کہ امام حسن نے اپنے والد کی نعش کو بھی مدینہ لاکر بقیع مین دفن کیا۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ نوین صدی کے وسط مین قبر سیدنا امام حسن اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہا کے

کے قبہ کے جانب ایک قبر کھودی گئی تو زمین سے ایک تابوت پیدا ہوا جو بالکل تازہ
تھا اسکے میخون کی چمک تک زائل ہوی نتھی اور تابوت پر جو جامہ ڈالا گیا تھا وہ بھی پرانا
اور خراب ہوا تھا اس تابوت مین جو لاش تھی ممکن ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ
کی ہو جسکو امام حسنؓ نے پوشیدہ لاکر دفن کیا جیسے زبیر بن بکار نے روایت کی ہے
قبۂ اہل بیت کے شرقی و شمالی زاویہ کے طرف محرر سطور کے مرشد کے والد حضرت
قطب ویلور سید شاہ عبد اللطیف محی الدین ثانی قدس سرہ مدفون مین۔ تیسرا

قبۃ البنات ہے اس مین حضور کی بیٹیان یعنے حضرت زینب رقیہ اور ام
کلثوم رضی اللہ عنہن مدفون ہین لیکن رقیہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ انکا
دفن سیدنا ابرہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ مین ہے۔ اوس کے
پہلو مین عثمان ؓ سرف

قبۃ الازواج ہے اس قبہ مین باستثنا حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے
جو مکہ کے قبرستان جنت المعلی مین دفن ہین اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو مکہ سے
قریب مسجد تنعیم سے کسی قدر پرے مقام سرف مین مدفون ہین کل امہات المومنین اسی
قبہ مین دفن ہین۔

قبۃ عقیل۔ قبۃ الازواج کے مشرق مین سیدنا عقیل بن ابی طالب کا قبہ
ہے یہ قبہ اصل عقیل کا گھر تھا حضور جو آکر اہل بقیع پر دعا فرماتے تھے تو دار عقیل ہی مین کھڑے
ہو کر دعا کرتے تھے زائر کو چاہئے کہ اس قبہ پر کھڑا ہو کر اہل بقیع کے لئے دعا کرے

کہ اتباع سنت حاصل ہو قبہ عقیل مین عبد اللہ بن جعفر طیار اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب مدفون ہین۔ اندرون قبہ دیوار پر بھی دو نام لکھے ہین۔ کہتے ہین کہ ایک روز ابو سفیان بقیع مین قبور کے درمیان پھرتے تھے عقیل نے اونھین دیکھا اور پوچھا ای میرے چچا کے فرزند کیا دیکھتے ہو کہا کہ مین اپنی قبر کے لئے ایک جلے متعین کرنا چاہتا ہون عقیل اون کو اپنے گھر لائے اور ایک مقام بتایا اوسی مقام مین ابو سفیان کی قبر کھودی گئی۔ دو روز کے بعد ابو سفیان کا انتقال ہوا اور اوسی قبر مین دفن ہوے۔ یہہ قبہ چونکہ عقیل کے گھر پر بنایا گیا اسلئے اوسکو قبۂ سیدنا عقیل کہتے ہین عقیل کا انتقال اصح اقوال پر شام مین ہوا بعض کہتے ہین کہ اونکی لاش شام سے مدینہ لائی گئی اور اونکے گھر مین دفن ہوے زائرین کو چاہئے کہ اس قبہ مین عبد اللہ بن جعفر عقیل بن ابی طالب اور ابو سفیان بن الحارث رضی اللہ عنہم اجمعین پر سلام پڑھے۔ اس قبہ کے مشرق مین

قبۂ سیدنا مالک بن انس الاصبحی ہی۔ یہہ امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ مین اور اوسکے عقب مین۔

قبۂ سیدنا نافع ہے اس نافع کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہہ نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی احادیث النبی ہین اور مدینہ مین مشہور یہہ ہے کہ یہہ امام نافع قاری مدینہ ہین جو بدور سبعۂ قرأت سے گنے جاتے ہین اس قبہ کے عقب مین مشرق طرف

قبہ سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسط بقیع مین ہے۔ اس قبہ مین عثمان بن مظعون عبد الرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص
عبد اللہ بن مسعود سعد بن زرارہ خنیس بن حذافۃ السہمی رضی اللہ عنہم مدفون ہین اور یہ ابن
حذافہ حضور سے پہلے حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے شوہر اصحاب الہجرتین سے
تھے انکا انتقال سنہ ۳ ہجری مین ہوا۔ ایک روایت سے رقیہ بنت **رسول اللہ صلی**
اللہ علیہ وسلم بھی اسی قبہ مین مدفون ہین اور ایک روایت سے فاطمہ بنت اسد
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی والدہ بھی اسی قبہ مین مدفون ہین۔ قبہ سیدنا ابراہیم کے
شمال کے طرف دیوار بقیع سے متصل حضرت سید شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول کا مزار
ہے۔ یہ مزار چونے اور پتھر سے کسیقدر بلند بنایا ہوا ہے۔ قبر کی چوٹی زایر کے
کمر کے برابر ہوتی ہے۔

سمہودی کہتے ہین کہ قبہ امام مالک اور قبہ سیدنا ابراہیم کے مابین عبد الرحمن
بن عمر بن الخطاب کی قبر ہے انکو عبد الرحمن اوسط کہتے تھے اور ابو شحمہ کی کنیت سے
معروف ہین جنکا حد زنا مارنے سے بیمار ہو کر انتقال ہوا تھا۔ کہتے ہین کہ سیدنا نافع
کے قبہ مین جو قبر ہے وہی ابو شحمہ کی قبر ہے واللہ اعلم۔ شمال کے طرف دیوار بقیع سے
متصل ایک چھوٹا قبہ

قبہ حلیمہ سعدیہ کا ہے جو حضور کی مرضعہ یعنے دودھ پلائی دایہ
تھی اس قبہ کے عقب مین دیوار بقیع سے ایک چھوٹا دروازہ نکالا گیا ہے جس سے

باہر ہونے پر روبرو

قبہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ اور اوسکے عقب مین مشرق کے طرف

قبہ فاطمہ بنت اسد ہے آگے بیان ہوچکا ہے کہ فاطمہ بنت اسد حضرت علی کی والدہ کی قبر قبہ سیدنا ابراہیم مین ہے اونکی رحلت کے متعلق روایت ہی کہ جب اونکی وفات ہوی حضور کو خبر کی گئی تو حضور مع اصحاب اونکے تجہیز و تکفین کے لئے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھہ نکلے اور اونکے گھر کو پہنچکر اپنا پیراہن مبارک نکالا اور فرمایا کہ بعد از غسل اس مبارک پیراہن کو کفن کے اندر دین اور جب جنازہ باہر نکالا گیا تو حضور نے کاندہا دیا اور تمام راستہ کبھی سر کے طرف سے اور کبھی پاون کے جانب سے جنازے کو کاندہا دئے چلتے رہے اور جب قبر کو پہنچے تو خود بذات شریف لحد مین اوترے اور لحد مین آپ لیٹے پھر باہر تشریف لاکر میت اتارنے کا حکم فرمایا اور بالین قبر کھڑے ہوکر فرمایا اللہ تجہ کو جزای خیر دے ماں بھی تھی اور پالنے والی بھی۔ اچھی ماں اور اچھی پالنے والی۔ اصحاب نے کہا یارسول اللہ فاطمہ بنت اسد کے باب مین آپ نے دو کام کئے جو اس سے پہلے کسی کے لئے کئے نتھے کفن کے لئے اپنا قمیص دیا اور لحد مین پہلے آپ لیٹے۔ حضور نے فرمایا کفن مین جو قمیص دیا گیا اوسکا اثر یہہ ہوگا کہ آتش دوزخ اوسکو کبھی چھوگی نہین اور لحد مین میرے لیٹنے کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ حق سبحانہ اوس کی قبر کو وسیع کریگا اور ضغطہ قبر سے اوسکو نجات ملیگی۔ انس بن مالک سے

روایت ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضور اونکے سرہانے بیٹھے اور فرمایا
امی میری ماں کی رحلت کے بعد میری ماں پھر اون کی بہت تعریف کی پھر اسامہ بن زید
ابوایوب انصاری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ قبر کہودیں اور پھر اپنے مبارک
ہاتھہ سے لحد بنائی اور اوسمین لیٹے اور فرمایا اللہ الذی یحیی و یمیت وھو
حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق
نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین۔ ترجمہ۔ اللہ سبحانہ وتعالے
جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اور مرتا نہین۔ یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد
کو بخش اور اوس پر قبر کو کشادہ کر بوسیلہ تیرے نبی کے اور بوسیلہ انبیاء کے جو
مجھ سے پہلے گذرے ای رحم کرنے والون سے بڑے رحم کرنے والے پھر چار تکبیر یعنی
نماز جنازہ پڑہی اور لحد مین اتارا عباس اور ابوبکر صدیق بھی آپ کے ساتھہ تھے۔
روایت ہے کہ حضور پانچ آدمیون کے قبور مین اترے تھے تین عورتین
اور دو مرد۔ مکہ معظمہ مین حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبرے کی قبر مین اوترے۔ اور مدینہ
مین حضرت خدیجہ کا ایک لڑکا حضور کے آغوش تربیت مین تھا اوسکی قبر مین اترے
عبد اللہ المزنی کی قبر مین اُترے حضرت عائشہ کی ماں ام رومان کے قبر مین اُترے
اور فاطمہ بنت اسد کی قبر مین اوترے۔ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کی روایت ہے
فاطمہ بنت اسد کا دفن سیدنا ابراہیم اور عثمان بن مظعون کے نزدیک پایا جاتا ہے
اور دوسرے روایات بھی اوسکے مؤید ہین سمہودی بھی کہتے ہین کہ فاطمہ بنت اسد کا

اس قبہ مین دفن ہونا صحیح نہین جو قبۂ عثمان کے شمال کے طرف قبہ فاطمہ بنت اسد
کہلاتا ہے۔ بس اس صورت مین اوس قبہ مین جو قبر ہے وہ سعد بن معاذ اشہلی کی ہے
کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ سعد بن معاذ کا دفن اون کے مکان مین جو بقیع کے کنارے
تھا مقداد بن الاسود کے مکان سے متصل ہوا اور یہہ قبہ اوسی مقام مین ہے۔

قبۂ سیدنا عثمان جنت البقیع کے کنارۂ شرقی مین سب سے آخر

حضرت امیر المومنین سیدنا ذو النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قبہ ہے۔ اس قبہ
مین سیدنا عثمان کی قبر شریف کے بازو ایک قبر ہے جسمین حسب روایت اہل مدینہ
متولی عمارت مدفون ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد
لوگون نے آپ کو حجرۂ شریف مین دفن کرنا چاہا مصریون نے یورش کی اور آپ کی نماز
جنازہ پڑہنے سے اور آپکے مبارک جسد کو دفن کرنے سے انکار کیا چہ جائیکہ حجرہ
شریف مین دفن کرنے دیتے تھے ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان مسجد کے دروازے
پر آئین اور فرمایا کہ قسم اللہ کی مجھے اس مرد کو دفن کرنے دو ورنہ مین پردہ سے باہر ہوتی
ہون جس سے کشف ستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا یہہ حال دیکھکر
یورش موقوف ہوی اور مصری منع دفن سے باز آئے پس جس روز آپ شہید ہوئے تھے
اوسی شب کو جبیر بن مطعم حکیم بن حزام اور عبد اللہ بن زبیر اور تھوڑے اصحاب آپکی
نعش کو دفن کے لئے بقیع کو لے گئے مصری اونکو بقیع مین دفن کرنے سے مانع ہوئے
آخر بقیع کے مشرق مین خارج البقیع ابان بن عثمان کے ملک سے حسن کوکب نام

ایک بلغ تھا وہان جبیر بن مطعم وغیرہ نے آپکی نماز پڑہی اور دفن کیا اور اون کے
مدفن پر ایک دیوار گرادی تاکہ مدفن کا نشان نملے۔

آپ سے پہلے لوگ حسن کوکب مین دفن ہونے کو مکروہ جانتے تھے آپ
کے دفن کے بعد وہ کراہیت السنت سے مبدل ہوگئی۔ جس وقت مروان معاویہ رضی اللہ
عنہ کے طرف سے عامل مدینہ ہوا تو حسن کوکب کو داخل بقیع کیا اور حضور نے جس پتھر
کو عثمان بن مظعون کی قبر پر نصب فرمایا تہا اوسکو عثمان بن عفان کے قبر پر نصب کیا۔

مولانا مظہر اور مولانا شاہ احمد سعید مجددی کی قبور سیدنا عثمان کے متصل
جانب قبلہ ہین۔ قبہ اہل بیت کے پیچھے یعنے جانب قبلہ ایک چھوٹا قبہ ہے جس
کو مدینہ والے

قبۃ الحزن یا بیت الاحزان کہتے ہین۔ سمہودی اوسکا نام مسجد فاطمہ
بتاتے ہین۔ کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے
بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکثر اسی مقام مین بیٹھی رویا کرتی تہین اسی لئے اوسکا نام
بیت الحزن ہوا۔ سمہودی کا بیان ہے کہ بعض روایتون مین حضرت فاطمہ کا اپنے لئے
بقیع مین ایک گھر بنانا جو مذکور ہے شاید کہ وہ یہی گھر ہو اور بعضون کے قول پر فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہا کی قبر اسی گھر مین ہے۔ محمد رسطور کہتا ہے کہ اگر محل مذکور صحیح ہو تو حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دفن کے متعلق جو دو روایتین آئی ہین ایک یہہ کہ آپکا دفن آپ
کے مکان مین ہوا دوسرا یہہ کہ بقیع مین ہوا دونون روایتون مین توفیق ہوجائیگی

کیونکہ بیت الحسزن حضرت فاطمہ کا گھر بھی تھا اور داخل بقیع بھی ہے۔ اس وقت
اس قبہ مین کسی قبر کا نشان نہین اور یہ حضرت سیدہ کی کمال عفت اور پردہ نشینی پر
دلیل مین ہے کہ بعد وفات حضرت سیدہ کی قبر شریف بھی کسی نامحرم کے نظر نہ پڑے
یہان تک جتنے قبون کا ذکر ہوا وہ بقیع غرقد اور اوسکے حوالی کے قبہ ہین۔ ان قبون
مین جن جنکا دفن مذکور ہوا وہ حسب شہرت مدینہ ہے۔ بعضون کے متعلق جو اختلاف
ہے اوسکا ذکر کیا جاتا ہے بہرحال بقیع غرقد مین حضرات ممدوح الذیل مدفون ہین۔

ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ عثمان بن مظعون۔ رقیہ بنت
رسول اللہ علیہ وسلم۔ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا۔ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔ عبد الرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبد اللہ بن مسعود
خنیس بن حذافۃ السہمی۔ اسعد بن زرارہ۔ عباس بن عبد المطلب
حسن بن علیؓ۔ علی بن الحسین۔ محمد بن علی۔ جعفر بن محمد۔ علی
بن ابی طالب۔ سر حسین بن علی۔ ابو سفیان بن الحارث۔ عبد اللہ
بن جعفر۔ عقیل بن ابی طالب۔ امہات المومنین کلہم الا خدیجہ
و میمونہ۔ مالک بن انس۔ نافع امام القرا۔ سعد بن معاذ الاشہلی
ابو محمد عبد الرحمن الاوسط۔ عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہم
اجمعین۔ اسمین اختلاف یہ ہے کہ حضرت رقیہ ام کلثوم اور زینب کے دفن کے

متعلق بعض کہتے ہین کہ یہہ قبہ سیدنا ابراہیم مین مدفون ہین اور مشہور یہہ ہے
کہ یہہ سب قبہ بنات مین مدفون ہین۔ فاطمہ بنت اسد کے متعلق بھی بعض کہتے
ہین کہ وہ بھی قبہ سیدنا ابراہیم مین مدفون ہین اور مشہور یہہ ہے کہ اونکا دفن اسی
قبہ مین ہوا جو اون کے نام سے مشہور ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے
عباس بن عبد المطلب اور فاطمہ بنت اسد ہر دو کا دفن زاویۂ دار عقیل مین پایا جاتا
ہے لیکن بلحاظ اوس حدیث کے کہ حضور نے بعد دفن عثمان بن مظعون فرمایا
دفن الیہ من مات من اھلی یعنے میرے لوگون سے جس کا انتقال ہو وہ
عثمان بن مظعون کے پاس دفن کیا جائے اور فاطمہ بنت اسد کو حضور اپنی مان
سمجھتے تھے اور فی الواقع وہ حضور کے ساتھہ مان کی محبت سے پیش آتی تھین
اونکا دفن قبہ سیدنا ابراہیم مین ہونا زیادہ تر قرین قیاس ہے واللہ اعلم۔ فاطمۃ الزہرا
کا قصہ کسیقدر طول طلب ہی اسلئے اس بیان کے آخر مین آئیگا انشاء اللہ
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دفن زبیر بن بکار کی روایت سے
پر قبہ عباس مین ہوا جسکو قبۂ اہل بیت بھی کہتے ہین اور مشہور یہہ ہے کہ نجف
اشرف مین ہے سر مبارک حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایک روایت سے قبہ اہل بیت
مین مدفون ہے۔ ایک روایت سے مصر مین۔ ایک روایت سے قسطنطنیہ مین اور ایک
روایت سے دمشق مین باب الفرادیس کے متصل دفن ہے۔ عقیل بن ابی طالب
ایک روایت سے شام مین دفن ہین جہان اونکا انتقال ہوا اور ایک روایت سے

بقیع مین اونکے گھر مین جہان قبہ عقیل ہے۔ اُمہات المومنین سے حضرت خدیجہ الکبری مکہ مین جنت المعلی مین دفن ہین حضرت میمونہ سرف مین قریب مسجد تنعیم جو مکہ سے تین چار میل پر ہے دفن ہین باقی قبۃ الازواج مین دفن ہین لیکن ام سلمہ ایک قول سے بقیع مین فاطمہ زہرا کے قریب دفن ہین اور ام حبیبہ بنت صخر بن حرب دار عقیل مین اور مشہور یہی ہے کہ سوای خدیجہ اور میمونہ کے کل ازواج قبۃ الازواج مین مدفون ہین سعد بن معاذ ایک قول سے بقیع مین اور ایک قول سے قبہ منسوبہ فاطمہ بنت اسد مین۔ اب رہا مدفن خاتون قیامت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اوسکے متعلق بڑا اختلاف ہے جیسے زندگی مین آپکا حلیہ کما لیہ اغیار کی آنکھون سے مستور تھا بعد وفات بھی آپ کا جمال عصمت عدم انکشاف کا مقتضی ہوا آپکے وفات پر آپکے حسب وصیت کسیکو خواہ امیر ہو خواہ فقیر اطلاع نہین دیگئی نماز جنازہ پر بھی صرف حضرت علی اور چند مخلصین اہلبیت حاضر تھے۔ شبا شب دفن ہوا مشہور ہے کہ آپکا دفن آپکے مکان داخل مسجد نبوی مین ہوا اور بہت سے روایات اس امر کی تصدیق کرتے ہین کہ آپکا دفن قبہ اہل بیت مین سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی۔ ایک روایت سے آپکا دفن زاویہ یمانیہ دار عقیل مین ہی۔ یہانتک کہ بعض کہتے ہین کہ دار عقیل سے تیئیس گز کے فاصلہ پر ہے اور بعض کہتے ہین سینتیس گز کے فاصلہ پر اور ایک روایت سے آپکا دفن بیت الحزن مین پایا جاتا ہی۔ آپکے انتقال کے قریب جب آپنے اپنی نعش کو مردون کے درمیان سے بچانے کے متعلق اپنی عدم رضامندی ظاہر کی تو ایک روایت سے اسما بنت عمیس

خثعمیہ حضرت صدیق اکبر کی بی بی اور ایک روایت سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
نے بطریق حبشہ تابوت بناکر بتلایا کہ نعش کا پردہ اس تابوت مین اچھی طرح ہوسکتا ہے
توسیدہ تابوت حضرت خاتون قیامت کو بہت پسند آیا پھر آپ نے حضرت علی کو اور اسما
بنت عمیس کو اپنے غسل اور تجہیز وتکفین کا متکفل بنایا اور اوسی کے موافق عملدرآمد ہوا
چونکہ حضرت سیدہ کی مرضی سب کو معلوم ہوگئی کیسکو اوسکا خلاف کرنے کی جرأت ہوئی نہین اور
اونکا خلاف اونکے موت کے بعد بھی گوارا نہ خاطر تھا اسلئے سوای اون لوگون کے جن کو
حضرت سیدہ کیطرف سے شراکت کی پروانگی ملی تھی کوئی فرد بشر شریک تجہیز وتکفین ہوا نہین
یہان تک کہ حضرت ام المومنین عایشہ رضی اللہ عنہا نے شریک ہونا چاہا تو اسما بنت عمیس نے
منع کیا حضرت صدیقہ نے حضرت صدیق کے پاس اس امر کی شکایت کی اوسپر حضرت
صدیق نے بھی خلاف وصیت سیدہ دخل دہی کو پسند نہین فرمایا۔ اسیوجہ سے مقام دفن سیدہ
بھی پوشیدہ رہا لیکن تابوت کے تیار کرنیسے پایا جاتا ہے کہ نعش گہر سے جہان انتقال
ہوا باہر نکالی گئی ورگرنہ تابوت کی ضرورت نہ تھی اور جب گھر سے نکالی گئی تو ضرور جنت
البقیع مین آپ کا دفن ہوا۔ اور حسب وصیت امام حسن علیہ السلام کہ اونکی میت اون کے
مان کے پاس مدفون ہو جب امام حسین نے اونکو قبہ عباس مین دفن کیا اور امام حسن کی قبر
متعین ہے تو لامحالہ یہہ ثابت ہوتا ہی کہ سیدہ کا دفن قبہ عباس یعنے قبہ اہلبیت مین ہوا زیادہ
تر قوت اسی قول کو ہی لیکن زائر کو چاہئے کہ بلحاظ احتیاط جہان جہان حضرت سیدہ کا دفن
مذکور ہوا ہے وہان سب آپ پر سلام پڑہے۔

اب یہان سے ان مشاہد کا ذکر کیا جاتا ہے جو بقیع سے کسیقدر الگ ہین۔ داخل دیوار مدینہ

قبہ سیدنا اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما ہے

یہہ قبہ قبہ اہلبیت کے مغرب مین ہی اوسکا بانی حسین ابن ابی الہیجا سلاطین عبیدئین کے وزیرون سے تھا جسنے مساجد فتح کی عمارتون کی تجدید کی تھی۔ اس قبہ کی بنا ۵۹۶؁ ہجریہ مین ہوی اس قبہ کے شمال مین امام زین العابدین کا گھر تھا خارجی دروازہ اور دروازہ روضہ کے مابین ایک باولی ہے جو حضرت سید الساجدین کے نام کے منسوب ہے اوسکا پانی بیمارون کو دوا اور علیلون کو شفا ہی کہتے ہین کہ امام محمد باقر صغرسنی مین اس باولی مین گر۔ے تھے اور حضرت زین العابدین نماز مین تھے آپنے کمال حضور قلب سے نماز کو پوری کیا اور اضطراب سے توڑا نہین۔ اس قبہ کے مغرب مین ایک چھوٹی مسجد بھی ہے جو امام زین العابدین سے منسوب ہے لیکن لوگ اوسکی زیارت سے محروم ہین محرر سطور کو یہہ مسجد نظر آئی نہین اور محدث مدرسی مولانا قاضی الملک بدر الدولہ صاحب قوت الارواح نے بھی اوسکا ذکر کیا نہین لیکن شیخ الہند نے جذب القلوب مین اسکا ذکر کیا ہی واللہ اعلم۔

قبہ مالک بن سنان یہہ قبہ مدینہ کے غربی جانب مین شہر پناہ کے متصل واقع ہے۔ قبہ نہایت قدیم ہے اسمین ایک محراب ہی اور دہنے سمت ایک چھوٹی کوٹھری مین قبر ہے کذا قال السمہودی۔ صاحب قوت الارواح فرماتے ہین کہ وہان تازہ قبہ بنایا ہوا ہی اور یہہ مالک بن سنان الخدری ابو سعید الخدری کے والد ہین جنگ احد مین شہید ہوے شاید معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت نہر کے واسطے چند شہدا کو جو نکالا تو غالبا مالک بن سنان

کو بھی نکال کر اندرون مدینہ دفن کیا اس قبہ کے دروازے کے سرپر لکھا ہے مالک بن سنان بدری قد اور رسول اللہ انکے قبہ کے روبرو ایک شخص کے گھر کی دیوار کو لگی ہوئی تین قبریں ہین کہتے ہین کہ یہہ قبور بھی شہداء احد کے ہین واللہ اعلم۔

قبہ سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب یہہ قبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی قبر شریف پر بنا ہے۔ کہتے ہین حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب قریش کے ساتھہ تجارت کو گئے تھے۔ واپسی مین بیمار ہوکر مدینہ مین بنی عدی بن النجار کے پاس جو اون کے ماموون سے تھے رہگئے وہین انکا انتقال ہوا نابغہ کے گھر مین اونکو دفن کیا اور بعض کہتے ہین ابوا مین دفن کیا ۱۲۴۵ ہجری مین سلطان محمود خان مرحوم نے اوسپر عالیشان قبہ بنایا۔

قبۂ نفس الزکیہ۔ نفس زکیہ اونکا عرف تھا اور نام محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم لقب اونکا مہدی تھا ابو جعفر منصور کے زمانہ مین شہید ہوئے اونکی قبر مدینہ منصورہ کے خارج جبل سلع کے مشرق مین ہے اوسپر بڑا قبہ بنا ہے وہان ایک مسجد بھی ہے اور مسجد کے قبلہ کے سمت ایک چشمہ ہے جسمین مین زرقا کے نہر کا پانی پڑتا ہے مشرق اور مغرب کے طرف سے اوسکی سیڑھیان ہین کہتے ہین کہ جب نفس زکیہ یعنے محمد بن عبد اللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا بہت سے لوگ انکے تابع ہوگئے آخر منصور نے اپنے چچا عیسی بن موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھہ اونکے مقابلہ کو روانہ کیا عیسے نے جبل سلع پر چڑھکر نفس زکیہ کو پیغام کہلا بھیجا کہ مین تمکو امن

دیتا ہون تم خلیفہ کی بیعت کرلو آپ نے فرمایا قسم اللہ کی عزت سے مرنا ذلت کی زندگی سے
بہتر ہے۔ پھر اونکی جماعت نے جو تین سو دس کی تھی غسل کیا کافور اور خوشبو لگا کے
مرنے پر آمادہ ہوکر میدان قتال مین اترے تین بار منصور کی فوج کو شکست ہوی آخر
دشمن کی فوج بہت بڑھ کر تھی تاب مقاومت نرہی سب کے سب شہید ہوے نفس زکیہ
کے پاس ذوالفقار تھی منصوری فوج نے ذوالفقار کو اور سر مبارک نفس زکیہ کو منصور
کے پاس روانہ کیا۔ جسد شریف کو اونکی بہن زینب اور بیٹی فاطمہ نے پوشیدہ جنت البقیع
مین دفن کیا لیکن مطری کے قول سے اونکا دفن اوسی مقام مین ہوا جہان اون کا
قبہ ہے آور نفس زکیہ کی شہادت مشہد سنان بن مالک الحذری کے قریب احجار
زیت کے نزدیک ہوی۔

قبۂ سیدنا علی العریضی یہہ قبہ مدینہ سے احد کو جاتے وقت دہنے
طرف ملتا ہے راستے سے ذرا فاصلہ پر ہی۔ مدینہ مین اونکا عرس ہوتا ہے اس عرس مین
لوگ بڑا تکلف کرتے ہین۔ محرر سطور کو اونکی زیارت کا اتفاق ہوا نہین۔ اور مزید حالات
کی تحقیق کا قابو ملا نہین۔ نہ سید سمہودی۔ نے اوسکا ذکر کیا نہ شیخ الہند نے اور نہ صاحب
قوت الارواح نے۔

آداب زیارت بقیع الغرقد

بقیع شریف مین پہلے کسکی زیارت کرنا چاہئے اور پھر بقدر تفاوت مراتب وخصوصیات
کس کسکی زیارت علی الترتیب کرنا اسمین علما کو اختلاف ہے اس امر کو نظر غور سے دیکھیں

تو یہ امر ہرگز قابل بحث و اختلاف نہیں تقدیم و تاخیر کثرت وقوف اور کثرت دعا زائر کے مراتب ذوق و شوق اور مدارج عشق و محبت پر موقوف ہے لیکن قرین انصاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ زائر داخل باب البقیع ہوتے ہی پہلے عموماً ایک سلام ان الفاظ میں پڑہے السلام علیکم دار قوم مومنین و اتاکم ما توعدون و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون یغفر اللہ لنا و لکم انتم لنا سلف و نحن بالاثر اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد اللھم لا تحرمنا اجرھم و لا تفتنا بعدھم اوسکے بعد راست دار عقیل پر جائے جہاں قبہ عقیل ہے یہہ موقع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اور مقام اجابت دعا کا ہے اس مقام پر دیر تک کھڑا ہوکر اہل بقیع کے لئے عموماً دعا کرے اور پھر اپنے لئے برآمد مقاصد دینی و دنیوی کی دعا کرے۔

حدیث شریف میں آیا ہے من سرہ ان یکتال بالمکیال الاوفی اذصلی علینا اھل البیت فلیقل اللھم صل علی سیدنا محمد نبی الامی و ازواجہ امھات المؤمنین و ذریتہ و اھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ جیسا حضور نے اس درود شریف میں جسمیں کامل ثواب پانے کا طریقہ بتلایا گیا ہے دعای صلوۃ کے لئے اپنی ذات شریف کے بعد امہات المومنین کو اور پھر اہلبیت کو شمار فرمایا ہے تحصیل ثواب کامل زیارت کے لئے زائر کو بھی چاہیئے کہ اسی طریقہ کا اتباع کرے دار عقیل کی دعا سے فارغ ہوکر راست قبۃ الازواج پر آئے

کہ وہاں محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معدن علم حضرت صدیقہ رضی اللہ
عنہا ہیں۔ یہاں ہر ہر بی بی کا نام لیکر دعا کرے یہاں جو بی بیاں مدفون ہیں وہ حسب
روایات راجح حضرت صدیقہ عائشہ بنت ابی بکر۔ حفصہ بنت عمر۔ سودہ
بنت زمعہ۔ زینب بنت جحش۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان۔ ام سلمہ۔ صفیہ
بنت حیی۔ جویریہ بنت حارث اور زینب بنت خزیمہ ہیں۔ یہاں سے فارغ
ہوکر قبہ اہلبیت پر آئے اور بتسلیم امام الہمام جعفر الصادق علیہ السلام دروازے پر کھڑا ہوکر
کلمہ شہادت پڑہے پھر داخل دروازہ ہوکر اللہ اکبر تیس مرتبہ پڑہے پھر سکون
اور وقار سے دو قدم بڑہے اور بڑہنے میں قدم بقدم چلے پھر کھڑے ہوکر اللہ اکبر
تیس مرتبہ پڑہے پھر قبور سے نزدیک ہوکر اللہ اکبر چالیس مرتبہ پڑہے پھر کہے السلام
علیکم یا اہل بیت الرسالۃ و مختلف الملائکۃ و مہبط الوحی و خزان
العلم و منتہی الحلم و معدن الرحمۃ و اصول الکرم و قادۃ الامم و عناصر
الابرار و دعائم الاخیار و ابواب الایمان و امناء الرحمٰن و سلالۃ خاتم
النبیین و عترۃ صفوۃ المرسلین و رحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علی ائمۃ
الہدی و مصابیح الدجیٰ و اعلام التقیٰ و ذوی الحجج والنہی و رحمۃ اللہ و
برکاتہ السلام علی محال رحمۃ اللہ و مساکن برکۃ اللہ و معادن حکمۃ اللہ
و حفظۃ سر اللہ و حملۃ کتاب اللہ و ورثۃ رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ
السلام علی الدعاۃ الی حکم اللہ و الادلاء علی مرضاۃ اللہ و المظہرین لامر

الله ونهيه والمخلصين في توحيد الله ورحمة الله وبركاته اني مستشفع

بكم ومقدمكم امام طلبي وارادتي ومسئلتي وحاجتي اشهد الله اني

مومن بسركم وعلانيتكم واني ابرا الى الله تعالىٰ من عدو محمد وآل

محمد من الجن والانس صلى الله على محمد وآله الطيبين الطاهرين وسلم

تسليما كثيرا كثيرا۔ پھر ہر ہر قبر پر پڑھے اور صاحب قبر کے نام سے سلام

پڑھے اور آخر میں بتوسل ان حضرات کے اپنے لئے دعا کرے۔ اوسکے بعد قبہ البنات

قبہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کرے اور اوسکے بعد سیدنا عثمان بن عفان اور پھر قبہ

عقیل میں سیدنا عبداللہ بن جعفر سیدنا عقیل سیدنا ابوسفیان بن الحارث کی زیارت کرے

اوسکے بعد امام مالک اور امام نافع کی زیارت کرے اور قبہ نافع کی زیارت میں ابوشحمہ

عبدالرحمن اوسط پر سلام پڑھے قبہ عقیل میں سیدنا عباس بن عبدالمطلب اور فاطمہ بنت

اسد اور فاطمۃ الزہرا پر بھی سلام پڑھے۔ پھر حلیمہ سعدیہ پر سلام پڑھے پھر سیدنا ابوسعید

الخدری پر قبہ فاطمہ بنت اسد میں فاطمہ بنت اسد پر اور سعد بن معاذ پر سلام پڑھے اسکے

بعد حصار قبور شہداء احد کیطرف جو وسط البقیع میں ہے رجوع کرے اور سلام پڑھے

اور پھر قبہ حمات النبی پر آئے اور حضور کے ہر دو پھپیوں پر سلام پڑھے اور پھر جنت

البقیع میں اولیاء اللہ اور اپنے اہل قرابت ومحبت سے کوئی ہوں تو اون پر

سلام پڑھے

مشہد سیّدنا حمزہ وجبل واحد

مشہد سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ و جبل احد
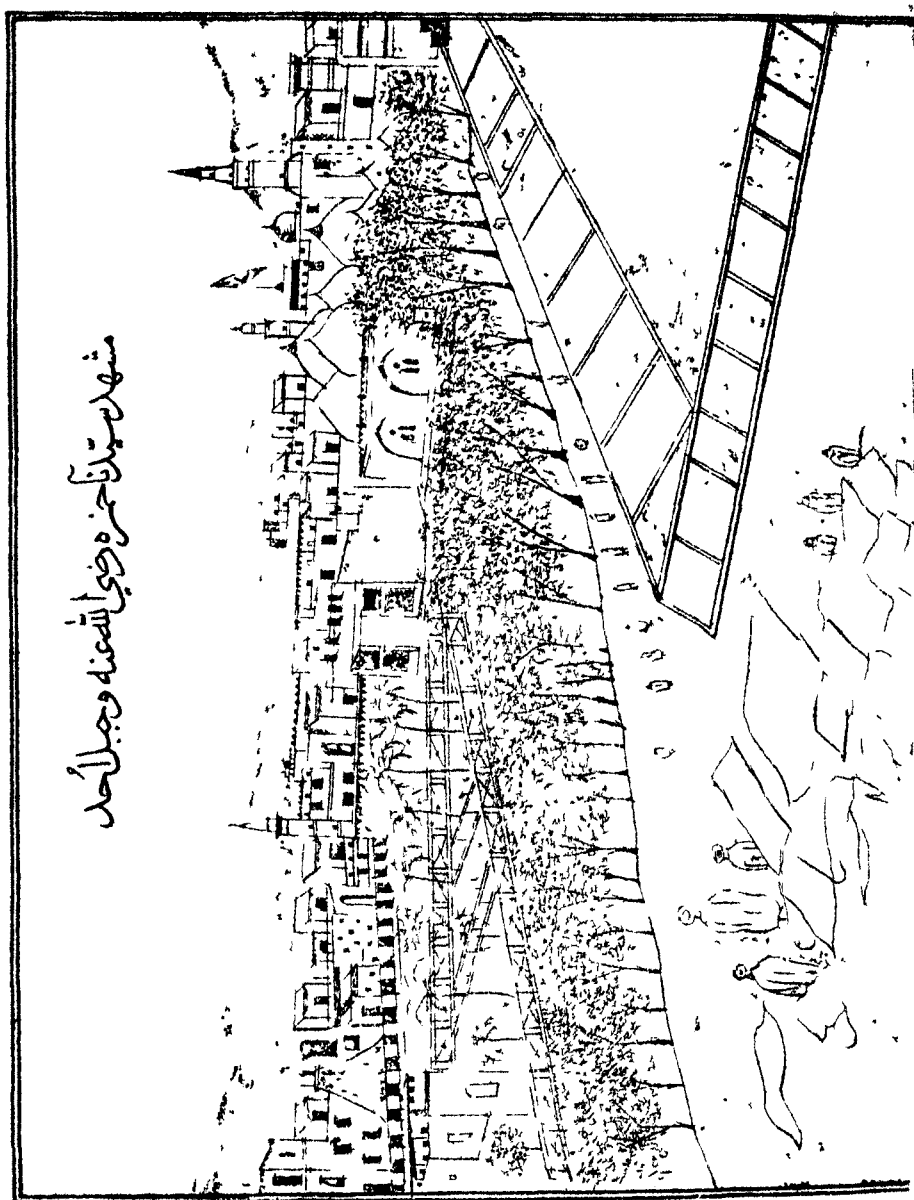
جبل احد کے دامن مین جناب سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا قبر ہے
اور سرہانے مصعب بن عمیر کی قبر ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ سیدنا حمزہ کی قبر مین مصعب بن عمیر
اور عبد اللہ بن جحش مدفون ہین اسصورتمین معلوم نہین کہ سرہانے والی قبر کسکی ہے جبل احد
کے فضائل مین اور شہدا احد کے مناقب مین بہت سے روایات آئے مین حضور نے
بارہا فرمایا ہے ھذا جبل یحبنا ونحبہ یعنے یہہ جبل احد ہمسے محبت رکھتا ہے
اور ہم اوس سے محبت رکھتے ہین۔ انس کی روایت مین ہے کہ حضور نے فرمایا جبل
احد ہمکو دوست رکہتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور وہ جنت کے دروازونسے
ایک دروازہ پر ہے اور یہہ جبل عیر ہمسے عداوت رکھتا ہے اور ہم اوس سے دشمنی
رکھتے ہین اور وہ دوزخ کے دروازون سے ایک دروازے پر ہی۔ نووی رح کہتے ہین
کہ یہہ محبت وعداوت امر حقیقی ہین اور اسی سبب سے جنت اور دوزخ کا استحقاق پیدا ہوا
اور وجدان محبت وعداوت بہ نسبت جبال کے مثل حکم تسبیح کے ہے بہ نسبت کل جمادات
وغیرہ کے جیسے کہ فرمایا وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ محققین علما کا یہہ
مذہب ہے کہ حضور کی بعثت صرف جن وانس کیطرف نہین بلکہ کل عوالم حتے کہ نباتات
اور جمادات اوسمین شامل ہین۔ حضور کا یہہ فرمانا اسی احد تو ساکن ہو جا کیونکہ تجہپر نبی ہے
اور شہید اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ پہاڑ کو اسقدر علم وعقل تہی جس سے حضور کے
خطاب کو سمجھے حجر وشجر جو آپ کو دیکھکر سلام کرتے تھے اور اقرار رسالت کرتے تھے
اور نیز استن حنانہ کا قصہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ سارے اشیا مین لوازم عشق و

محبت اور فہم عقل مودع ہین۔ مدینہ طیبہ مین بنی نوع انسان دو قسم پر تھے مومن اور منافق ایسا ہی جبال وغیرہ بھی دو قسم پر ہوے احد جبال جنت سے مومنون کا طرفدار رہا اور عیر جبال دوزخ سے منافقون کا جانب دار۔ احد جنتیون کے ساتھ جنت مین ہوگا اور عیر منافقون کے ساتھ دوزخ مین۔ اور فی الواقع احد کو دیکھنے سے ولولہ محبت دلمین پیدا ہوتا ہے اور دلکو ایک قسم کی تسکین اور انبساط حاصل ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے جبل عیر کو دیکھنے سے ایک تکدر خاطر اور ضیق قلب پیدا ہوتا ہے طبیعت پریشان ہوتی ہے اور وحشت غالب ہوجاتی ہے جبل احد کی نورانیت اور جبل عیر کی ظلمانیت کسی سے جسنے اونکو دیکھا ہو پوشیدہ نہین۔ کہتے ہین کہ انس بن مالک کی بی بی زینب بنت بنط اپنے اولاد سے ہمیشہ فرمایش کرتی تھی کہ جبل احد کے نباتات سے اوس کے لئے کچھ لایا جائے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ چار پہاڑ جنت کے پہاڑون سے ہین اور چار ندی جنت کی ندیون سے اور چار ملاحم یعنے مصاف قتال ملاحم جنت سے اصحاب نے اوسکی تشریح اور تفریح چاہی تو فرمایا جبل احد ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین یہ جبال جنت سے ہے۔ ورقان جبال جنت سے ہے طور جبال جنت سے ہے لبنان جبال جنت سے۔ اور ندیون سے نیل فرات سیحون اور جیحون ہین۔ اور مصاف قتال سے بدر۔ احد خندق اور حنین۔ انس بن مالک سے ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے فرمایا طور پر جب رب العزت کی تجلی ہوی تو اوسکے چھے ٹکڑے اوڑے تین مدینہ مین پڑے اور تین مکہ مین جو مدینہ مین گرے وہ جبل احد

جبل ورقان اور جبل رضوی ہے اور مکہ مین حرا جسکو اب جبل نور کہتے ہین ثبیر اور ثور۔ ورقان اور رضوی مکہ کے راستہ مین مدینہ سے قریب ہین اور ثبیر منا کے پہاڑ کا نام ہے۔ جبل احد پر ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔ موسی اور ہارون علیہما السلام حج کو یا عمرہ کو مکہ آئے تھے واپس جب مدینہ پہنچے تو ہارون علیہ السلام قضا کر گئے اونکو حضرت سیدنا موسی علیہ السلام نے احد پر جہان اونکا خیمہ تھا دفن کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے پہاڑ پر چڑہتے تھے وہ مقام متعین نہین جبل احد کے دامن مین ایک غار ہے جسمین حضورؐ چھپے تھے اور ایک پتھر پر حضورؐ کے سر مبارک کا نشان ہے۔ شہدا احد کی تعداد بقول صحیح ستر ہے اور مشہد سیدنا حمزہ کے مغرب مین ایک احاطہ ہے جسمین قبور شہدا ہین مگر اونکے نشان نہین حدیثون مین آیا ہے کہ چھیالیس سال کے بعد بعض شہدای احد کے قبور کا کشف ہوا تو اونکے لاشے بالکل تازہ نظر آئے گویا کل کے دفن کئے ہوے تھے اور بعضون کی صورت یہہ دیکھی گئی کہ ہاتھہ جراحت پر رکہا تہا ہاتھہ ہٹایا تو زخم سے تازہ خون جاری ہوا اور پہر چھوڑ دیا تو ہاتھہ زخم پر جالگا اور خون بند ہوگیا اور اکثر کشف قبور شہدای احد اوسوقت ہوا جبکہ نہر [illegible] وہ لائی گئی۔ قبۃ الثنایا وغیرہ کا ذکر مساجد مین گذر چکا ہے۔ مدینہ سے احد کو جانے کی راہ مین دو جا سے چار دیواری ہے جسکا حصار نصف قد آدم ہوگا یا اوس سے بھی کم۔ کہتے ہین کہ حضور احد کو آتے جاتے وہان آرام لیتے تھے غالباً یہہ قدیم مساجد کے مقام ہین جواب شکستہ ہین

ابیار المدینہ

مدینہ منورہ مین بہت ست باولیان ہین جس سے حضور نے وضو اور طہارت فرمائی ہو
زائر کو چاہئے کہ اونکا پانی پیے۔ اور وضو کرے۔ ان باولیون سے سات باولی مشہور
ہین بیر اریس۔ بیر غرس۔ بیر رومہ۔ بیر بضاعہ۔ بیر بصہ۔ بیر حا۔ بیر العہن

(۱) **بیر الاریس** اریس ایک یہودی کا نام تھا اوسکے معنے لغت شامی مین کاشتکار
کے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے کے پانی سے وضو فرمایا
اور اوسکی مینڈ پر بیٹھ کر پاؤن باولی مین چھوڑے تھے آپ کے ساتھ خلفای ثلاثہ بھی اسی
طرح بیٹھے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جسپر [محمد رسول اللہ]
کندہ تہا اور جس سے خطوں پر مہر کرتے تھے حضور کے بعد حضرت صدیق اکبر کے پاس
تھی اور اونکے بعد فاروق اعظم کے نزدیک تھی اور اونکے بعد حضرت ذوالنورین کو ملی اور
اون کے ہاتھ سے اسی باولی مین گری۔ تین دن تک اوسکا پانی نکالتے اور مہر کو ڈھونڈتے
رہے ملی نہین اور اوسکے گم جانے سے فتنون کا آغاز ہوا جیسے حضرت سیدنا سلیمان علی
نبینا و علیہ السلام کی مہر گم ہو جانے سے اونکی دولت کا زوال ہوا ایسا ہی مہر نبوی گم ہونے
سے خلافت عثمانی مین فتنہ و فساد شروع ہوا اور لوگ خلاف کرنے لگے بعض کہتے
ہین کہ خلافت عثمانی مین یہہ مہر معیقب رضی اللہ عنہ کے پاس رہا کرتی تھی اونہین کے
ہاتھ سے مہر باولی مین گری اور بعض کہتے ہین حضرت عثمان کے ہاتھ سے گری صاحب
قوت الارواح دونون روایتون کو یون جمع کرتے ہین کہ حضرت عثمان اور معیقب ہر دو

بیرارِیس پر بیٹھے تھے معیقب مہر رکھنے مین حضرت عثمان کے نائب تھے حضرت
عثمان نے مہر کو اُنکو دینا چاہا اور معیقب نے اوسکو لینا چاہا دینے مین حضرت عثمان سے
تغافل ہوا اور لینے مین معیقب سے آخر مہر باولی مین گر گئی دینے مین تغافل کرنے
سے مہر کے گرانے کی نسبت ذوالنورین طرف کیجاتی ہے اور لینے مین تغافل
کرنے سے معیقب کیطرف۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب شریف
اس باولی مین ڈالا کہتے ہین لیکن یہہ بات ثابت نہین۔ یہہ باولی قبا مین مشہور ہے
اوسکا پانی نہایت شیرین ہے۔ ابن النجار لکھتے ہین اس باولی کا عمق چوبیس ہاتھ اور
ایک بالشت ہے پانی کا عمق اڑہائی ہاتھ ہے اوسکی چوڑائی پانچ ہاتھ کی ہے اسکی
مینڈ جسپر حضور بیٹھے تھے تین ہاتھ کے قریب ہے اس باولی مین سیڑہی نہین
ڈول سے پانی نکالا جاتا ہے۔

(۲) بایر غرس۔ یہہ باولی مسجد قبا کے مشرقی جانب مین آدہے میل پر شمالی
جہت مین ہے اس باولی کو سعد بن خیثمہ کا کنوان کہتے ہین۔ اس مین پانی بہت کم
رہتا تھا تھوڑا پانی بھرنے سے کنوان خالی ہوجاتا تھا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس باولی سے ایک ڈول پانی منگوایا وضو فرماکر اس پانی کو باولی مین ڈالا اور
اپنا مبارک لعاب بھی اوسمین ڈالا کسی نے شہد لاکر حضور کو تحفہ دیا تھا حضور نے اسکو
بھی باولی مین ڈالا اوسکے بعد اس باولی کا پانی کبھی کم ہوا نہین۔ بعض اوقات حضور
کے پینے کے لئے اس باولی سے پانی لیجاتے تھے۔ حضور نے حضرت علی رضہ کو

وصیت کی تھی کہ آپ کے وفات کے بعد آپ کو بیرغرس کے پانی سے غسل دیا جائے
ایک روز حضور نے اس باولی کے مینڈ پر بیٹھ کر فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ
صبحکو مین بہشت کے کنوون سے ایک کنوے پر بیٹھونگا اور صبحکو بیرغرس پر بیٹھیا
اوسکا یہہ مفہوم ہے کہ بیرغرس جنت کا ایک کنوان ہے اس کنوے کا عرض دس
ہاتھہ کا ہے اور عمق سات ہاتھہ پانی کا عمق دو ہاتھہ کا ہے اوسکا پانی نہایت شیرین ہے
یہہ کنوان ضایع ہوا تھا اوسکی مرمت ۸۸۲ سات سو کے بعد ہوی سمہودی کہتے ہین کہ
۸۸۲ ہجری مین اس کنوین کی مرمت ہوی جس باغ مین یہہ کنوان ہے اوسکے اطراف
دیوار بنائی گئی۔ کنوین کے اندر اوترنے کے لئے بانکے اندر سے اور باہر سے سیڑہیان
بنائی گئین۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہی کہ حضور اپنی زندگی مین بیرغرس کا پانی
پیتے تھے اور بعد انتقال حسب وصیت اوسکے پانی سے آپکا غسل ہوا۔

(۳) بیر رومہ اسکو بیر عثمان بھی کہتے ہین۔ اس کنوین کو قلیب
المزنی کہتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے نعم القلیب قلیب المزنی
یعنے بہتر کنوان قلیب المزنی ہے یہہ کنوان وادی عقیق مین مسجد القبلتین کے
شمالی جہت مین کسیقدر فاصلہ سے ہے حسب مشاہدہ محرر سطور اوسکا عرض
آٹھہ ہاتھہ کا ہے پانی وفور سے ہے اور شیرین اور شفاف بھی ہے۔ اوس کے
اطراف کمر برابر مینڈ ہے اوسکے بازو ایک مسجد ہی اوسکو مسجد عثمان کہتے ہین مسجد
کے روبرو ایک حوض ہے صاحب قوت الارواح کہتے ہین کہ حج کے موسم مین جب

جب قافلہ وہان اترتا ہے تو حوض کو پانی سے بھر دیتے ہین اوس مسجد کا ذکر سوائے
صاحب فرحت الارواح کے کسی نے کیا نہین۔ یہہ کنوان ایک یہودی کے ملک سے
تھا وہ پانی بہت گران قیمت سے فروخت کرتا تھا حضور نے فرمایا جو شخص اسکو
خرید کرکے مسلمانون پر وقف کریگا اوسکے لئے بہشت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے آدھا کنوان بارہ ہزار درہم کو خرید کیا اور یہودی اس امر پر راضی ہوا کہ کنوان ایک روز
مسلمانون کے تصرف مین رہے اور ایک روز اسی یہودی کے۔ مسلمان اپنی باری کے
روز دو دن کا پانی بھرکر رکھ لیتے تھے اور یہودی کے باری کے دن کوئی شخص پانی
بھرتا نہ تھا یہودی اس سے ناراض ہوا آخر دوسرا نصف بھی حضرت عثمان کو آٹھ ہزار
درہم کو فروخت کردیا اور ساری باولی مسلمانون پر وقف ہوگئی۔ یہہ کنوان میدان مین
ہے جہان سیل جمع ہوتی ہے اوسکے پاس یہودیون کا معبد تھا جسکے ویران
ہونے پر مسجد بنائی گئی جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ مسجد کب بنی معلوم نہین لیکن بیر عثمانی
کے پاس ہونے سے مسجد کو مسجد عثمان کہتے ہین۔ اور ایک روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہہ باولی بنی غفار سے ایک آدمی کے ملک سے تھی حضور نے اسکو
خرید کرکے مسلمانون پر وقف کرنے والے کو جنت کی بشارت دی تو حضرت عثمان نے
اوسکو پینتیس ہزار درہم کو خرید فرمایا اور مسلمانون پر وقف کیا۔

(۴) **بیر بضاعہ**۔ بضاعہ ایک باغ کا نام ہے اوس باغ مین یہہ باولی ہونے
سے اوسکو بیر بضاعہ کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین بضاعہ بنی ساعدہ کے ایک گھر کا

نام تھا اور یہہ باولی اوس گھر مین تھی۔ یہہ کنوان بیرحا کے غربی جانب مین شمال کے
سمت ہے حضور نے اوسکا پانی پیا ہے اوسمین اپنا مبارک لعاب اور بس ماندہ وضو
بھی ڈالا ہے۔ کوئی بیمار ہوا تو اوسکو تین روز اوس باولی کے پانی سے غسل کرنے
کو فرماتے تھے اوسکو شفا ہوتی تھی اوسکا پانی شیرین اور شفاف ہے۔ اس باولی کا
عمق گیارا ہاتھ اور ایک بالشت ہے پانی کا عمق دو ہاتھ سے کچھہ زیادہ ہے عرض
چھے ہاتھ کا ہے۔ صاحب فرحت الارواح فرماتے ہین کہ جس باغ مین یہہ باولی ہے
اوس باغ مین اور ایک باولی غیر مستعمل ہے اور اُنس متصلہ باولی کا پانی اونٹون کے
موتھہ سے کھینچتے ہین۔ یہی ماثور باولی ہے۔ وہان ایک مسجد بھی ہے جسکو مسجد آل علوی
کہتے ہین۔ یہہ مسجد ماثور نہین۔ صاحب جذب القلوب فرماتے ہین کہ باب شامی کے نزدیک
مشہد حمزہ کو جانے والے کے دہنے جانب باولی ہے۔

(۵) باولی بُصَّہ۔ ایک جمعہ کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہ کے گھر کو گئے تھے بیر کے پتے سے سر مبارک دہو کر اس باولی
کے پانی سے غسل کیا۔ سر کا غسالہ اور بال جو سر مبارک سے نکلے سے اوس کنوین مین
ڈالے۔ یہہ باولی ایک باغ مین ہے اوس باغ مین دو باولیان ہین ایک بڑی اور
دوسری چھوٹی۔ بڑی باولی بقیع سے قریب ہے بقیع سے قبا کو جانے کی راہ مین واقع
ہے اوسکا عمق گیارہ ہاتھ ہے اور عرض سات ہاتھ۔ یہہ باولی پتھر سے باندہی ہوئی
ہے۔ چھوٹی باولی کا عرض چھے ہاتھ ہے اوسمین اوترنے کی سیڑہیان بندہی ہین۔

ابن النجار کے بیان سے بڑی باولی ماثور کنوان ہے۔ اور سمہودی کے بیان سے
چھوٹی باولی ماثور ہے۔

(۶) **بیرحاء**۔ مسجد نبوی کے شمالی جہت مین ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک باغ
تھا۔ حضور اکثر اوس باغکو جایا کرتے تھے اور اوسکے درختون کے سایہ مین تشریف
رکھتے اور کنوین کا پانی پیتے تھے۔ اس باغ مین یہہ کنوان ہے۔ بعض کہتے ہین کہ
بیرحا کنوین کا نام ہے اور بعض کہتے ہین باولی کا۔ یہہ باغ مدینہ کے شہر پناہ کے
شمالی جہت مین ہے شہر پناہ کے اور اوسکے درمیان راستہ ہی۔ باولی کا عمق
بیس ہاتھہ کا پانی کا عمق گیارہ ہاتھہ کا ہے۔ باولی کا عرض ساڑھے تین ہاتھہ ہی
اوسکے قبلہ کے سمت ایک جدید مسجد ہے اس باولی کا پانی نہایت شیرین ہی
اور باغ کی ہوا نہایت تفریح بخش۔ ابو طلحہ نے اس باغ کو اپنے اہل قرابت
پر ایثار کیا تھا حسان اونکے اہل قرابت سے تھے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھہ
فروخت کیا۔ لوگون نے حسان سے پوچھا کہ کیون ابو طلحہ کے صدقہ کو فروخت
کرتا ہے تو کہا کہ معاویہ ایک صاع کھجور کو ایک صاع درہم سے خریدکرتا ہی
تو پھر مین کیون نہ فروخت کرون۔ اس باغ مین معاویہ نے ایک حویلی تیار کی اور
ابو جعفر منصور نے بھی ایک حویلی بنائی۔

(۷) **بیرالعہن**۔ یہہ کنوان عالیہ مین مشہور ہے وہان زراعت ہوتی ہے
اوسکے پاس بیر کا درخت ہے مطری کا بیان ہے کہ پہاڑ کے بیچ مین اس

کنوین کو تراشا ہے اوسکا پانی کم نہین ہوتا زین المراغی کا بیان ہے کہ وہان بیر کا درخت باقی نہین۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ اس باولی کے ماثور ہونے پر کوی سند نہین۔ صاحب فوت الارواح کہتے ہین بیر عہن مسجد قبا کے شرقی جانب مین ایک بڑے باغ مین ہے اوسمین بہت سے درخت ہین زراعت بھی ہوتی ہی کنوین کا پانی اونٹون سے کھینچتے ہین۔

صاحب فوت الارواح نے سمہودی کے بیان کے حوالہ سے اور تھوڑے باولیونکا ذکر کیا ہے ہم بھی اوسکا ذکر کرتے ہین۔

(۸) **بیر جمل** ابن زبالہ کی روایت ہی کہ حضور نے اس باولی سے وضو کیا مجد الدین کہتے ہین کہ یہہ کنوان وادی عقیق کے اخیر مین ہے۔ سمہودی نے اوس کو قبول نہین کیا اور کہا اوس کا مقام معلوم نہین۔ مطری بھی کہتے ہین کہ اوسکا مقام معلوم نہین۔

(۹) **بیر الیسیرہ** جاہلیت مین اوسکا نام بیر العسیرہ تھا حضور نے اوسکا نام بدلدیا اوس سے وضو کیا برکت کی دعا کی اور اوسمین اپنا لعاب مبارک ڈالا یہہ باولی اب اس نام سے مشہور نہین غالبًا وہی بیر عہن ہے۔

(۱۰) **بیر السقیا**۔ جہان یہہ باولی ہے اوسکا نام فلجان ہے اور باولی کا نام سقیا۔ یہہ باولی ذکوان بن عبد قیس الزرقی کے ملک سے تھی اوسکو سعد بن ابی وقاص نے بمعاوضہ دو اونٹ کے خرید کیا۔ حضور کے پینے کے

لئے اوسکا پانی لایا جاتا تھا آبیار علی کو جانے والے کے بائین طرف یہہ کنوان ہے پہاڑ کے پتھروں سے کھود کر نکالا گیا ہے۔

(۱۱) **بیرانا** - یہہ باولی مسجد بنی قریظہ کے پاس ہے۔ اب اوسکا نشان نہین

(۱۲) **بیرانس** - یہہ باولی انس بن مالک بن النضر کی ہے اوسکو بیر مالک بن النضر بھی کہتے ہین۔ اس کنوے مین حضور نے اپنا لعاب ڈالا ہے۔ جب حضور انس کے گھر کو جاتے تھے تو دودہ مین اس کنوے کا پانی ملاکر حضور کو پلایا جاتا تھا صاحب قوت الارواح کہتے ہین کہ مدینہ مین ایک رباط ہے جسکو رباط انس کہتے ہین اوسمین ایک باولی ہے اوسی کو بیرانس کہتے ہین جمعہ کے روز کوئی بیمار اوس سے غسل کرے تو اوسکو شفا ہوتی ہے۔

(۱۳) **بیرایوب** - بیر رباط سے کے شرقی سمت مین ابوایوب کے طرف منسوب ہے۔

(۱۴) **بیرحاسوم یا بیرجاسوم** ابوالہیثم بن التیہان کی باولی ہے جو اونکے مکان مین تھی حضور نے اوسکا پانی پیا ہے۔

(۱۵) **بیرحلوہ** یہہ کنوان آمنہ بنت سعد کی گلی مین تھا اس باولی کی وجہ سے اس کوچہ کو زقاق حلوہ کہتے تھے۔ اب وہ باولی معلوم نہین۔

(۱۶) **بیرزمزم** - یہہ کنوان فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے طرف منسوب ہے اوسکا پانی مثل زمزم مسجد الحرام کے تبرکا لیجایا جاتا ہے۔ سمہودی کہتے ہین کہ

بیر اہاب اسی کا نام ہے۔

(۱۷) بیر العقبہ ۔ اسکا حال اور مقام معلوم نہین۔

(۱۸) بیر ابی عینہ ۔ مدینہ سے ایک میل پر بیر السقیا کے قریب ہی

(۱۹) بیر القراصہ ۔ اسکا حال اور مقام معلوم نہین۔

(۲۰) بیر القریصہ ۔ مسجد القراصہ کے پاس ایک باولی ہے اوس کو قریصہ کہتے ہین۔

(۲۱) بیر القف ۔ زرین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اور شیخین جس باولی کے میڈ پر پاؤن چھوڑے بیٹھے تھے وہ بیر القف ہے نہ کہ بیر اریس لیکن یہ قول صحیحین کے خلاف ہے۔

(۲۲) بیر معاویہ ۔ مسجد بغلہ کو جانے کی راہ مین ایک باغ مین یہ کنوان ہے اوسکا پانی کھارا ہے۔ کہتے ہین کہ ایک جمعہ کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لائے پانی بھرنے کو کوئی ڈول یا رسی نتھی۔ کنوین کا پانی خود بخود جوش کھا کے اُبل آیا حضور نے اوس سے وضو کیا۔ کہتے ہین کہ اب بھی ہر جمعہ کو اوس کا پانی اوبل کر اوپر آتا ہے۔

(۲۳) بیر غرلیس ۔ یہ باولی بیر غرس کے متصل ایک باغ مین ہے مدینہ کے لوگ اس کو بھی ماثور کہتے ہین۔

(۲۴) بیر فاطمہ ۔ مسجد نبوی کے صحن مین نخیل فاطمہ کے قبلہ کے جانب

ایک چھوٹی باولی ہے۔ چرخ لگاکے اوسکا پانی بھرتے ہین اوسکو مدینہ والے کوثر کہتے ہین۔ لیکن اوسکا ذکر کسی مورخ حالات مدینہ نے کیا نہین۔ مولانا قاضی الملک مرحوم اپنی کتاب قوت الارواح مین صرف اسقدر لکھتے ہین کہ مسجد نبوی کے صحن مین ایک باولی ہے اوسکا ذکر سید السمہودی کی کتابون مین نہین۔ مسجد شریف کی مرمت جو اخیر زمانہ مین بعہد سلطنت سلطان عبد المجید خان مرحوم ہوی اُن ایام کے حالات کے متعلق لکھتے ہین قبور شریف کے بائین کے طرف جالی کے باہر جو مکان تھا اوسکو وسیع کرنے کے لئے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے متصل جدہر باب جبریل ہے دیوار کے پایہ کے واسطے زمین کھودی گئی وہان ایک کنوان نکلا اوس پر پتھرون کو رکھ کر دیوار بنائی گئی تھی۔ پتھرون کو اوٹھانے سے کنوان پیدا ہوا اہل مدینہ اوسکو بیر فاطمہ کہنے لگے اوس کا پانی تبرکا پیا پھر اوسکو پتھرون سے بند کرکے زمین کو ہموار کیا۔ بیر جمل کی جہت جو سید نے تحقیق کی ہے اوس سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہہ کنوان وہی بیر جمل ہی بعض لوگ بیر اہاب اسی کو کہتے ہین۔

عین الزرقاء۔ یہہ ایک نہر ہے جو قبا کے نخلستانون کے درمیان سے آتی ہے۔ جسوقت مروان بن الحکم ریاست معاویہ بن ابی سفیان مین عامل مدینہ تھا اوس نے اس نہر کو حسب الحکم معاویہ مدینہ مین جاری کیا اس نہر کا پانی نہایت لطیف صاف شفاف اور شیرین ہے سارے مدینہ مین یہی پانی پیا جاتا ہی۔ جا بجا اُس

کے منہل ہین۔

وادی العقیق مدینہ کے وادیون سے مشہور اور مبارک تر وادی وادی العقیق ہے اوسکی ابتدا مدینہ منورہ کے قبلہ کے جانب ایک روز کی مسافت ہے پھر ذی الحلیفہ پر سے ہوتا ہوا بیر رومہ کے مغرب مین مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے اوسکے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہین۔ حضور نے ایک وقت فرمایا آجکی شب ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا صل فی ھذا الوادی المبارک یعنے اس مبارک وادی مین نماز پڑھ۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے العقیق وادیٍ مبارکٌ یعنے عقیق مبارک وادی ہے۔ حضرت انس کہتے ہین کہ ایک روز مین حضور کے ساتھ وادی عقیق کو گیا حضور نے فرمایا ای انس اس وادی کے پانی سے طہارت کے ظرف کو بھر لے کہ مین اس کو دوست رکھتا ہون اور یہہ وادی مجھہ کو دوست رکھتا ہے۔ اس وادی مین جبل عینین ہے جس سے حرم شریف کے لئے پتھر تراشے گئے تھے۔

یہہ سب وہ متبرک مقامات ہین جنکا کچھہ نہ کچھہ ذکر احادیث مین آیا ہے اور فی الحقیقت مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک جسپر حضور کا گذر ہوا ہے ہر ایک چپہ زمین قابل زیارت اور مستحق اس امر کی ہے کہ اوس سے برکت اور سعادت حاصل کی جاوے۔

بہر زمین کہ نسیمی ز زلف او زدہ است ہنوز از دم آن بوی عشق می آید

فضایل زیارت حضرت ختم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و آلہ وصحبہ اجمعین

(۱) حدیث من زار قبری وجبت له شفاعتی ترجمہ۔ جسنے میری قبر کی زیارت کی اوس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اگرچہ حضور کی شفاعت مومنونکو عام ہو لیکن یہان مقصود شفاعت خاص علاوہ شفاعت عام ہے۔

(۲) حدیث من زار قبری حلت له شفاعتی اس کا مفہوم بھی حدیث اول کا مفہوم ہے۔

(۳) حدیث من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون له شفیعا یوم القیمة ترجمہ جو میرے پاس زیارت کے لئے آئے اور اوس کو سوای میری زیارت کے اور کوئی مقصود نہو تو مجھہ پر حق ہے کہ قیامت مین اوسکی شفاعت کرون۔

(۴) حدیث من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی ترجمہ۔ جسنے حج کیا پھر میرے وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اوسنے میری زندگی مین میری زیارت کی

(۵) حدیث من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ یعنے جسنے حج کیا اور میری زیارت نکی البتہ اوسنے مجھہ پر ظلم کیا یعنے میری زیارت کرنا اوس پر میرا حق تھا جب اوسنے زیارت نکی تو میری حق تلفی کی اور حق تلفی ظلم ہے۔

(۶) من زارنی الی المدینة کنت له شفیعا و شهیدا۔ ترجمہ جسنے مدینہ مین

میری زیارت کی مین اوسکے گناہون کے لئے شفیع اور اعمال صالحہ کا گواہ ہونگا اسی معنے مین اور ایک حدیث ہے من زار قبری کنت لہ شفیعا وشہیدا۔

(۷) من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیمۃ ومن مات فی احدی الحرمین بعثہ اللہ من الآمنین یوم القیمۃ یعنے جسنے قصداً میری زیارت کی قیامت مین میرے ہمسایہ مین ہوگا اور جو شخص کہ یا مدینہ سے کسی حرم مین مریگا۔ قیامت مین اللہ تعالی اسکو امن والی جماعت مین محشور کریگا۔

(۸) من حج حجۃ الاسلام وزار قبری وغزی غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسأل اللہ عز وجل فیما افترض علیہ یعنے جسنے حج اسلام ادا کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور جہاد کیا اور بیت المقدس مین نماز پڑہی تو خداوند عالم فرائض سے اوس سے کوئی سوال نکریگا یعنے بلا حساب وہ جنت کو جائیگا۔ شیخ الہند فرماتے ہین کہ احتمال رکہتا ہے کہ یہہ ثواب یعنے بلا حساب جنت کو جانا اعمال متذکرہ سے ہر ایک کیلئے ہو یا سب کے اجتماع پر واللہ اعلم۔

(۹) من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان یعنے جسنے مکہ کو جاکر حج کیا پھر میری مسجد مین میری زیارت کا قصد کیا تو اوس کے اعمالنامہ مین دو حج مقبول لکہے جاتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت قبر شریف صرف مساوی حج مقبول کے نہین بلکہ زائر کے حج کے قبولیت کا سبب ہوتا ہے کیونکہ زیارت سے دو حج مقبول مرتب ہوتے ہین اور حج مبرور کا

بدلہ وجو باجنت ہے۔

(۱۰) من زارنی میتا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجبت له شفاعتی یوم القیمة وما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر

یعنے جسنے میرے انتقال کے بعد میری زیارت کی گویا اوسنے میری زندگی مین ملاقات کی۔ اور جسنے میری قبر کی زیارت کی قیامت مین اوسکے لئے میری شفاعت واجب ہوگی میری امت سے جسکو اخراجات سفر کی وسعت ہو اور پھر میری زیارت نکی ہو تو اوسکی کوئی معذرت پذیرا نہو گی۔

(۱۱) من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی۔ یعنے جسنے میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اوس نے زندگی مین میری ملاقات کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اوسنے مجھپر ظلم کیا۔

(۱۲) عن علی رضی الله عنه۔ من سال لرسول الله صلی الله علیه وسلم الدرجة والوسیلة حلت له شفاعته یوم القیمة ومن زار قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فی جوار رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درجہ اور وسیلہ کی دعا کی یعنے کہا اللھم ات محمد الوسیلہ والدرجۃ الرفیعۃ قیامت کے دن اوسکے لئے حضور کی شفاعت لازم ہوتی ہے اور جسنے

قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو (قیامت مین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ مین رہیگا۔

مدینہ منورہ کی برکت

اس عنوان مین مجھکو میرے عزیز وشفیق بھائی مولوی حاجی حکیم محمد محی الدین حسین صاحب جیدہ دام فضلہ کے سفرنامہ حرمین کی تحریر بہت پسند آئی مین اوسی پر اکتفا کرتا ہون اور ہر طرح سے مجھکو اونکی اس تحریر سے اتفاق ہے۔ وہ فرماتے ہین "مدینہ منورہ جیسا بابرکت شہر دنیا مین نہوگا۔ گرانی کے اعتبار سے امساک بارش کے اعتبار سے ریل اور سمندر سے دوری کے اعتبار سے اگر دوسرا کوئی شہر ہوتا تو بالکل ویران ہوجاتا۔ لوگ کہتے ہین کہ برسات ہوکر سات سال ہوے۔ الحمد للہ کنوے سب پانی سے لبریز ہین چشمے اور عیون سب جاری ہین دوکانون مین ہر روز تازہ ترکاری نظر آتی ہے دنبہ کا گوشت ایسا فربہ اور شحیم ہے کہ ہند مین اگر بکرے چنا کھلا کر پرورش کرین تو ایسا سمین گوشت کہان سے ملیگا۔ حالانکہ دنبہ کی غذا ہے صرف برسیم جو ایک قسم کا حشیش ہے یا سوکھے گہانس کے تنکے بعض جگہ انھین دمبون کو مین نے دیکھا ہے کہ صرف مین چاٹتے ہین اور پھر بھی تر و تازہ۔ مدینہ منورہ کا پانی شیرینی خنکی۔ لطافت اور شفائی مین نظیر نہین رکھتا۔ حرم نبوی مین بتعدد سقا کوزون مین پانی بھر کے رکھہ دیتے ہین۔ ہزارہا آدمی جمع ہوتے ہین جنکا شرکن معمولی جماعتون مین پندرہ ہزار اور جمعہ مین تیس ہزار سے کم نہین ہوسکتا۔ اتنے لوگ باوجودیکہ

حوض نہین چند مخصوص حنفیون سے جو حرم کے دروازون پر بنا دئے گئے ہین وضو کر لیتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ اکثر لوگ گھرون سے بھی وضو کر کے آتے ہونگے تاہم عقل دنگ ہے کہ ہزارہا آدمی کیونکر اس تھوڑے سے پانی سے فارغ ہوتے ہین دو ارق کا پانی جو پینے کے لئے ہے صدہا دوارق کیون نہو سب کو کافی ہو جانا اور پھر پانی بچ جانا حیرت ہے مدینہ منورہ مین پانی کا اہتمام قدرتی ہے یہہ خداداد برکت ہی ایک پانی پر کیا موقوف ہے۔ ہر چیز کی برکت خداداد ہے بازار مین دیکھا جاتا ہی چھوٹے چھوٹے زنبیلون یا ٹوکرون مین گیہون چانول آٹا دال لئے ہوے بقال بیٹھے ہین خیال ہوتا ہے کہ ایک دو شخص کی خریدی مین جنس تمام ہو جائیگی بسم اللہ بولکے کیلہ سے ناپ ناپ کے بقال دے رہا ہی بجای ایک کے دس لینے سے بھی جنس تمام نہین ہوتی[1] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوکان مین سیر تھا گھر لانے مین ڈیڑھ سیر ہو گیا پکانے مین دو سیر تو پیٹون مین جاکر تین سیر ہو جاتا ہے۔

صد آدمیون

لوگون مین سیر چشمی اور قناعت گویا مدینہ منورہ کا بانا ہے کیون نہو یہہ سب کچھہ حضور سرور کائنات صلعم کی دعا کی برکت ہے مسلم شریف مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ درختون کو پہلا پھل آیا تو لوگ حضور کی خدمت مین لایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھل کو اپنے ہاتھہ مین لیتے اور خدا سے دعا

---

[1] بلکہ محرر سطور کے دھیان مین اور بھی اس قدر اضافہ ہوا کہ بقال نے دس آدمیونکو ناپ کر دیا پھر بھی کرکرے لبالب بھرے ہوے نظر آتے ہین گویا لا مقطوعۃ کے پورے مصداق ہین ۱۲ منہ

کرتے کہ ای خدا ہمارے پھلون مین برکت دے۔ ہمارے مدینہ مین برکت دے ہماری
صاع مین برکت دے۔ ای اللہ ابراہیم تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے
نبی تھے مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اونھون نے مکہ کے لئے دعا کی مین مدینہ کے
واسطے دعا کرتا ہون مکہ کی دوچند برکت مدینہ مین دے۔ مدینہ منورہ کی اقامت اور
وہان کی مجاورت عجیب نعمت ہے دینی اور دنیوی حیثیت سے یہہ شہر عجب برگزیدہ
اور ممتاز مقام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ
النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَ
الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ؀ لوگون کے واسطے خواہشات اور شہوتون کو
بڑی زینت دی گئی اور رونق دار کرکے بتائی گئی ہین عورتین اولاد نرینہ مالداری
سونا اور چاندی عمدہ عمدہ گھوڑے مویشی اور کھیتیان یہہ اسباب متاع دنیا ہے جو
آدمی کا دلبر اور دل ربا اور گرویدہ کرنے والا سامان ہے اگر اندازہ سے کام لیا گیا
ہر حال رب سنبھال اور دل بیار و دست بکار پر عمل ہے تو خدا کے نزدیک اچھا ٹھکانا
اور بھلی جزا ہے۔ ہند مین ایک قسم کی عورتین ہین تو مدینہ منورہ مین دو قسم کی عورتین ہین
حرہ اور آمۃ نکاحی بی بی اور مول خریدی لونڈی۔ مدینہ کے لوگ قوی قوت ہوتے
ہین اور کثیر الاولاد ہین۔ اگرچہ مفلس زائد ہین مگر مالدار بھی ہین وہان کے اوسط گویا
ہند کے مالدارون سے زائد فارغ العیش ہین۔ عربی گھوڑے تو مشہور ہین مویشی

مین اونٹ گائی بکریان اور گدہے عرب کی زندگی اور ثروت ہے۔ مدینہ منورہ مین باعتبار مکہ معظمہ کے زراعت زائد ہے۔ گیہون۔ جوار باجرہ عمدہ عمدہ بقولات اور ترکاریان خاصکر کھجور کے باغات اسباب مالداری اور رفاہ عیش خیال کیئے جاتے ہین۔ پانی کی تعریف تو سابق کے بیانات سے معلوم ہو گئی۔ مکانات دو منزلہ سہ منزلہ (بلکہ چار منزلہ و پنجمنزلہ) بنے بنائے سجے سجائے فرش مکلل اونکو حاصل ہے باوصف اس بات کے کہ یہہ لوگ بلاد متمدنہ سے دور ہین نہ ریل ہے نہ سمندر ان لوگون کی عجب عمدہ اور مہذب معاشرت اور زندگی ہے اون کا مکان مسند تکیہ اور فرش ضروری سے آراستہ رہتا ہی۔ یہہ لوگ بڑے علیق ہین اونکے کھانے مین بہت لذت اور برکت ہے۔ غرض حب الشہوات مین بھی دنیوی حیثیت سے مدینہ منورہ برگزیدہ اور مختار شہر ہے" دینی حیثیت سے مدینہ منورہ کو جو فضایل اور بزرگیان حاصل ہین وہ کسی شہر کو نہین" سب سے بڑی بزرگی ہمسایگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فای نعمۃ اعظم لنا من اقامۃ بمدینۃ

مدینہ کا پیداوار

(میوہ جات سے)

بطیخ یعنے خربزہ مقدار مین اوسی قدر ہوتا ہے جیسے ہند مین اور شکل و شباہت مین بھی ہمارے ملک کے خربزہ کے مانند ہی مگر ذایقہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی قاطبتہ کل خربزے شیرین اور لطیف ہوتے ہین۔ شیرہ بھی کثرت سے ہوتا ہے

آدمی اوسکے کھانے سے سیر نہین ہوتا

حب حب یعنے تربز یہہ نہ عجیب میوہ ہے صرف جلد ہری ہوتی ہے باقی کل یاقوتی رنگ کا ہوتا ہے۔ مقدار مین چھوٹے بھی ہوتے ہین اور بڑے بھی۔ بڑے کی مقدار اتنی ہوتی ہے کہ اوسکا قطر ڈیڑہ قدم اور محیط یعنے دور ساڑے چار پونے پانچ قدم کا ہوگا شیرہ اس قدر ہوتا ہے کہ ایک بڑے تربز مین دس آدمی بسیری شیرہ پی سکینگے شیرینی مین مصری کے مانند اور لطافت ذائقہ پر موقوف ہے لطف یہہ کہ کتنا بھی کھایا جائے نزلہ اور سردی ہوتی نہین اکثر اوقات ہمنے سفر مین تربز سے ٹھنڈے پانی کے صراحیون کا کام لیا۔ برف کا قطرہ پانی پیاس کے وقت اس قدر فرحت بخش نہین ہوتا جیساکہ تربز کی ایک قاش حجاز والے اس میوہ کے عاشق ہوتے ہین اور بافراط کھاتے ہین اور یہہ میوہ ہوتا بھی کثرت سے ہے صدہا اونٹ تربز سے لدے ہوے آتے ہین۔

تفاح یعنے سیب کہتے ہین کہ یہہ میوہ مدینہ مین ہوتا نہین طائف سے آتا ہے بہ نسبت مدینہ کے اور میوون کے یہہ طائفی سیب اسقدر قابل تعریف نہین۔

رمان یعنے انار یہہ میوہ خود مدینہ مین ہوتا ہے اور سارے دنیا کے انارون سے فائق ہے۔ مقدار مین بھی بڑا ہوتا ہے اور نہایت شیرین اور لطیف اوسکے دانے بڑے بڑے ہوتے ہین کسی مین منیج ہوتا ہے اور کسی مین نہین منیج ہوا بھی تو بہت نرم ہوتا ہے رنگ مین سرخ بھی ہوتا ہی اور سفید بھی۔

لیمون۔ دو قسم کا ہوتا ہے۔ حامض یعنے ترش۔ حالی یعنے شیرین۔

برتقا یعنے سنترا نارنج یعنے نارنگی معمولی ہین۔

قِثّا یعنے ککڑی دو قسم کی ہوتی ہے دراز اور چھوٹی۔ یہہ بھی معمولی میوہ ہے خصوصیت سے ذکر کے قابل نہین۔

تمر۔ یعنے کھجور۔ مدینہ تو اوسکا معدن ہے جیسے ہمارے ملک کے میوؤن مین آم تحفہ ہے۔ اسی طرح مدینہ کے فواکہ مین تمر تحفہ ہے۔ جب یہہ تازہ رہتا ہے تو اسکو رطب کہتے ہین اور ذائقہ مین عمدہ سے عمدہ حلوہ سے بھی زیادہ لذیذ ہوتا ہے اوسکا شیرہ شہد کا ذائقہ دیتا ہے اور جب کسی قدر سوکھ جاتا ہے تو اوسکو تمر کہتے ہین۔ مدینہ مین اسکے بہت سے اقسام ہین شلبی دانہ پر مغز اور بڑا ہوتا ہے اور سرخ رنگ۔ عجوہ بھی بڑا دانہ اور پر مغز ہے مگر رنگ مین سیاہ۔ حِلیَّہ چھوٹا دانہ سیاہ رنگ ہے۔ یہہ کھجور معجزۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہتے ہین کہ کسی نے حضور کو بطریق امتحان ایک سوختہ بیج لاکر دیا کہ آپ اوسکو بوئین آپکے مبارک ہاتھ کی برکت سے اوسکا جھاڑ ہوا اور پھولا اور پھلا اور آجتک اسکا پھل جاری ہے اور اوس سے متعدد باغ اور نخلستان ہوے اس مین کسی قدر جلا ہوا ذائقہ ہے۔ برنی یہہ بھی ماثور کھجور ہے ذائقہ بہت لطیف ہے لیکن شیرہ کم رکھتا ہے رنگ مین زردی و سرخی مائل ہے۔ حدیث شریف مین اوسکا ذکر آیا ہے سات عدد برنی کا کھانا شفای اسقام ہے مُسَقَّل یہہ کھجور بڑا تخم اور

اس مین بالکل بیج نہین۔ مقدار مین چھوٹا ہے رنگ مین برنی کے مانند ہی۔ کھجور کے اور

بھی اقسام ہین لیکن یہہ پانچ قسم مشہور و معروف ہین۔

عنب انگور یہہ میوہ بھی مدینہ مین ہوتا ہے مثل انار کے سارے دنیا کے انگور

پر فائق ہے ایسا شیرین ہوتا ہے کہ لب سے لب جدا نہین ہوتے۔

جمّار۔ کھجور کے جھاڑ کا گابا بدوی لوگ بکثرت لاکر فروخت کرتے ہین۔

مغسزیات سے لوز یعنے بادام فستق پستہ فندق۔ زبیب کشمش

مشمش زرد آلو۔ خوخ شفتالو اور بھی بہت سے چیزین مدینہ مین دستیاب ہوتے

ہین۔ بعض اونکے مدینہ کے پیداوار سے ہین اور بعض دوسرے ممالک سے

لائے جاتے ہین۔

ترکاریون سے۔ دبّہ یعنے کدو تین قسم کا ہوتا ہے۔ مدنی دبّہ

ہرا کدو رومی دبہ میٹھا کدو کوئیا اسکا نظیر ہند مین نہین۔ بادنجان

یعنے بیگن دو قسم کا ہوتا ہے اسود یعنے اودا بیگن معمولی احمر یعنے لال بیگن جسکو

ہم ولایتی بیگن کہتے ہین۔ فول ہندی سیم کی پھلی فول بلر شلیجم شلغم

بامیہ بھنڈی سبانہ ایک قسم کا ساگ ہے۔ فجل مولی دو قسم کی

ہوتی ہے بڑی سفید اور چھوٹی سرخ نشئلہ بغلہ ایک ساگ ہے ہم اسکو

پڑری کا ساگ کہتے ہین مقدنوس بھی ایک ساگ ہے۔ حلبہ میتھی کا ساگ

خبازی بھی ایک ساگ کا نام ہے۔ بھنڈی کے پتے سے نبات کہتا ہے

گندنا جیسی پیاز کی پتی۔ ملوفیا اور پالک بھی دو قسم کے ساگ ہین کبھی کبھی چوکے کا ساگ۔ بنکی کی پھلی سیمجنی کی پھلی بھی ملتی ہے لیکن کہان سے آتی ہے معلوم نہین۔ جزر گاجر یہہ ساری ترکاریان نہایت لذیذ ہوتی ہین خاصکر کدو اور بھنڈی جیسی مکہ اور مدینہ مین بالذت ہوتے ہین شاید کہین ہون۔ بطاطا آلو یہہ باہر سے آتا ہے اور بکثرت فروخت ہوتا ہے اسمین کوئی خصوصیت نہین۔

حبوب یعنے غلہ اناج کے قسم سے یہان جاری۔ باجرا۔ گیہون۔ کشی یعنے برنج خام۔ مزہ یعنے برنج جوشیدہ سب کچھہ ملتا ہے لیکن غالبا اناج غیر ممالک سے آتا ہے اور زراعت بہت کم ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ مین حلیب یعنے دودھ لبن یعنے دہین۔ سمن یعنے گھی گستہ یعنے بالائی ذبدہ یعنے مسکہ نہایت نفیس عمدہ اور بکثرت ملتا ہے۔

مدینہ منورہ کے کتب خانے

مدینہ منورہ مین دو کتب خانے ہین ایک کتبخانۂ مدرسہ محمودیہ جو باب السلام اور باب الرحمہ کے مابین ایک عالیشان عمارت مین ہے۔ دوسرا کتب خانہ شیخ الاسلام جو خارج باب جبرئیل ایک مشہور عمارت مین ہے۔ کتب خانہ کو یہان کتبہ کہتے ہین۔ ہر فن کی کتابین نمبروار آئینہ کے الماروں مین نہایت خوبصورتی سے جوڑی گئی ہین فہرست کتب بھی موجود رہتی ہے بنمبر اور نام سے کتاب مانگی جائے تو فی الفور منشی کتب خانہ حاضر کردیتا ہے

جتنی مدت چاہو کتب خانہ میں بیٹھکر کتاب کا مطالعہ کرلو باہر لیجانے کی اجازت نہین
کسی کتاب کو نقل کرا لینے کی ضرورت ہو تو وہین کاتب کو مقرر کرکے نقل کرا لے سکتے
ہین۔ کاتب بھی اجرت پر وہان بہت ملتے ہین اکثر کتب خانہ بعد ظہر کھولا جاتا ہے ان
عمارتون مین متعدد کمرے ہین فرش قالین کا ہے جابجا مطالعہ کے لئے چھوٹی چھوٹی
میزین رکھدی گئی ہین کتبخانہ شیخ الاسلام نہایت پرفضا کمرہ مین ہے اس کتبخانہ
کے صحن مین خوشنا چمن بھی ہے۔ چارون جہات مین قرینہ سے اشعار لکھے گئے
ہین۔ یہہ ہر دو کتب خانے سرکاری ہین۔ خانگی کتب خانے بہت ہین ہر ایک عالم کے
گھر ایک مستقل کتب خانہ ہے۔

مدینہ منورہ کے حمام

ملک عرب مین حامون کا دستور قدیم سے جاری ہے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ برکت نشانہ مین بھی اوسکا پتا چلتا ہے۔ ترمذی شریف مین مروی
ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہر حمص کے چند عورتین آئین
آپ فرماتی ہین شاید تم لوگ اس مقام کی ہین جہان کی عورتین حامون کو جایا کرتی ہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت نے اپنے گھر کے سوائے
غیر حمام مین نہانے کو لباس بدن سے نکالا اوس نے اللہ کے بنائے ہوے حد ستر
سے تجاوز کیا۔ مدینہ منورہ مین متعدد حمام ہین۔ باب السلام دالاحمام ایک قبہ نما عمارت ہے
اوسکے متعدد درجے اور کمرے ہین۔ پہلے کمرے مین جو راستہ سے متصل ہے حمام کا

مہتمم اور اوسکے خدام موجود رہتے ہین۔ وہان ایک چبوترے پر فرش بچھا ہوا ہے
غسل کرنے والے اپنے بدن سے لباس کو نکال مہتمم حمام کے حوالے کرتے ہین جسکو
وہ حفاظت سے رکھتا ہے حمام کے کارخانہ سے ہر غسل کرنے والے کو ایک لنگ
ملتی ہے بعد غسل بدن کو سکھانے کے لئے ایک طوال دیا جاتا ہے۔ بعد فراغ لوگ
مہتمم سے اپنا دیا ہوا لباس لیکر پہن لیتے ہین۔ حمام کا دوسرا کمرہ ایک گرم مقام ہے آدمی
پسینا کرنے لگتا ہے۔ لیکن یہہ گرمی ایسی نہین کہ گوارائے طبیعت نہو اس مقام مین حوض
بنائے گئے ہین پانی کے نل بیٹھے ہوے ہین پانی کے بڑے بڑے ظروف
اور پانی پینے کے پیالے رکھے ہوے ہین۔ گرم پانی کی علیحدہ ٹونٹی ہے اور
ٹھنڈے پانی کی علیحدہ۔ فرش سب مرمر کا ہے۔ حمام کی نفاست اور عمدگی اور
مہتمون کی حسن کارگذاری اور خدمت نہایت دلکش اور دلربا ہے۔ حمام والے اپنا
حق خدمت فی آدمی سے حسب موقع بہرے ۱ ارکلدار تک لیتے ہین۔ صبح سے ظہر تک
مرد نہاتے ہین اور اوسکے بعد مغرب تک عورتین۔ عورتون کے غسل کے وقت مہتممہ
بھی عورتین ہوتی ہین ہر چند کہ عورتونکا حمام کو جاکر نہانا مورث فتنہ ہے لیکن مدینہ والے
ایسے پاک باطن اور نیک نفس ہین کہ وہان فتنہ کا ہرگز اندیشہ نہین۔ تاہم اچھے گھرانے
والی عورتین حمام کو کم جاتی ہین بلکہ نہین جاتین۔

مدینے والون کی غذا

اہل مدینہ کی غذا بالکل ہلکی رہتی ہے۔ یہہ لوگ دو وقت سے زاید کھاتے نہین

صبح مین عربی دو یا تین گھنٹون کے درمیان جو ہند کے آٹھہ یا نو گھنٹون کا وقت
ہوتا ہے خمیری روٹی جسکو عیش کہتے ہین اور ابالے ہوے بلر کا شوربہ جسکو مرق الفول
کہتے ہین۔ یا معمولی روٹی اور حریسہ کھاتے ہین شام مین بین العصر والمغرب بعض
لوگ روٹی کھاتے ہین اور اکثر رز یعنے چانول اور سالن جسکو ادام کہتے ہین
اگر کچھہ شیرنی وغیرہ ہو تو اوسی وقت یعنے بین العصر والمغرب کھاتے ہین۔ رات کو
صرف چای جسکو شای یا شاہی بولتے ہین پیتے ہین۔ اونکا چای پینا بھی نرالا ہے سب
کے سب بے دودہ پیتے ہین دو فنجان سے کم پیتے نہین۔ چای دو قسم کی ہوتی ہے
احمر سرخ چای اور اخضر ہری چاے۔ ہری چاے کو زیادہ پسند کرتے ہین۔ امیر
اور غریب سب کے سب چای کے شوقین ہین۔ چای کا سامان جیسے سماور
براد یعنے چادان۔ فنجان۔ تبسی۔ طبق۔ اور ملعقہ یعنے چمچہ ہر ایک کے
گھر مہیا رہتا ہے۔ یہہ معمولی غذا ہے اور جب تکلف کرتے ہین تو پلاؤ پکاتے ہین
انکا پلاؤ عجیب ہوتا ہے یہہ لوگ چانول گوشت وغیرہ یکدم سے دیگ مین ڈالکر
پکاتے ہین یہہ پلاؤ ہندیون کے ذائقہ مین ناگوار ہوتا ہے۔ ہندیون کے پلاؤ
کو بریانی کہتے ہین وہ بھی پکائی جاتی ہے۔ قورمہ اور یخنی پکائین تو اوس کو
صرف لحم کہتے ہین اوسکے ساتھہ ترکاری ملائین تو لحم سے آگے اوس ترکاری
کا نام لگاتے ہین جیسے دبا لحم۔ بامیہ لحم۔ قیمہ بھی پکاتے ہین اوسکو
مفرومہ کہتے ہین۔ یہہ لوگ مرچ سیاہ کے عادی ہین۔ مرچ سرخ اور

ترشی یہان کم ملتی ہے نارجیل بھی مفقود ہے کبھی کبھی نارجیل خشک ملجاتا ہو
جسکو خاص ہندی لوگ کام مین لاتے ہین۔ مدینہ والون مین حلیم یا حریسہ بھی
بہت مروج ہے جسکو گیہون اور گوشت سے پکاتے ہین۔ اسمین گھی کثرت سے
ہوتا ہے۔ مرغ کے انڈے ہر وقت جسقدر چاہو میسر ہوتے ہین انڈے کو بیض کہتے
ہین۔ اونکی روٹی اقسام کی ہوتی ہے۔ خمیری۔ پراٹے۔ مطبق ورقی روٹی جسکے ورق
مین انڈا اور خمیرہ دیتے ہین۔ تکلف کی ضیافتون مین کامل دنبہ دم مین پکا کر رکھتے
ہین اور اوسکے پیٹ مین پلاؤ یعنے دنر لحم بھرتے ہین۔ کباب بھی اچھا تیار
کرتے ہین۔ ہمارے ملک مین چٹنی پیاز اور دہین کی بناتے ہین اور یہہ لوگ ککری
اور دہین کی بناتے ہین پلاؤ کے ساتھہ یہہ چٹنی ہمیشہ ہوتی ہے۔

غرضکہ عیش وآرام کے نادر سامان ہونگے جو مدینہ منورہ مین میسر نہ آتے
ہون جتنے طیبات ممالک دور و دراز مین میسر آتے ہین وہ سب یہان ملتے
ہین۔ رفاہ دنیوی عیش وسرور آخرت ہر دو کا مرجع مدینہ منورہ ہے سورۂ قصص مین
پروردگار عالم فرماتا ہے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ
كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ ترجمہ
کیا ہمنے اون کو حرم مین جہان (ہر طرح کا) امن (اور اطمینان) ہے جگہہ نہین دی
کہ ہر قسم کے پھل یہان کھنچے چلے آتے ہین (گھر بیٹھے اونکا) رزق (اونکو) ہمارے
یہان سے (پہونچتا ہے) لیکن اونمین اکثر (اس نعمت کی قدر) نہین جانتے اتہی

آیۂ کریمۂ مذکورہ حرم مکہ معظمہ کی شان مین نازل ہوی ہے جسکا پورا اثر زائرین بیت اللہ
مکہ معظمہ مین پاتے ہین۔ اور کسی کو اوس سے انکار نہین۔ اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لئے دعا فرمائی ہے کہ ای اللہ ابراہیم تیرے
بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اونھون
نے مکہ کے لئے دعا کی مین مدینہ کے واسطے دعا کرتا ہون مکہ کی دوچند برکت
مدینہ مین دے پس وہی برکت اور وہی شان مدینہ منورہ مین مضاعف پائی جانا
لازمات سے ہے جسکو مدینہ منورہ کو جانا اور اوس مبارک سرزمین مین کچھ
دن رہنا نصیب ہوا ہو خوب جانتا ہے کہ مدینہ منورہ مین خدا کے فضل وکرم سے
کیا کیا نعمتین نصیب ہوتی ہین۔ بڑے بدنصیب وہ لوگ ہین جنکو مدینہ منورہ کی
مدامی اقامت میسر نہین اور اوس نعمت سے ایک بار سرافراز ہوکر اوسکی قدر
نہین جانتے اور اقامت اوطان کے دہن مین واپس چلے آتے ہین۔ اور وہ لوگ
جو اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہین اونکی حرمان نصیبی اور ناکامی تو رونے کے قابل
ہے۔ جسنے عمر مین ایکبار بھی اس مبارک مقام کی زیارت نہین کی اوس نے دنیا
مین نعماے الٰہی سے کوئی حصہ نہین پایا۔ مدینہ منورہ شہر کیا ہے وہ تو سچ مچ جنت
الفردوس کا قطعہ ہے بلکہ خدا کی قدرت سے فرشتون نے باغ بہشت کو زمین پر
آراستہ کیا ہے۔

اگر فردوس بر روے زمین است — ہمین است وہمین است وہمین است

مدینہ والون کا لباس

قاطبہ عرب کا لباس بالکل مہذب اور خوش قطع ہوتا ہے لیکن بدوی یعنے صحرائی اور بلدی یعنے شہری لوگون کے لباس مین بڑا فرق ہوتا ہے بدوی بدن مین ایک کرتہ اور کمر مین ایک کمربند اور سر پر ایک رومال باندھتے ہین۔ اون کو نہ سروال ہوتی ہے اور نہ لنگ۔ بلدی نیچے کے بدن مین تہبند یا لنگ۔ ازار یا سروال پہنتے ہین اوسپر دراز کرتہ اور اوسپر صدریہ یا بطن یا خفتان ہوتا ہے اور اوسپر کمربند یعنے حزام اور اوس پر شایع ہوتا ہے بطن خفتان اور شایع ٹخنے تک دراز ہوتا ہے بلکہ شایع زمین گیسر رہتا ہے۔ بطن کو آستین نہین ہوتین برخلاف اوسکے خفتان اور شایع کو آستین ہوتی ہین۔ شایع کو جبہ بھی کہتے ہین سر پر عموماً کوفیہ ٹوپی اور اوسپر گول سفید عمامہ رومال کم رکھتے ہین لیکن دستی جیب مین ہوتی ہے پاؤن مین نعل یا موزہ ہوتا ہے اور جراب یعنے پای تابہ پہنتے ہین بعض لوگ شایع کے عوض دیسی کملی کا عبا پہنتے ہین جس کی قیمت بچاس ساٹھ روپون کی بھی ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ کا تول اور ماپ

مدینہ اور مکہ مین ماپ کے مقادیر مد صاع۔ کیلہ۔ اردب اور کیس ہین لیکن مدینہ کے کیلہ اور مکہ کے کیلہ مین فرق ہے۔ کیلہ ہند کے ڈیڑھ پڑی کے قریب قریب ہوتا ہے محرر سطور کو جناب مولانا عبدالحق الہ آبادی سے جو مکہ معظمہ مین شیخ الدلائل

ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعمل مد کا پیمانہ صورت ماثورہ کے ساتھ
اجازتاً ملا جسکے مطابق مولانای موصوف نے خود ایک برنجی پیمانہ تیار کروایا ہے
اور اوس پر صنع علی مد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کندہ کروا کے اس
ناچیز کو عطا فرمایا اور وہ پیمانہ اس وقت عاجز کے گھر مین مستعمل ہے اور اوسکی
برکت ظاہر۔ یہہ پیمانہ آدھی پڑی سے کم ہے لیکن اوسمین برکت آدھی پڑی سے زیادہ
کی ہے۔ مثلاً جبکہ یہان ۵ الک پکانا ہوتا ہے ہم ایک مد پکاتے ہین تو کافی ہوتا ہی
کیون نہو اس مد مین برکت ہونے کی دعا خود حضور نے فرمائی ہے۔ وزن مین عموماً
عقہ مستعمل ہے جو ایک ویسہ سے کسی قدر کم ہوتا ہے اور دو رطل سے زائد چھوٹے
اوزان اوقیہ۔ درہم۔ اور مثقال ہین۔

مدینہ منورہ کے رائجہ سکہ

دولت کے جانب سے جو سکہ ہین وہ مسی سکون سے خمسہ ہلالہ اور قرش ہے
دیوانی یعنے خمسہ کا خمس اور عشرہ یعنے دو خمسہ صرف حساب مین مستعمل ہین اونکا
وجود نہین۔ چاندی کے سکون سے مجیدی مساوی اڈھائی روپیون کے نصف
مجیدی۔ ربع مجیدی۔ مجیدی کا عشر اور مجیدی کا نصف عشر مروج ہین۔ طلائی
سکون سے عثملی یعنے عثمانیہ اشرفی جو مساوی ۱۴ روپیون کے ہے جاری ہے
نصف عثملی بھی اور ۵ عثملی کا ایک سکہ بھی چلتا ہے۔

لیکن بازاری لین دین مین سارے دول کے نقردی اور طلائی سکہ

رایج ہین انگریزی دوانی۔ چوانی۔ اٹھانی اور روپیہ اور ولایتی ڈالر وغیرہ برابر رایج ہین۔ انگریزی اشرفی تو اور قدرے گھٹتی ہے کبھی اوسکے ۱۴ روپیہ ۶ قیمت ہو جاتی ہے اوس کو افرنجی جنبی کہتے ہین لیکن سی سکہ فرانسیسی کا رایج نہین۔ انگریزی نوٹ بھی رایج ہین۔ انگریزی ڈالر کو بردم کہتے ہین۔

مدینہ والون کا تمدن

مدینہ والے خواہ نسلا عرب ہون یا غیر عرب عموماً پیشہ ملازمت کو پسند نہین کرتے وہ اللہ کے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین غیر کی نسبت اپنے لئے عار و ننگ سمجھتے ہین۔ اور غلامی کو بطریق تجارت جاری رکھا ہے اور وہ ان کے پاس داخل ملازمت نہین۔ غلامون کی خرید و فروخت تجارت کا ایک خاص مستقل صیغہ ہے ہند مین ملازمت باعث شرف ہی اور عرب مین موجب ننگ خواہ وہ ریاست کی ہو یا غیر ریاست کی۔ ہرچند کہ مدینہ منورہ مین بہ نسبت مکہ معظمہ کے زراعت زیادہ ہوتی ہے لیکن لوگ زیادہ تر تجارت اور حرفت طرف مائل ہین مکہ کی تجارت بہت ہے اچھے اچھے متمدن شہرون سے زیادہ نہین تو کم بھی نہین اور مدینہ مین بھی لوگ تجارت کے دلدادہ ہین اور ہر شئے کی تجارت کرتے ہین حرفت مین بھی لوگ صاحب سلیقہ ہین۔ نجاری خرازی۔ زرگری اور خیاطی مین تو داد دیتے ہین۔ مدینہ کے موچیون کا تیار کیا ہوا موزہ ڈاسن کے بوٹس سے بھی زیادہ خوشنما نرم اور مضبوط ہوتا ہے نقل تو جیسے یہان تیار ہوتے ہین کہین نہ ہونگے۔

اونکی عورتین بھی کاریگری مین مشاق ہین۔ پائجامون اور کرتون کے لئے ریشمی اور
سوتی جال کی پٹی بناتے ہین جسکو وہ شغل یا شلش کہتے ہین اور وہ بہت عمدہ ہوتی ہے
گداگری یہان نام کو نہین اگر کوئی گدائی کرتے نظر آئین تو وہ غیر ممالک کے لوگ
ہین۔ لیکن بے مانگے اگر کوئی کچھ دے تو لے لیتے ہین۔ صابر اور شاکر ایسے ہین کہ
دو دو دن کا فاقہ گذر جاتا ہے اور اونکے چہرہ تر و تازہ زبان پر الحمد للہ جاری غریب
سے غریب کا لباس بھی دس پندرہ روپیون سے کم کا نہو گا گویا اون کی صورت
ہی شکر و سپاس کی صورت ہے۔ اہل بادیہ چار پایون کی تربیت سے خوب
ماہر ہین۔ چاے سگریٹ اور حقہ کے بہت عادی ہین۔ ان لوگون مین منگل اور جمعہ
تعطیل کے دن ہین جسمین اہل حرفہ کام کاج کم کرتے ہین جمعہ عبادت کے لئے
ہوتی ہے اور منگل سیر تماشے کے لئے۔ اکثر لوگ منگل کو بیر عثمان اور مسجد قبلتین کو
جاتے ہین اور وہان جانور ذبح کرکے پکاتے اور کھاتے ہین۔ ان کو موسیقی کا
بھی شوق ہے لیکن غالب اونکا ساز اونکا حلق ہوتا ہے۔ بعض لوگ دف وغیرہ
بھی بجا لیتے ہین لیکن مہذب لوگ صرف حلق سے کام لیتے ہین۔ اونکی غزلخوانی
اکثر اشعار حمد و نعت سے ہوتی ہے اور سامعون کو وجد مین لاتی ہے۔ قران خوانی
تو اون ہی کا حصہ ہی قرآن اونکے لئے ہے اور وہ قرآن کے لئے۔

مدینہ منورہ کے تبرکات

ہرچند کہ مدینہ کی ہرشے متبرک ہے لیکن جو چیز مدینہ منورہ سے بطریق تبرک احباب

کے لئے لیجانے کے قابل ہے وہ کھجور۔ خاک شفا۔ سرمہ اور مسواک ہے
حدیث شریف مین مدینہ کی مٹی کے متعلق آیا ہے کہ وہ بیماریون کے لئے شفا ہی
خصوص زخمون کے لئے۔ سرمہ سیاہ جسکو اثمد کہتے ہین تبرک ہونے کے علاوہ
آنکھون کو روشنی اور جلا دیتا ہے۔ مسواک کے فضایل سب کو معلوم ہین۔ غلاف حجرہ
شریف اعلا ترین تبرک ہے جیسے غلاف کعبہ لیکن اجکل وہ بہت کم ملتا ہے
زمانہ سابق مین چھے یا سات سال مین ایکبار غلاف بدلتا تھا تو زائرین اور شائقین کو
اوسکے قطعات میسر ہوتے تھے اب تخمینا پچاس سال سے غلاف بدلا نہین تو اس
کے قطعات کم ملتے ہین۔ بہت کوشش کرنے سے مقصورہ شریف کے غلاف
کے ٹکڑے ملتے ہین کیونکہ مقصورہ کا غلاف بدلا کرتا ہے اور یہ مقدار مین بھی بہت
زیادہ رہتا ہے۔ مقصورہ شریف مین لوبان اور اگر بتی جو جلتی ہے اوسکی خاک اور
صندوق صندل کا صندل اور موم بتی کا سیال یعنے جلا ہوا موم اور اگر بتی اور موم بتی
کے جلے ہوے چھوٹے ٹکڑے قندیلون کا جلا ہوا زیتون خادمون اور
بوابون کے ذریعہ ملتے ہین۔ یہہ سب تبرک ہے موم بتی کا موم پیٹ کے درد کو
بہت مفید ہے محررسطور اور اوسکے بعض قرابتیون نے اوسکا تجربہ کیا ہے مدینہ
والے تو پیٹ کے درد کا علاج اسی موم سے کرتے ہین ذرا موم کہا لینے سے شفا
ہوجاتی ہے۔ حجرہ شریف کی گرد وغبار بھی بوابون کے ذریعہ ملتی ہے عیدمولود
مین حجرہ شریف کے اطراف مشک وگلاب ڈالکر پانی سے دہوتے ہین اور یہہ

پانی لوگوں پر تقسیم ہوتا ہے اوسکو تبرک کے طرح لوگ پیتے ہین اور دور دور ممالک کو لیجاتے ہین۔ غسل حجرۂ شریف کے وقت خدام حجرہ بڑے بڑے اسفنج سے کام لیتے ہین جو خاص اس کام کے لئے استنبول سے آتے ہین۔ یہہ لوگ جب اطراف حجرہ کو دہوتے ہین تو اس اسفنج کو معطر پانی مین بھگو کر درود شریف پڑہتے ہوے پردہ کے اندر جالیون کو دیوار کو اور زمین کو پونچتے ہین یہہ اسفنج بھی بطریق تبرک تقسیم ہوتا ہے اسمین حجرہ شریف کی گرد و غبار بھری رہتی ہے۔ جب جب اوسکو تازہ پانی مین ڈال کر دہوئین اثر غسل حجرۂ شریف میسر ہوتا ہے گویا ایک مدت تک بطریق تبرک کارآمد رہتا ہے۔ یہہ اسفنج بھی خدام کو کچھ دینے دلانے سے میسر ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ مین تسبیحات بھی اقسام اقسام کے پتھرون کی ملتی ہین۔ اگرچہ وہ غیر ممالک کی صنعتین ہون تاہم بار یابی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کو شرف ہو جاتا ہے اور وہ متبرک سمجھے جانے کے لائق ہین۔

معذرت

محرر سطور نے اپنی بساط کے برابر اس رسالہ مین تحقیق حالات اور صحت اخبار کی کوشش کی ہے۔ اوسکا ماخذ سید برزنجی کی کتاب نزہۃ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین۔ سید سمہودی کی کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے۔ مولانا حاجی محمد صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم محدث مدراس کی کتاب قوت الارواح شرح توشۂ فلاح۔ سفرنامہ حرمین مولفہ نواب

معظم و محتشم مولوی حاجی حکیم محمد محی الدین حسینصاحب چیدہ مدرس اول مدرسۂ
لطیفیہ ویلور دام فضلہ اور مشاہدہ مبنی محرر سطور ہے جو اوائل ۱۳۲۲ہجری مین ہوا۔
انسان کی فطرت مین سہو و نسیان ہے ممکن ہے کہ ادای حق کتاب مین کوئی
سہو یا ذلت ہوی ہو جسکی نسبت خداوند قدیر سے معافی کی امید ہے۔ برادران
دینی سے جو خاصنر اہل فن ہون التماس ہے کہ اگر وہ کسی عیب اور خطا کو اس رسالہ
مین ملاحظہ کرین تو براہ کرم مظہر صفت ستاری کی شان کا جلوہ دکھا کر عیب کو
پوشیدہ کرین غلط کو صحیح فرمائین اور خدا سے دعا کرین کہ محرر کا خاتمہ بخیر ہو اور
یہ تحفہ مختصر جس مین سرکار نبوی کے شہر منور کا ذکر ہے حضور اقدس مین قبول ہو
حلقہ غلامان مین باریابی نصیب ہو حاشیہ بوسان بساط قدس کی مجاورت اون کے
ساتھہ کی معاشرت اور انہین کے ساتھہ حشر و نشر سے یہ ناچیز سرافراز ہو۔
یا اللہ تو آگاہ سر و علن واقف ماظہر و ما بطن ہے تو جانتا ہے کہ اس کتاب کی
تسوید مین اس تیرے ناچیز بندے کو صرف تیری اور تیرے حبیب کی خوشنودی
اور تیرے محبوب پاک کے زائرون کی خدمت منظور تھی تیری توفیق اور ہدایت
سے اوسنے اوسکی ابتدا کی اور تیری ہی عنایت اور مدد سے کتاب اختتام کو
پہنچی تو اوسکے دل کے حالات سے واقف ہے اوسکو اوس انعام سے سرفراز
کر جسکی امیدواری مین اوسنے قصد سفر مدینہ کیا اور تو نے اپنی رحمت عمیمہ سے اسکو
وہان تک پہنچایا۔ اگرچہ یہ امیدواری چھوٹا منہہ بڑی بات ہے مگر تیری رحمت

اوس سے بھی بڑھکر ہے انا عند ظن عبدي بي کا وثیقہ ہمارے ہاتھ ہے

اور ومن اوفي بعهده من الله کا مژدہ بھی اوسکے ساتھ ہے پھر اپنی کامیابی

مین کیا دیر ہے صرف کل امر مرهون باوقاتها کا بھیر ہے اللهم صل

علی سیدنا محمد واله وصحبه اجمعين واخر دعوانا ان الحمد لله

رب العلمين

خاتمہ ضمیمہ السکینہ

ختم کتاب پر محرر سطور غفر الله له ذنوبه عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس کتاب کی تسوید سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین کامل ہو گئی لیکن وجوہات متنوعہ سے اوسکے طبع مین دیری ہوی یہان تک کہ ماہ رمضان شریف سنہ ۱۳۲۷ ہجری پورا منقضی ہو گیا اور اس عرصہ مین بعض واقعات بھی ہوے جنکو مدینہ منورہ اور مسجد نبوی سے تعلق ہے اور وہ یہہ کہ اوائل سنہ ۱۳۲۷ ہجری مین سلطان عبدالحمید خان کا عزل ہو گیا اور اون کے چھوٹے بھائی رشاد افندی سلطان محمد خان خامس کے نام سے جلوہ فرما تخت عثمانیہ ہوے اور سلطان معزول کے اخیر عہد مین حجرہ شریف کا غلاف آستانہ علیا سے آیا آخر صفر سنہ ۱۳۲۸ ہجری مین غلاف قدیم اوتارا گیا اور نیا غلاف حجرہ شریف پر آویزان کیا گیا قدیم غلاف جو سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے عہد مین تیار ہو کر سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے عہد مین حجرہ شریف پر آویزان کیا گیا تھا خدام حرم پر تقسیم ہوا۔ اتفاق سے محرر کے برادر محترم مولوی حاجی محمد عبدالقادر صاحب طاہر ادام الله بقاہ وظیفہ یاب

حسن خدمت و دم تعلقداری ریاست حیدرآباد دکن او سوقت مدینہ منورہ مین تھے
اون کو جسقدر حصہ اس غلاف مبارک سے ملا اوس سے ایک قطعہ اونھون نے
اس ناچیز کو ہدیتہً مرحمت فرمایا۔ یہہ قطعہ دیباج سبز کا ہے اور سفید ریشم سے اسپر
الصّلوۃ والسّلام علیك یارسول الله منقش ہے

سلطان عبدالحمید خان کے عہد سلطنت کے خصوصیات سے ایک
نہایت مہتم بالشان واقعہ حمیدیہ حجاز ریلوے کا تھا سلطان کا ارادہ تھا کہ دمشق سے
مدینہ تک اور پھر مدینہ سے مکہ اور مکہ سے یمن تک ریلوے جاری ہوجاے۔ اس
ارادہ کو پورا کرنے کے متعلق اونھون نے بہت کچھہ سعی کی جسمین اونکو بہت کچھہ
کامیابی ہوی اور ابھی بہت کچھہ کام باقی تھا کہ مشیت الٰہی غالب ہوی اور سلطان
کا عزل ہوگیا۔ بہرحال اونکے عہد سلطنت مین ریل مدینہ تک جاری ہوگئی اور اسکا
جشن بھی منایا گیا۔ اب جو سلطان محمد خان خامس کا زمانہ ہے ریلوے کا کام بعض
مصالح ملکی کے نظر کرتے کچھہ مدت تک ملتوی ہوا امید ہو کہ چند سال مین سلطان عبدالحمید
خان کے ارادون کی پوری تکمیل ہوجائیگی۔

حجاز ریلوے جو مدینہ تک جاری ہے اوسکی پٹری چھوٹی ہے اس
وقت قطار یعنے ٹرین مین صرف دو ہی درجے ہوتے ہین۔ ہفتہ مین تین روز شنبہ
سہ شنبہ پنجشنبہ ریل مدینہ منورہ سے شام شریف یعنے دمشق کو روانہ ہوتی اور دوشنبہ چہارشنبہ
اور جمعہ شام شریف سے مدینہ طیبہ کو پہنچتی ہے۔

مدینہ کا ریلوے اسٹیشن باب العنبریہ کے باہر نہایت عالیشان دو منزلہ سنگ بست تیار ہو رہا ہے۔ نیچے کی منزل کی سقف کا کام ہو چکا دریچے اور دروازے بھی لگ گئے۔ صرف رنگ و روغن کا کام باقی ہے اوپر کی منزل کا سامان تیار ہو رہا ہے۔

محررسطور کے ایام قیام مدینہ مین پلاٹ فارم کے لئے مٹی کا کام ہو رہا تھا چنانچہ اہل قافلہ بھی حصول ثواب کی نیت سے اس کام مین شریک ہوے خدا کے فضل سے دو سال کی مدت مین اسٹیشن یک منزلہ تیار ہو چکا اور اوسکی بالائی منزل کی تیاری بھی شروع ہوگئی کیا عجب ہے کہ آئندہ ایک سال مین دو منزلہ اسٹیشن پورا ہوجائے۔

عزیزی مولوی حاجی غلام محمود صاحب طاہر تحصیلدار نانڈیڑ علاقہ سرکار عالی حیدرآباد سے معلوم ہوا کہ بعض حمام بھی مکانات تیار ہو چکے اور بعض زیر تعمیر ہین۔ اور ایک لداد کی سنگ بست مسجد بھی قریب اسٹیشن زیر تعمیر ہے۔ ترکی اور شامی مسلمان سنگتراشی۔ نجاری اور آہنگری کا کام کر رہے ہین۔

ریل کے ڈبون مین خصوصا درجہ اول کی گاڑی بہت عمدہ ہے دو دو آدمی کے لئے ایک ایک کمپارٹمنٹ مرا کو لیدر کے کوشن سے مرتب اور ہر طرح آراستہ ہین ہر ایک کمپارٹمنٹ کے روبرو مستند ہے۔ سوم درجے کے ڈبے ٹرام گاڑی سے شبیہ ہین۔ ہر ڈبہ کے ایک کونہ مین بیت الخلا ہے۔ ہر یک دبان سے

انجن تک ہر ایک ڈبہ سے دوسرے ڈبہ مین آنے کے لئے راستہ ہی (دیل الحجاز الشام)

الحمد للہ علی حسن الختام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ الیٰ یوم القیام،

کتاب تو پوری ہو چکی طبیعت کو ولولہ ہے جی چاہتا ہے کہ اپنے آقا کی نعت اپنی دیوانگی وخستہ حالی کے اظہار مین کوئی گیت گائی جائے موقع بیموقع سے کام نہین دیوانہ کا ہر کام دیوانگی ہے کوئی کچھہ کہے وہ کب رکتا ہے۔ لہذا دو چار غزلین اپنے ڈھب کی لکھی جاتی ہین۔

غزل

آرزو ہے کوچہ مولا مین اپنی جا کرون ۔ آستان کعبۂ دین پہ جبین رگڑا کرون

مسکن و مولد طرف پھر ہو نہ مجکو التفات ۔ خاک طیبہ کو بس اپنا مامن و ماوا کرون

صحن سے خاشاک چُنلون اور کرلون تاجِ سر ۔ جالیون سے گرد جھاڑون آنکھ کا سرمہ کرون

دست بستہ روضۂ اقدس پہ ٹھہرون صبح و شام ۔ اپنی ناکامی کا دکھڑا دو بدو رویا کرون

بیکسی کا حال اپنی گر سناؤن زار زار ۔ شامت عصیان پہ گلہ ہے آہ و واویلا کرون

فرط شوق دید مین حسن جمال پاک کے ۔ اپنی بیتابی کا قصہ اندن افشا کرون

جھومتا جاؤن می وصف نبی کے نشہ مین ۔ عندلیب جام سا اس باغ مین بولا کرون

گر غم عصیان مین ہون ادھ ملے ہو مغفرت ۔ گر برات خلد بدلے نعت کے پایا کرون

جان زار اب ہے مین باقی نہین یک لحظہ بھیز　　دہان کے جانے کیلئے تدبیر اختر کیا کرون

آپ ہی بلوالو مولا واسطے سبطین کے　　آستان سے دور کبتک اس طرح رہا کرون

ہو رہون طیبہ کا مین اور طیبہ میرا ہو رہے　　عمر باقی ماندہ کا حصہ وہان پورا کرون

غزل دیگر

مین رہون دوریون مدینے سے　　موت بہتر ہی ایسے جینے سے

مین ہون مداحِ کل حضور بنے　　جای دینگے مجھے قرینے سے

آرزو ہے کہ پھر بھی اُس در کی　　جالیون کو لگاؤن سینے سے

رات بھر ذکرِ مصحفِ رُخ ہے　　ہم نہین فارغ اس شبینے سے

نقشِ قسمت مگر سنور جائے　　رگڑ دون پیشانی اونکے زینے سے

ہو نہ پابوس آج کل اختر　　طلبی آئیگی مدینے سے

غزل دیگر

یا نبی دونون جہان مین ہو عنایت آپکی　　یہان ہدایت آپکی اور وہان حمایت آپکی

آبِ حیوان سے اثر مین کم نہین ذکرِ حضور　　جان تازہ دیتی ہے ہر ایک حکایت آپکی

بہتی ہین دونون لبون سے نہرین شیر و شہد کی　　کیا حلاوت بخش ہی مولا حکایت آپکی

منکرون کے طعن کا خود آپ دیتا ہی جواب　　یہان تلک منظور ہی حقکو رعایت آپکی

رنج خاطر بہر امت آپکا تھا ناگوار　　سوف یعطیک سے کی حقنے رعایت آپکی

ہولِ محشر خوفِ موقف شدت نار جحیم　　ہیچ ہین سب کچھ اگر ہووے حمایت آپکی

کنہ ذات احمدی سے کون واقف ہوسکے　　حق ہی جانے ہی ہدایت اور نہایت آپکی
گرچہ دیکھے ہین بہت ملفوظ ہمنے یا رسولؐ　　ہے و لے کچھ اور ہی مولا روایت آپکی
کام مین اختر کے بل ہی کھولدینا یا رسولؐ　　وقت مشکل چاہیئے آقا عنایت آپکی

غزلِ دیگر

مری ہے ڈوبتی کشتی ترانا یا رسول اللہ　　لگی ہے آگ عصیانکی بجھانا یا رسول اللہ
غم دوری مین مرتا ہون بلانا یا رسول اللہ　　لب جان بخش سے اپنے جلانا یا رسول اللہ
نہ دنیا ہی ہوی اچھی نہ دین کی کوئی صورت ہے　　مرا ہر کام بگڑا ہے بنانا یا رسول اللہ
ضعیف و ناتوان ہون مین نہین چلنیکی کچھ طاقت　　مجھے نار جہنم سے بچانا یا رسول اللہ
جہان ہو العطش کا شور شدت سے حرارت کی　　مجھے وہان جام کوثر کا پلانا یا رسول اللہ
جو قایم ہوگا دیوان عدالت حشر مین حقکو　　گنہگارون کی جانب سے منانا یا رسول اللہ
تمھارے در پہ ٹہرا ہون توسل تمسے کرتا ہون　　مری دل کی تمنا کو دلانا یا رسول اللہ
مری وحشت کو انس سے بدلنا پہلی منزل مین　　جمال پاک کو اپنے دکھانا یا رسول اللہ
مرے اعمالنامہ مین بجز جرم و خطا کیا ہی　　مرے اس نقش و اژدن کو مٹانا یا رسول اللہ
جو پل پر ہو گذر مشکل گنہگارونکا محشر مین　　صدا وہان رب سلّم کی سنانا یا رسول اللہ

کہان تک دور آقا سے یہان تڑپا کرے اختر
غلام اپنے کو پاس اپنے بلانا یا رسول اللہ

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

اللّٰهم کما الهمتنی وقضیت لی بجمع هذا الکتاب ویسرت علیّ فیه الطریق والاسباب ونفیت عن قلبی فی هذا النبی الکریم الشك والارتیاب وغلبت حبه عندی علی حب جمیع الاقارب والاحباب اسئلك یا الله یا الله ان ترزقنی وکل من احبه واتبعه شفاعته ومرافقته یوم الحساب من غیر مناقشة ولا عذاب ولا توبیخ ولا عتاب وان تغفرلی ذنوبی وتستر عیوبی برحمتك یا غفار ویا وهاب وان تنعمنی بالنظر الی وجهك الکریم فی جملة الاحباب یوم المزید والثواب اللهم انی امنت به صلی الله علیه وسلم ولم اره فمتعنی اللهم فی الدارین برویته وثبت قلبی علی محبته واستعملنی علی سنته وتوفنی علی ملته واحشرنی فی زمرته واوردنی حوضه الاصفی واسقنی بکاسه الاوفی ویسر علیّ زیارة حرمك وحرمه مرة اخری وادم علی الاقامة بحرمك وحرم رسولك صلی الله علیه وسلم الی ان اتوفی وصل وسلم وبارك علیه وعلی اله وصحبه النجوم الهدی فی الاخرة والاولی کما تحب وترضی برحمتك وجودك وفضلك ومنك یا علی الاعلی انك خیر مامول واکرم مسئول وارحم الراحمین وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی اله وصحبه وازواجه وذریاته وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد لله رب العلمین ط ط ط

تحریر مولانا المعظم و مخدومنا المکرم قدوۃ الفضلا شمس العلما مولوی قاضی عبید اللہ صاحب دام مجدہ گورنمنٹ قاضی اہل سنت مدراس خلف الصدق محدث مرحوم مدراس مولانا مولوی حاجی مفتی صبغۃ اللہ صاحب المخاطب بہ قاضی الملک مفتی بدر الدولہ رحمہ اللہ مفتی سرکار نواب کرناٹک

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

مین نے رسالہ السکینہ باخبار المدینہ مولفہ جناب مشفقی و محبی مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر دام اللہ بقارہ و وفقہ اللہ بما یحب و یرضاہ کو بتمامہ ملاحظہ کیا۔ الحق یہہ رسالہ عاشقان بارگاہ مصطفوی کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جسمین مدینہ منورہ کے تمام حالات نہایت صحت کے ساتھہ مذکور ہین اللہ تعالی اوسکے مولف کو جزاے خیر دے اور اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبولین کے زمرہ مین داخل فرماے اور اس رسالے کو بارگاہ حضرت خیر الانبیاء علیہ افضل الصلوۃ والثنا سے خلعت قبول کی عزت حاصل ہو آمین یا رب العلمین۔

(دستخط) کتبہ عبید اللہ بن صبغۃ اللہ کان اللہ لہ

(مہر)

تقریظ علامۂ یگانہ فاضل زمانہ عمدۃ العلما مولانا الحاج محمود صاحب دامت برکاتہ فرزند رشید حضرت مولانا مولوی صبغۃ اللہ صاحب المرحوم المخاطب بہ قاضی الملک مفتی بدر الدولہ مفتی سرکار نواب کرناٹک

حامداللہ ومصلیا ومسلما علی رسولہ واٰلہ وصحبہ یہہ بات ظاہر ہے کہ ہر ایک مومن صادق العقیدہ کو مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کی زیارت کا شوق اور وہان کے آثار اور اخبار کی سماعت کا اشتیاق از حد زیادہ رہا کرتاہے باین وجہ اردو مین ایک ایسے رسالہ کی نہایت ضرورت تھی جس مین نہایت صحت کے ساتھہ اسکو بیان کیا جائے اس لئے اندنون میرے محب صادق جناب کرمی معظمی فاضل ماہر حاجی محمد صبغۃ اللہ صاحب بہاجر سلمہ اللہ وبلغہ الی مایتمناہ نے رسالہ السکینہ باخبار المدینہ کو تالیف فرمایا اور اس مین مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کے آثار واخبار کو نہایت صحت کے ساتھہ کتب معتبرہ سے بیان کیا اور اپنی چشم دید سے وہان کے حالات وآثار موجودہ کو اوسکے ساتھہ مطابقت دی۔ اس رسالہ کو مین نے دیکھا ابتدا سے انتہا تک عبارت سلیس عام فہم اور صحیح اخبار وآثار اسمین مندرج رہنے کے علاوہ اوسکو پڑہنے اور سماعت کرنے سے نہایت ذوق وشوق پیدا ہوتاہے اور محبت مصطفوی کا دلپر جوش ہوتاہے اور یہہ یقین ہوتاہے کہ اسکو مولف نے نہایت خلوص اور حسن عقیدت سے لکھاہے

اللہ تعالے اس رسالہ کو مقبول بارگاہ نبوی بنا دے اور مسلمانون کو اوس سے متمتع کرے اور اوسکے مولف کو حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے محبین صادقین کے زمرہ مین محشور کرے اور المرء من احب کے مصداق آپکی معیت معنویہ عطا کرے۔ اور مقاصد دارین پر کامیاب فرمائے۔

ھذا ما قالہ بفمہ وکتبہ بقلمہ الفقیر الی اللہ محمود بن صبغۃ اللہ کان اللہ لھما ولاسلافھما

یکہ تازی سمند ارجمند فکر آسمان پیوند شیخ کامل و عارف واصل و اصل خلاصہ خاندان مرتضوی و نقاوۂ دودمان مصطفوی علما را سند و عرفا را دلیل حضرت مخدومی و سیدی حاجی الحرمین الشریفین مولوی شاہ سیدہ محمد حسینی صاحب تخلص عقیل المعروف بحسینی بادشاہ صاحب قادری دامت برکاتہ سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت شاہ اللہ قدس سرہ العزیز واقع قصبہ تیکال ضلع گلشن آباد میدک علاقہ سرکار عالی اعلیٰ حضرت نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین و نعت حضرت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین میگوید بندہ حقیر فقیر سید محمد حسینی المعروف بہ حسینی بادشہ قادری سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت شاہ اللہ قدس سرہ العزیز واقع قصبہ تیکال ضلع گلشن آباد میدک من مضافات

حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الآفات والفتن کہ بتقاضای آب وخور بفحوای قید
الماء شدید من قید الحدید رخت اقامت بمدراس فرو و آورده عمده ترین نعمتی
وافضل ترین دولتی کہ درین جا مرا نصیب آمد ملاحظہ کتابیست از تالیف عالم جزیل
وفاضل نبیل عاشق صادق حبیب رب الجلیل صلی اللہ علیہ وسلم مورد مراحم آلہ مولانا
بالفضل اولینا عمدة الحاج محمد صبغة اللہ اوصلہ اللہ تعالی الی ما تمناہ الملقب بہ مهاجر
فخر علمای معاصر مآثر ناشش السکینہ باخبار المدینہ بخدا السکینہ
غریقان بحار مهاجرت را سفینہ وصال است ومشتاقان تجلیات مواصلت را آئینہ جمال
سالکان مسلک حجاز را رہبر کامل است وکشتی نشینان عمان راز ونیاز را ساحل - ہمہ
وقایع وآثار آن دیار مطابق سیر واخبار بمطالب ومضامین خود مفصل آنقدر کہ گوئی
دریای ذخاریست پر از درر غرر و موجز آنچنان کہ آن ہمہ دریا در یک کوزہ ایست
مختصر مصنف عالی مقام در تجسس مقامات وتفتیش حالات آن بقعہ نور وبرکات
مشقتی کہ برداشتہ ودقیقہ نگذاشتہ بخدا احسانیست بر عامہ مسلمین ومسلمات ومنتی است
بر کافہ مومنین ومومنات والہان خمکدہ عشق روی نبوی را پیمانہ وسمند رہگیران کوی
مصطفوی را تازیانہ - ہرچند فقیر ہم شرف اندوز زیارت روضہ پاک شاہنشہ لولاک
صلی اللہ علیہ وسلم ام فاما این کتاب مستطاب را کہ دیدم میتوانم گفت کہ اکثرے از
مشاہدات محققہ حضرت مصنف را ندیدم پس شوق زخمہ بر آہنگ دل میزند کہ باز بزیارت
حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم پا از سر کنم واین کتاب را در بر - وہرچہ درین ست

ان راہبر الحق کتابیست نہایت مفید و قفل مقاصد زیارت را کلید مضامین عام فہم و احسن موافق شرع و سنن۔ ہر رہرو مدینہ را باید کہ السکینہ را کہ مجمل تصادیر حج شیفتگان شہر مدینہ تابوت سکینہ را می ماند رہنمای خود گرداند۔ الٰہی مصنف این کتاب از جمیع مکروہات و بلیات دنیوی محفوظ و بحبگی نعمات و برکات اخروی محظوظ باد و بہ صلہ این کار ہر چہ فراخور حال اوست نصیبش باد بحق محمد صلی اللہ علیہ و آلہ الامجاد و صحابہ الرشاد الی یوم التناد۔ مرقوم ۲ ذیحجہ ۱۳۲۶ھ ہجری۔

الفقیر المذنب

(شرح دستخط) سید محمد حسینی قادری شاہد اللّٰہی عفی عنہ

قطعہ تاریخ تالیف از حضرت ممدوح دامت برکاتہم

صبغۃ اللہ المہاجر معدن عز و شرف — می سزد بر ذات پاکش عاشق احمد خطاب

عارف سر حقیقت واقف احکام شرع — صاحب علم و عمل عالی نسب والا جناب

احسن او بہست فی الدارین کز فیض سجود — می درخشد نور از پیشانیش چون ماہتاب

بحر صدق و تاج ایمان زیب او زیبندہ در — آسمان عشق احمد را درخشان آفتاب

کرد تالیف السکینہ بہر مشتاقان دید — یا مہیا کرد سالک را کلید فتح باب

باسر طیبہ و مطبوع زدم سالش عقیل — رہبر راہ مدینہ این کتاب با صواب

۱۳۲۶

ولہ

باللہ عقیل السکینہ — روشنگر طبع ذی عقول است

سال تالیفش ار بپرسی — گلدستۂ نعت رسول است

۱۳۲۶

تحریر زبدۃ العارفین عمدۃ السالکین حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد علی صاحب قادری میلاپوری دامت برکاتہ خلف الصدق وجانشین حضرت قدوۃ الواصلین جنت آرامگاہ مولانا مولوی سید شاہ حبیب اللہ صاحب قادری میلاپوری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب السکینہ باخبار المدینہ تسکین افزائے قلوب اہل ایمان اور ذوق انگیز خواطر اہل ایقان ہی۔ اللہ تعالیٰ مصنف فاضل کو جزائے خیر دے اور صف عاشقان سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام مین محشور فرمائی۔ آمین۔

(ثبت دستخط) الفقیر الحقیر سید شاہ محمد علی قادری

تقریظ چکیدۂ قلم جواہر رقم اکمل الفضلا وافضل العلما مولانا ومخدومنا حضرت مولوی سید شاہ حسین صاحب قادری دام فضلہ خلف الرشید حضرت غفران مآب مولوی سید شاہ محمد مہدی صاحب القادری میلاپوری قدس سرہ

حامدا للہ تعالیٰ ومصلیا ومسلما علی المصطفی المختار سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ الکبار۔ ان مبارک ایام مین جو اوایل ماہ ذیحجہ ۱۳۰۲ ہجری ہے میرے محبت وشفقت فرما مکرمی ممدوح الاصاغر والاکابر المہاجر عن المناہی والمناکر مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر ضاعف حسناتہ کی تصنیف لطیف السکینہ باخبار المدینہ کے مطالعہ سے مین نے کسیقدر اپنے دل مشتاق کی تسکین پردازی اور درد حرمان و

دوری کی چارہ سازی الی بحکم کل اناء یترشح بما فیہ مصنف فاضل نے اپنے
عشق و محبت دلی اور جوش قلبی کو بیان حالات دیار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ضمن مین ظاہر فرمایا ہے اور باوجود غلبہ محبت کے جادہ تخمین سے قدم باہر رکھا
علاوہ برین عبارت کی سلاست بیان کی وضاحت اور عشق انگیز ذوق خیز باتونکا
ایراد اور حقگوئی مین عدم رعایت اس قابل ہے کہ اہل سنت وجماعت کے منصف
مزاج علی الخصوص اردو زبان کے ذوی الاحتیاج عند المطالعہ بے اختیار یہہ کہین کہ
جزی اللہ عنا ھذا المصنف فی الدارین خیر جزاء اور مشتاقان زیارت روضہ
اقدس باربارہ دل سے یہہ التجا کرین اللھم شرفنا بزیارت روضۃ حبیبک صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کما شرفتہ فانک سمیع الدعاء حق یہہ ہے کہ اس وضاحت
اور تخمین کے ساتھہ اخبار دیار محبوب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیان مین بکمال رعایت
تعظیم بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت کرام وصحابہ عظام
یہی ایک کتاب ہے جو خاص اس باب مین مدراس مین مرتب ہوکر نظر سے گذری۔
اسکے پیشتر جو کتابین اسبارے مین لکھی گئین وے پہلے تو عربی اور فارسی زبان مین
تھین اور اگر مترجم ہوئین یا اردو مین لکھی بھی گئین تو یہہ کتاب اون سب سے موخر
ہونے کی وجہ سے ابواب مطلوبہ مین ان سب کی جامع ہے مع فوائد خاصہ
مرغوبہ اللہ کریم جلشانہ مصنف ممدوح کو اس عرقریزی اور رہنمائی کا اجر جزیل عطا
فرمائے دارین مین جزای خیر دے اللھم ارزقنی وسائر المسلمین محبتہ

نبیک الکریم وشرفنا بزیارۃ حبیبک علیہ الصلوۃ والتسلیم فی الدنیا
وبشفاعتہ ومرافقتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الاخری برحمتک
یاارحم الراحمین
ھذا ماحررہ خادم الطریقۃ العلیہ القادریہ حسین بن سید محمد مہدی
القادری المیلاپوری کان للہ تعالیٰ وکان اللہ لہ۔

چکیدہ قلم فضیلت رقم اخ المعظم المحترم عمدۃ العلما زبدۃ الاطباء اشرف الحاج حضرت مولوی محمد محی الدین حسین صاحب چیدہ دام فضلہ صدر مدرس مدرسہ لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ میسر الصواب ایاک نستعین یا مفتح الابواب والصلوۃ والسلام
علی رسولہ صاحب الایات والمعجزات وعلی الہ واصحابہ ارباب السعادات و
اھل البرکات۔ اما بعد بمصداق خیر الناس من ینفع الناس بڑی خوشی
کی بات اور فی الاصل قوم کی نیک نصیبی ہے کہ اس کساد بازار کے زمانہ میں بھی
ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے علمی ایثارات اور عملی انوار وبرکات سے قوم کو نفع
پہنچاتے ہیں۔ یہہ کتاب جسکو مولف علام برادر شفیق ذو المدارک والمفاخر مولوی حاجی
محمد صبغۃ اللہ مہاجر دام فیضہ نے مدینہ منورہ کے حالات میں لکھا ہے انشاءاللہ

دنیا و آخرت مین مولف اور قوم کے واسطے وسیلہ خیر اور فائدہ مند ہوگی۔ مین ته دل سے مولف کا ممنون اور شکر گذار ہون کہ آپ نے اپنی فرط عنایت سے کتاب کے اصل مسودہ کو میرے دیکھنے کے لئے روانہ فرمایا اور مجھے اس بات کا موقع دیا کہ اس کتاب کے شریف مباحث اور دلچسپ مضامین کو غور و تامل سے دیکھون اگرچہ باوصف وفور شوق اور شدت حرص کے قلت فرصت اور کثرت مشاغل نے مجھے کامل کتاب کے مطالعہ اور اس استفادہ سے محروم رکھا جسکا مجھہ کو کمال تاسف ہے لیکن جہان تک مین نے کتاب کو دیکھا ہے اور اوسکے قیمتی مضامین اور علمی مباحث مین غور و تامل کیا ہے افراط و تفریط سے بری اور مدلل و مستند پایا ہے۔ مین نے امتحانا مدرسہ لطیفیہ کے چند منتہی طلبہ کو جو سال حال مین سند فراغ حاصل کرنے والے ہین کتاب کے اوس عمدہ بحث کیطرف متوجہ کیا جو صفحہ ،، مین ہے اور جسمین مولف علام نے طوغان اور محمد علی کی نسبت ایک تاریخی معارضہ کو نہایت متانت سے پیش کر کے اخذ نتیجہ مین محققانہ روش اختیار کی ہے سب نے اس اعتراض کو پسند کیا اور بے اختیار مجھے اسوقت خیال ہوا سچ ہے تمسك بسنة خير من احداث بدعة۔ چونکہ یہہ لوگ امرای اسلام سے خوش عقیدہ اور شیدای جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھے امید کہ ان کے خطیات مبدل بحسنات ہون۔ الغرض یہہ کتاب اپنے وضع مین انوکھی مختصر مفید اور اہل شوق کے واسطے غنچہ امید اور کلید باب نوید ہے۔

جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء امین

تحریر جناب مخدوم و مکرم عمدۃ الصلحا شمس العلما مولانا مولوی حاجی غلام رسول صاحب دامت برکاتہ

حامداً اللہ تعالیٰ ومصلیاً ومسلماً علی رسولہ وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

مخفی نرہے کہ اس کتاب مستطاب مسمی بہ السکینہ باخبار المدینہ
موافقہ عاشق رسول اللہ جناب حاجی مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر عم فیضہ کے
مطالعہ سے یہ بندہ خاکسار ذرہ بیمقدار مشرف ہوا من ابتدائہ الی آخرہ اوسکو نظر تحقیق
سے دیکھا اور مطابق روایات صحیحہ پایا اسمین نہ افراط وتفریط ہے اور نہ مبالغہ سے
کام لیا گیا ہے۔ لائق مؤلف نے اس کتاب کی تالیف مین صحت روایات اور تحقیق
حالات کو نہایت درجہ ملحوظ رکھا ہے جزاہ اللہ عن المسلمین خیر الجزاء۔ سبحان اللہ
اس مبارک کتاب مین اوس مقدس شہر کا بیان ہے جسمین وہ بقعۂ مطہر ومنور ہے
جسکا مرتبہ عرش اعظم سے برتر ہے اگرچہ ان متبرک مقامون کے تفصیلی حالات کتب
سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مین مرقوم ہین جیسے وفاء الوفاء۔ جذب القلوب اور
اور نزہۃ الناظرین وغیرہ مگر چونکہ وہ عربی اور فارسی زبانون مین ہین اردو خوان
مسلمان بھائیان ان حالات کے معلوم کرنے سے محروم رہتے ہین علاوہ اوس کے
وہ کتابین صدیون کے آگے کی لکھی ہوی ہین اور اون مین زمانہ مابعد کے تغیرات
اور واقعات کا ذکر نہین۔ اس کتاب مستطاب مین ابتدا سے زمانہ موجودہ تک کے حالات
سلیس اردو مین صاف صاف اور ایسے عاشقانہ طرز سے لکھے گئے ہین کہ اسکے

پڑھنے والے اگر دولت سعادت زیارت سے بہرہ یاب ہو چکے ہوں تو پھر وہ سارا
حرم محترم پیش نظر ہو جاتا ہے اور دوبارہ زیارت مقامات متبرکہ کا لطف ملتا ہی
اور اگر تعلقات زمانہ سے ہنوز اس دولت سے محروم ہیں تو بے اختیار جان و دل
سے بے قرار و مشتاق زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتے ہیں۔

اللهم ارزقنا الاقامة في ذلك البقعة المباركة اللہ تعالیٰ مولف کی کتاب
کو مقبول فرمائے اور انکو اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کو حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و دیدار و شفاعت اور اوس مقدس و مطہر و منور زمین
کی اقامت اور وہاں کی موت نصیب فرمائے کما قیل۔

شعر

یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

آمین بجاہ سید ناطٰہ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ اٰلہ الطاہرین
واصحابہ الطیبین اجمعین۔ کتبہ المسکین غلام رسول غفی عنہ

رقم زدہ کلک جواہر سلک ادیب بیمثال و سخنور باکمال اخی المحترم اشرف
الحاج مولوی محمد صدیق حسن صاحب مہاجر تخلص عاشق دام فضلہ
سابق پروفسر فارسی نظام کالج وحال وظیفہ یاب حسن خدمت سرکار
عالی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

مصطفیٰ صبغ رنگ ظہور شہود ۔ صبغہ یکرنگی از ورد نمود

عالم دین وارث پیغامبر	صاحب شان نامور ذی اثر
اختر تابان سپهر کمال	ماهر فن شاعر روشن خیال
شهرهٔ آفاق به علم و عمل	در شرف و مرتبه ضرب المثل
فاضل حاوی فروع و اصول	صرف سخن ساخته بدع و فضول
عالم آثار به تشیید نقل	ناقل اخبار به تنقید عقل
ذاخر تکمیل به تحصیل خویش	فاخر تفضیل به تکمیل خویش
چون نفس صبح در ایقاظ قوم	دم زن با صدق پی نفع قوم
ناشر اخلاق بلطف عمیم	شایع ازو خلق چو از گل شمیم
رابط اقوام به ضبط سبل	قامع کین از اثر صلح کل
صوفی وارسته دل از ماسوا	بسته دل رسته خود با خدا
در ته و بالای مقامات خیر	روح امین طیران خضر سیر
سالک منهاج وصول کمال	مالک معراج حصول وصال
مرد خدا صاحب حال و بیان	غیب نگر غیب نما در عیان
توخته و تاخته شوق و ذوق	سوخته و ساخته شوق و ذوق
کاشف اسرار شیون بطون	واقف اسرار بطون شیون
جان صفا آن وفا نفس خیر	مستعد نفع رسانی به غیر
پاک شیم نیک سیر خوش صفات	خیر و تعظیم وے از واجبات

از سفر قدس پئے اہل دین — تحفہ آورد عجب دل گزین

بہر خبر ہستی اگر بی قرار — گوش دل خود بہ مبشر سپار

تذکرہ شہر مدینہ بگیر — مفت دل تست سکینہ بگیر

تذکرہ راسخہ صادقہ — ناسخۃ للنسخ السابقہ

الفہا الفاضل حین الرجوع — وفقہ اللہ برسم الشیوع

وہ چہ سکینہ کہ چو ز وحظ بری — یاد مصنف بدعا آوری

وہ چہ سکینہ کہ بود راح روح — بہر محبان بہ ثبوت و وضوح

وہ چہ سکینہ کہ ازو متصل — مضطربان رہست تشفی دل

وہ چہ سکینہ کہ ازو پے بہ پے — حاصل گرما زدہ شوق مے

وہ چہ سکینہ کہ ازو بر ملا — تشنہ حسرت برد آب بقا

وصف سکینہ نہ حد ہر کس است — وصف وے اسم لطیفش بس است

بہر ہوا خواہ دیار رسول — تازہ نسیمی ست نفاست شمول

شافی رنج و غم ہجر حبیب — نافی رنج و غم ہجر حبیب

گفت بہ عاشق سنہ اش جبرئیل — تذکرہ بو العجب بے عدیل ۱۳۲۵

رقم زدہ کلک جواہر سلک ناظم یکتا و شاعر سخنور نکتہ دان نثار سحر بیان
مکرمی و معظمی مولوی تجمل حسین خان بہادر گوپاموی تخلص ایمان اماد پرنس
آف ارکاٹ ثالث و ارشد تلامذہ حضرت جلال لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سزاوار حمد و ثنا وہ شہنشاہ عالیجاہ خالق ارض و سماہی جسنے فرش خاک کو اپنے حبیب خاص صاحب لولاک کے حرم پاک سے اوج افلاک پر ممتاز و مکرم کیا۔ اور درود نامحدود حضرت رب ودود اس صاحب مقام محمود پر جسکے آثر متبرک کے آداب کو ساکنان ملا اعلی نے سر نیاز خم کیا۔ اور رحمت بی نہایت حضرت رب العزت و سکی آل و صحاب پر جو خاص اللہ کے پیارے ہین۔ یہہ بحر کرامت کا سفینہ وہ آسمان ہدایت کے تارے ہین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد مشتاقان طوف حرم محترم رسول اکرم طالبان زیارت آثر معظم سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کو مژدہ کہ شاہد رعنای بزم خوش بیانی محبوب خوش لقای ملک معانی یعنی کتاب **مستطاب السکینہ باخبار المدینہ** مصنفہ محقق مدقق جناب فضیلتمآب حاجی الحرمین الشریفین زائر آثر سید الثقلین فاضل متبحر سخنور معنی پرور مولانا مولوی **محمد صبغۃ اللہ صاحب** مہاجر المتخلص باختر دام مجدہ جسکے انتظار مین مشتاقونکی آنکھین روبراہ تھین حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر روشنی بخش دیدۂ اہل دید ہوی۔ ناظرین کے دلونپر مسرت تازہ پدید ہوئی حضرت مصنف کی ہمت بلند پر آفرین ہے کہ محض فائدہ عام کے لئے اپنی خاص تحقیقات کا وہ نسخہ نایاب شایع کیا جسکا ثانی صفحہ ہستی پر نہین ہے۔ بیشک کتاب لاجواب ہے عبارت نہایت شستہ و نفیس باوجود خوبی مضامین کے روزمرہ بھی فصیح و سلیس۔ واقعی تو یہہ ہے کہ یہہ ملک اور یہہ زبان کوئی چھوٹی بات نہین شیوا زبانی سے قطع نظر اسمین تاریخی واقعات کی بھی کچھ کم تحقیقات نہین خصوصًا مسجد نبوی اور روضہ مطہر حضرت خاتم الرسالہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین اور عمومًا دوسرے مساجد و آثر متبرکہ مین ابتک وقتا بعد وقت جو کچھ تغیرات ہوے ہین اس کتاب

لاجواب مین ہوبہو اوس کا نقشہ اتار دیا ہے اور مزید فہمایش کیلئے جابجا مقامات متبرکہ کا
نقشہ کھینچکر حسن کتاب اور دوبالا کیا ہے۔ جو کچھہ تحریر ہے اکثر چشمدید ہے اور سیر مصنفین
اسلف رحمہم اللہ کے اقوال سے استناد موجب وثوق مزید ہے خلاصہ یہہ کہ اس فن مین آج
تک کوئی ایسی تصنیف نظر سے نہین گذری اوس پر جتنی تعریف کی جاے بجا ہے۔ اور
جناب مصنف کو جتنا سراہئے زیبا ہے۔ آگے عاشقان رسول کے جوش محبت کا امتحان کر
کہ اس گوہر گرانمایہ کو تعویذ بازو بناتے ہین یا حرز جان کرتے ہین سے ٥ گر حرفے از کتاب
محبت گرفتہ ❊ خط کش بہر دو عالم بر حکم این کتاب ❊ اب یہہ ہیچمدان کجمج بیان ایمان اس
مختصر تقریظ کو اس قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہے واللہ المستعان۔

قطعہ تاریخ طبع

حضرت اختر یقیناً اپنی اس تصنیف سے — مستحق تشفیع سردار بنی آدم کے ہین
طبع ایمان سے یہہ سال طبع بھی پایا ہے — السکینہ مین آثر سید عالم کے ہین ۱۳۰۷

تحریر مکرمی و معظمی مولوی حاجی حافظ سید تقی حسین صاحب دام مجدہ
خطیب مسجد والاجاہی مدراس

الحمد لمن خلق القلم وعلم الانسان مالم یعلم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الاکرم
محمد وآلہ وصحبہ ذوی الھدایات والکرامات الاتم اما بعد می گوید بندۂ فقیر
سید تقی حسین غفر اللہ لہ ذنوبہ خطیب مسجد والاجاہی مدراس کہ ہرگاہ خبر فرحت اثر

تالیف السکینه باخبار المدینه گوش نواز این هیچمدان گردید بکمال ذوق و فور شوق بر
مولفش صاحب علم و فراست معدن خلق و مروت حبیبی فی الله مولوی حاجی حافظ محمد صبغة الله
صاحب المهاجر ادام الله بقاه بالمکارم و المفاخر شتافتم و مسودهٔ کتاب مستطاب را گرفته از ابتدا
تا انتها بمرات خواندم هر وقت که تکرارش میکردم حلاوت قند مکرر می بخشید و در قالب بیجان
اهل ذوق و شوق جان تازه میدمید. الحق این کتاب زائران حرم رسول را بهترین
رفیق است و طالبان تذکرهٔ نبوی را معلم شفیق بخدا تالیف السکینه صرف بتائید ملهم غیبی
صورت بسته است و رنه اهل عصر را در پیدا کردن چنین نسخهٔ نایاب بال و پر شکسته. محاورت
این کتاب موجب رحمات الٰهی ست و مطالعه اش منتج کرامات نامتناهی فقیر که از
مطالعه اش فراغ یافت در عالم منام بزیارت مسجد حضرت خیر الانام علیه الصلوٰة و
السلام سرفراز گردید و بحضوری دربار حضور لامع النور ممتاز. خداوند عالم بجزای این تحریری
مؤلف را باقصی الغایات مرادش رساناد و به اعلی مدارج کرامات حسب اقتضای رحمت
و کرم خود ممتاز بخشش گرداناد. بنبیه الکریم محمد صلی الله علیه و آله و صحبه الامجاد الی یوم التناد۔

قطعهٔ تاریخ

کتاب السکینه ز الهام غیبی   باخبار شهر رسول کریم ست
زبان را چه یارا که وصفش طراز د   درو ذکر محبوب رب قدیم ست
ز تالیف عالی نسب صبغة الله   مهاجر محب روف الرحیم ست

بروباد رحمت زحق بے نہایت   زوالا وجودش چه فیض عمیم ست
بگفتا سنش حافظ از روی ایمان   چه دریای حب نبی عظیم است
۱۲   ۲۶

نتیجہ فکر محب صمیم مخدومی الحاج خطیب قبا در بادشاہ صاحب تخلص بادشہ

الحمد اللہ یہہ رسالہ   مطبوع ہوا بہ طرز مرغوب
ہر حرف حسین ہے مثل یوسف   ہر دائرہ گویا چشم یعقوب
مسجد کا یہہ اونکے تذکرہ ہے   جنکی امت مین ہم ہین منسوب
خواہان نہین اوس کا کون مومن   یہہ کس کے نہین ہی دلکو مطلوب
محبوب خدا کے شہر کا حال   کیونکر نہو یک جہان کو مطلوب
یک فاضل وہرکی ہے تالیف   انداز بیان ہے کیا خوش اسلوب
تاریخ لکھی ہے بادشہ نے   یہہ تحفۂ مومنین ہے خوب
۱۲   ۲۷

قطعہ تاریخ طبع کتاب السکینہ باخبار المدینہ

طبعزاد مکرمی ومحبی محمد ناصر الدین صاحب بیخود مدراسی خلف الصدق جناب بسمل مرحوم وتلمیذ ایمان گو پاموی وجلال لکھنوی

صبغۃ اللہ مہاجر اختر   صاحب علم وفن وفہم وذکا
جنکے اخلاق سے گرویدہ ہر خلق   ایک عالم ہے ثنا خوان جن کا

حاجی و زائر و مداح نبیؐ — عالم و فاضل و قاری یکتا
منبع جود و سخا چشمۂ فیض — ابر احسان و کرم بحر عطا
خوب انھون نے یہہ رسالہ بیشل — سرور دین کے آثر مین لکھا
جو روایات ہین اسکے وہ صحیح — جتنی تحقیق ہے اس مین وہ بجا
جو ضروری تھے مقامات آسین — کھینچکر اون کا دکھایا نقشا
دل ہے مشتاقون کا عشاق کی جان — زائرون کے لئے ہے راہنما
اسکے دیکھے سے ہی تسکین قلوب — السکینہ ہے بجا نام اس کا
الغرض صحت و خوبی کیساتھہ — اسکو ممدوح نے جب طبع کیا
سال تاریخ کہا بیخود نے — خوب و نادر ہے کتاب زیبا
۱۲۷۰

وله

تالیف کرد نسخہ زیبا چو اختم — گر گوئمش ذخیرۂ عقبیٰ بود بجا
بیخود برای سال زہاتف ندا رسید — نیکو مآثر حرم پاک مصطفی
۱۲۷۰

تمام الکتاب

صحت نامہ کتاب السکینہ باخبار المدینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲	ینبغی	تنبغی
۴	۱۱	چِپا	چُپا
۵	۱۱	ئین	مین
۸	۹	کی	کی ہے
۱۴	۱۵	وجہ	وجہ
۱۶	۱۴	یہ	یہہ
۱۷	۱۲	کژت	کثرت
۲۹	۱۱	واقون	وانون
۳۱	۷	رہنے لگے	رہنے لگی
۳۲	۱۳	اِجداد	اجداد
"	۱۵	ہین	ہین
۳۳	۱۰	ابوجبیلہ	ابوجبیلہ
"	۱۳	اَعْدَاءَ	اَعْدَاءً
۴۰	۳	علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم
۴۶	۳	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ
"	۱۶	"	"
۴۹	۲	بشمرل	بشمول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۴	عنہ	عنہا
۵۳	۱۶	دربیان	درمیان
۵۵	۹	اَلْخَبْرِ	اَلْخَابِرِ
۵۷	۱۶	گوندنے	کوندنے
۶۹	۶	ذُکّۃ	ذَکّۃ
۷۰	۵	لیگئی	کیگئی
"	۱۷	جرف	صرف
۷۱	۱۱	مقام	مقام
۷۳	۱۲	تحریرتن	تحریرین
۷۸	۱۵	ہُبائی	ہٹائی
۹	۱۱	اجینا	احینا
۱۰۵	۱	دیدار	دیدار
۱۱۴	۱۷	زرین	رزین
۱۲۲	۴	العالیہ	العالیہ
۱۲۵	۵	پرد	پردہ
۱۳۰	۱۳	وَاِذْ	وَاِذَا
"	۱۴	الرَّحْمہ	الرَّحْمَۃَ
۱۳۲	۶	واعتذنا	وَاَعْتَذْنَا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۱۰	انَّ	اِنَّ
۱۳۴	۱۵	ہوتی ہی	ہوتی ہیں
۱۴۰	۴	الثمنیہ	الثمینہ
۱۴۱	۱۶	علیہ	علیہم
۱۴۴	۱	ملن	ممکن
۱۴۷	۷	لیبس	لیس
۱۵۳	۹ ۱۰	وددتہ دمرتہ	ودددتہ دمرتہ
۱۶۱	۳	صوبح	صریح
"	۷	ن	فی
۱۶۲	۶	العسزیز	العزیز
"	۱۸	حلال	بلال
۱۶۳	۱۱	ملازی	ملازم ہے
۱۶۹	۲	میں ہوتا	میں ہوتا ہے
۱۷۷	۱۴	تَفْتَحُوا	تَفْتَحُوْا
۱۹۶	۱۳	ئین	میں
۲۰۰	۱۳	برقبہ	قبہ
۲۰۱	۳	اقی	باقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۳	۴	نام کے	نام سے
۲۰۷	۱۴	الدعاۃ	الدعاۃ
۲۰۹	۱۶	وسالت	رسالت
۲۱۰	۳	احدب	احد
۲۱۳	۱۷	حوص	حوض
۲۱۶	۲	پاں	پانی
۲۱۶	۱۳	نکلے سے	نکلے تھے
۲۲۸	۱	مدینہ	مُنہ
۲۲۹	۷	زناگی	زندگی
۲۳۲	۷	دستیاب	دست یاب
۲۳۴	۱۹	تجاوز	تجاوز
۲۴۰	۱	پنانہ	پیمانہ
۲۴۵	۱۲	لونے	تونے
۲۵۹	۸	حببک	حبیبک
۲۶۱	۱۱	الصحاب	الصعاب
۲۶۲	۱۶	لکئے	لکھے
"	"	" "	" "